فقہی مکالمات

اُردو ترجمہ

حواریات فقہیہ

مُطابق فتاوی

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الفقیہ السید محمد سعید طباطبائی حکیم مدظلہ العالی

مجتہد اعظم نجف اشرف عراق

MAKTAB AL-HAMADANI TALAGANG (CHAKWAL) PAKISTAN

مکتب الہمدانی تلہ گنگ ضلع چکوال (پاکستان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

عَلِيٌّ وَّلِيُّ اللّٰهِ

وَصِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ

وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ

سماحة آية الله العظمى الفقيه السيد محمد سعيد الطباطبائي الحكيم

فقہی مکالمات

اُردو ترجمہ

حواریاتِ فقہیہ

مُطابق فتاویٰ

حضرت آیۃ اللہ العُظمیٰ الفقیہ السیّد محمد سعید طباطبائی حکیم مدظلہ العالی

مُجتہد اعظم نجف اشرف عراق

مکتب الہمدانی تلہ گنگ ضلع چکوال (پاکستان)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب . . . . . فقہی مکالمات ترجمہ حواریات فقہیہ

مصنف . . . . سید عبدالهادی سید محمد تقی طباطبائی حکیم

مترجم . . . . عبدالقیوم علوی

نظر ثانی و ترتیب . . . علامہ محی الدین کاظم

کمپوزنگ . . . . . . سید امداد علی

قیمت . . . . ۱۰۰/- روپے

ناشر . . . . مکتب الصمدانی تلہ گنگ

طابع سید اظہار الحسن رضوی

مطبع اظہار سنز پرنٹرز، لاہور

نوٹ

کتاب کا ترجمہ آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی سید محمد سعید طباطبائی حکیم مدظلہ کی نظر ثانی (تصحیح و تصدیق) کے بعد کیا گیا ہے۔

—— ناشر ہمدانی

آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد سعید طباطبائی حکیم مجتہدِ اعظم نجف اشرف عراق کے فتاویٰ
کے مطابق

تحفۃ العوام مقبول جدید

تحفۃ نماز جعفریہ جدید

اور

مناسکِ حج

منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ مندرجہ ذیل مقامات سے دستیاب ہیں:

۱۔ افتخار بک ڈپو اسلام پورہ، لاہور
۲۔ جامعۃ المنتظر ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور
۳۔ جامعۃ مظہر الایمان ڈھڈیال (چکوال)
۴۔ جامعہ الامام حسینؑ، امام حسین فاؤنڈیشن کراچی
۵۔ مکتب الہمدانی تلہ گنگ ضلع چکوال

بسمہ تعالیٰ

نحمدہٗ ونصلّی علی سیّدنا محمّد خاتم النّبیّین

وعلی الاصفیاء من عترتہ المعصومین

وبعد زیر دست کتاب فقہی مکالمات میں کوشش کی گئی ہے کہ اس کا طرز نگارش عام فہم اور سلیس ہو اس کا اسلوب آج کل کے مصنفین اور قارئین میں رائج زبان کے مطابق ہو، نیز اس کتاب میں فقہی پیچیدگیوں کو مقلدین کے لیے حتی المقدور حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

احکامِ شرعیہ کو ایک پُرکشش اور جاذب انداز میں پیش کیا گیا ہے جو پڑھنے والوں میں دلچسپی پیدا کرے اور ان دینی تعلیمات کے حصول کے لیے ان میں آمادگی پیدا کرے کہ جن کا جاننا ناگزیر ہے۔

مصنف

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ
1	تعارف	1
2	مقدمہ	5
3	تقلید	13
4	نجاسات	20
5	مطہرات	25
6	جنابت	35
7	حیض	39
8	نفاس	45
9	استحاضہ	48
10	موت	53
11	وضو	65
12	غسل	71
13	تیمم	76
14	جبیرہ	82
15	نماز	86
16	نماز مسافر	114
17	نماز جماعت	117
18	نماز جمعہ	122
19	نماز آیات	126
20	روزہ	132
21	زکوۃ فطرہ	143
22	حج	144
23	زکواۃ	149
24	خمس	156
25	تجارت	166
26	ذبح اور شکار	191
27	نکاح	208
28	طلاق	225
29	نذر عہد اور قسم	232
30	وصیت	239
31	میراث	245
32	وقف	251
33	امر بالمعروف اور نھی از منکر	256
34	متفرق مسائل	298

حرف اول

من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ

محسنین کا شکریہ ادا نہ کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے میں زیر نظر کتاب کے ترجمے کے سلسلے میں مدرسہ مظہرالایمان ڈھڈیال کے مدرسین اور مولانا عبدالقیوم علوی کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں جنہوں نے اپنی تدریسی اور دیگر مصروفیات کے باوجود کتاب کے ترجمے اور نظرثانی میں تعاون فرمایا۔ لہٰذا میں خداوند متعال کی درگاہ میں دعاگو ہوں کہ ذات اقدس بطفیل سرکار محمدؐ و آلؑ محمدؐ ان کو صحت و سلامتی کے ساتھ طول عمر عطا فرمائے اور ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور مدرسہ مظہرالایمان کی تعمیر و ترقی کے جن منصوبوں کی تکمیل کے خواہاں ہیں ان میں ان کو کامیاب و کامران فرمائے تاکہ یہ درسگاہ (جو اس وقت بھی قابل دید ہے) پورے پاکستان میں مثالی حیثیت کی حامل بن جائے اور مومنین کرام سے پرزور اپیل کروں گا کہ اس مرکز علمی کو ایک نظر ملاحظہ فرما کر اپنی بساط کے مطابق تعاون فرمائیں تاکہ زیر تکمیل منصوبہ مکمل ہو سکے۔

وعلی اللّٰہ التوفیق فانہ نعم المولٰی و نعم النصیر

احقر العباد

سید زوار حسین ہمدانی

تعارف

حضرت آیت اللہ العظمیٰ الحاج سید محمد سعید حکیم مدظلہ نجف اشرف

آپ ۸ ذق ۱۳۵۴ھ سرزمین نجف اشرف میں پیدا ہوئے۔ آپ آیت اللہ سید محمد علی حکیم مدظلہ کے فرزند ارجمند اور آیت اللہ العظمیٰ الحاج سید محسن حکیم اعلیٰ اللہ مقامہ کے نواسے ہیں۔ خاندان حکیم' ایک مشہور و معروف مجاہد علمی گھرانہ ہے جس کے افراد دین و دیانت' علم وورع اور زکاوت و ذہانت میں اپنی مثال آپ ہیں ناساعد حالات میں ملت اسلامیہ کے لئے آپ کے خاندان کی قربانیاں قابل ستائش ہیں اس خاندان کے درجنوں افراد جن میں مرحوم آقائے حکیمؒ کے جید علماء فرزند بھی شامل ہیں۔ درجہ شہادت پر فائز اور تقریباً ستر اسی افراد ان ناساعد حالات کے باعث قید نجرہ میں لاپتہ ہیں۔

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد سعید حکیم مد ظلہ نے ابتدائی اور ثانوی (مقدمات و سطوح) کی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی جنھوں نے بڑی جانفشانی اور انتہائی کاوشوں کے ساتھ ایک ایک لفظ کی کماحقہ' دقیق تعلیم دی رسائل و مکاسب اور کفای ے تک تعلیم اپنے والد محترم اور آیت اللہ العظمیٰ الشیخ محمد طاہر آل الشیخ راضیؒ اور آیت اللہ العظمیٰ سید محمد حسین طباطبائی حکیم (صاحب کتاب الفقہ القارن) سے حاصل کی آپ کی فہم و فراست اور علمی صلاحیتوں کے پیش نظر آیت اللہ الشیخ محمد طاہر آل الشیخ راضی ابتدا ہی سے فرماتے تھے کہ "یہ شخص مستقبل کا مرجع عام ہے" لہٰذا مذکورہ بالا اساتذہ آپ کی علمی تربیت میں زیادہ سے زیادہ دلچپی لیتے۔

آپ حصول علم کے ساتھ ساتھ ایک ماہر مدرس کی حیثیت سے بھی کسی سے کم نہ تھے چنانچہ رسائل و مکاسب اور کفایتہ کو کئی بار پڑھایا اور ۱۳۸۸ھ سے درس خارج بھی شروع کر دیا۔ ۱۳۹۶ھ کے بعد آپ پر مصائب و آلام نے شدت اختیار کر لی جس

سے آپ کو ایک مدت تک شر اشرار کے باعث قید فجرہ میں رہنا پڑا لیکن جونہی آپ کو قدرے آزادی میسر آئی پھر سے درس خارج اور تالیفات کا سلسلہ جلیلہ شروع کردیا آپ حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے سید محسن حکیمؒ کی کتاب منہاج الصالحین کو بنیاد قرار دے کر درس خارج دیتے ہیں۔

آیت اللہ العظمیٰ آقائے حکیمؒ کی اجتہادی کتاب مستمسک العروۃ الوثقیٰ آپ کے اشراف میں مراحل تکمیل کو پہنچی اور اس طرح آپ نے اس مفصل اجتہادی کتاب فقہ پر پوری طرح عبور حاصل کیا اور کئی مقامات پر خود مصنف مرحوم آقائے حکیمؒ کے ساتھ بحث و مباحثہ کیا چنانچہ آپ کی علمی صلاحیت کے اعتراف کے طور پر آپ نے فرمایا۔ (انی انتظر للسید محمد سعید ان یکون مرجعا) (میں مستقبل میں دیکھتا کہ سید محمد سعید مرجع خلائق ہوگا)۔ آپ نے حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید ابو القاسم خوئیؒ اور خاص طور پر آیت اللہ العظمیٰ شیخ حسین حلیؒ سے بھی کسب فیض کیا۔

آپؒ کی تالیفات:

آپ ابتدا ہی سے اپنے جملہ دروس قلمبند کرنے کے عادی تھے۔ چنانچہ اس تحقیقی و تصنیفی ذوق کے پیش نظر آپ نے بڑی بڑی علمی و تحقیقی کتب کی تالیف کا سلسلہ جلیلہ بھی جاری رکھا ہوا ہے اب تک تالیف شدہ کتب کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ المحکم فی اصول الفقہ۔ یہ فن اصول فقہ میں ایک کامل دورہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے دو جلدیں مباحث الفاظ و ملازمات عقلیہ میں' دو جلدیں مباحث قطع و امارات اور براءۃ و احتیاط میں اور دو جلدیں استصحاب و تعارض اور اجتہاد و تقلید میں ہیں۔

۲۔ مصباح المنہاج ۔ آیت اللہ العظمیٰ سید محسن حکیمؒ کے منہاج الصالحین پر استدلالی کتاب ہے چونکہ آپ منہاج الصالحین کی بنیاد پر درس خارج دیتے ہیں لہٰذا اب تک دس مجلدات مکمل ہوئی ہیں ایک جلد اجتہاد و تقلید میں ' سات جلدیں طہارت و صلواۃ میں ایک جلد صوم اور ایک جلد خمس میں ہے۔

۳- دورۃ فی تہذیب علم الاصول- اس دوران چونکہ حالات انتہائی ناساعد تھے لہٰذا آپ نے علم اصول کی صرف اہم ابحاث پر اقتصار کرتے ہوئے اب تک دو جلدیں مکمل کی ہیں جو مبحث دوران الامرین بین الاقل والاکثر الارتباطیین تک مشتمل ہیں-امید ہے کہ فراغت پا کر اس کو مکمل کریں گے-

۴- کتاب فی اصول العملیۃ - یہ کتاب آپ نے انتہائی نا مساعد حالات میں تحریر کی جب کہ آپ کی دسترس میں کوئی مدرک و مصدر بھی نہ تھا صرف اپنے حافظہ میں یاداشتوں پر اعتماد کرتے ہوئے تالیف کی لیکن افسوس کہ یہ کتاب انہی نا مساعد حالات کے نتیجہ میں ظالم ہاتھوں سے تلف کر دی گئی-

۵- حاشیہ موسعہ بر رسائل الشیخ انصاری- یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے-

۶- حاشیہ موسعہ بر کفایتہ الاصول جلد اول- درس خارج کی تدریس کے دوران تین جلدوں میں تالیف فرمایا-

۷- حاشیہ بر کفایتہ الاصول جلد دوم- یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے-

۸- حاشیہ موسع بر مکاسب- نا مساعد حالات کے باعث صرف دو جلدوں پر مشتمل مکاسب محرمہ سے مباحث عقد فضولی تک تالیف کر پائے اس کے علاوہ اپنے والد محترم سے درس حاصل کرتے وقت بھی ایک اور حاشیہ تحریر فرما چکے ہیں جو چار جلدوں پر مشتمل ہے-

۹- تقریرات آیت اللہ العظمٰی الشیخ حسین الحلیؒ جو اصول فقہ میں ہیں اور استصحاب اور اس کے لواحق' باب التعارض اول اصول سے اجزاء تک ہے-

۱۰- تقریرات آیت اللہ العظمٰی الشیخ حسین الحلیؒ جو فقہ میں تین جلدوں پر مشتمل ہے-

۱۱- تقریرات آیت اللہ العظمٰی سید ابو القاسم خوئیؒ یہ کتاب صرف ایک جلد واجب تعیری سے بدایتہ البراۃ تک ہے-

۱۲- رسالہ تجرتہ بحث الخارج-

۱۳۔ رسالہ مستقلۃ فی خارج المعاملات۔

۱۴۔ رسالہ عملیۃ منہاج الصالحین۔ دو جلدوں پر مشتمل مومنین کی کثیر تعداد کی خواہش کے پیش نظر تالیف فرمایا۔

۱۵۔ کتاب سیرۃ المعصومینؑ و حیاتھم۔ یہ کتاب بھی آپ نے ناسازگار حالات اور قید تنہائی میں بغیر کسی کتاب مصدر کے اپنی ذہنی یادداشتوں پر اعتماد کی بنا پر تالیف فرمائی۔

آپؒ کے فاضل ترین تلامذہ علام۔ آپ کی اولین اور دیرینہ خواہش رہی ہے کہ خاندان حکیم کے جملہ افراد اہل علم و فضل صحیح معنوں میں محقق بنیں۔ علم و فضل کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ میں بھی نمایاں مقام حاصل کریں چنانچہ آپ خانوادہ حکیم کے جملہ افراد کو اکثر اوقات جمع کر کے ان کی تدریس و تربیت میں خصوصی توجہ دیتے رہے جس کے نتیجہ میں افراد خانوادہ حکیم کے جملہ افراد اہل علم آپ کے شاگرد ہیں جن میں آیت اللہ سید عبدالرزاق مرحوم اور حجتہ الاسلام والمسلمین سید صادق حکیم مدرس دروس خارج اور حجتہ الاسلام والمسلمین شہید سید محمد رضا حکیم، استاد کلیۃ الفقہ نجف، حجتہ الاسلام والمسلمین شہید سید عبدالوہاب مدرس حوزہ نجف، حجتہ الاسلام والمسلمین سید عبدالمنعم حکیم مدرس حوزہ علمیۃ قم شامل ہیں ان کے علاوہ حجتہ الاسلام والمسلمین شیخ باقر ایروانی مدرس دروس خارج قم۔ حجتہ الاسلام والمسلمین شیخ ہادی آل الشیخ راضی مدرس حوزہ علمیۃ قم، حجتہ الاسلام والمسلمین شیخ محمد خاقانی مدرس حوزہ علمیۃ قم، حجتہ الاسلام والمسلمین شیخ علی کورانی لبنانی، حجتہ الاسلام والمسلمین شیخ یوسف عمرو لبنانی اور حجتہ الاسلام والمسلمین سید محمد جعفر الحکیم مدرس حوزہ علمیۃ نجف اشرف و حجتہ الاسلام والمسلمین محمد باقر الحکیم مدرس خارج حوزہ علمیہ نجف اشرف بھی آپ کے فیوض علمیہ سے مستفید ہوئے ہیں۔

سید زوار حسین ہمدانی (فاضل عراق)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

میں نے کتاب فقہی مکالمات میں یہی کوشش کی کہ اس کا طرز نگارش عام فہم اور سلیس ہو۔ اس کا اسلوب آج کل کے مصنفین اور قارئین میں رائج زبان کے مطابق ہو۔ نیز اس کتاب میں ان فقہی پیچیدگیوں کو مقلدین کے لئے حتی المقدور حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ احکام شرعیہ کو ایک پر کشش اور جاذب انداز میں پیش کیا گیا ہے جو اپنے پڑھنے والوں میں دلچسپی پیدا کرے اور ان دینی تعلیمات کے حصول کے لئے ان میں آمادگی پیدا کرے کہ جن کا جاننا ناگزیر ہے۔

ہماری یہ کتاب چند مستقل فقہی مکالمات پر مشتمل ہے۔ احکام تقلید۔ نجاست۔ طہارت۔ جنابت۔ حیض۔ نفاس۔ استحاضہ۔ موت۔ وضو۔ غسل۔ تیمم۔ جبیرہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکواۃ۔ خمس۔ تجارت۔ ذباحت۔ شکار۔ نکاح۔ طلاق۔ وصیت۔ میراث۔ وقف۔ امربالمعروف اور نہی از منکر اور آخر میں دو مکالمے مختلف مسائل پر مشتمل ہیں۔

میں نے اس کتاب میں اہم اور عام درپیش آنے والے مسائل کا انتخاب کیا ہے۔ زیادہ تفصیلی معلومات حاصل کرنے والے حضرات اسلامی فقہ کی مفصل کتابوں کا مطالعہ کریں۔ میں نے اس کتاب کے پڑھنے والے کے دل میں علم فقہ و اخلاق کا ایسا حسین امتزاج پیدا کرنے کی کوشش کی کہ اگر اسے کسی فقہی مسئلہ پر عمل کرنا ہو تو وہ اسے روح کی گہرائی سے انجام دے۔ اس امید کے ساتھ کہ جو میرا عزم تھا میں نے اسے پا لیا ہے۔

یہ کتاب مرجع دینی آیت ا۔۔ العظمٰی الفقیہ السید محمد سعید الطباطبائی الحکیم مدظلہ کے فتوئی کے مطابق مرتب کی ہے جس کی تصدیق بھی آپ کے دفتر نے کر دی ہے۔

میں ان لوگوں کا شکرگذار ہوں جنہوں نے اس کام میں میری معاونت کی۔ میں اپنے پروردگار سے دست بدعا ہوں کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے قرار دے کہ اوتی "کتابه بیمینه فیقول هاء م اقراء کتبیه"
کہ جن کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھوں میں دے دیئے جائیں گے پس وہ کہیں گے یہ میرا اعمال نامہ ہے اسے ذرا پڑھو تو سہی۔
اور وہ اس کوشش کو خالصتاً" اپنی ذات کی رضا کے لئے قرار دے اور مجھے اس کے ذریعہ اس دن نفع دے جس دن نہ کوئی مال اور نہ اولاد نفع دیں گے مگر اسے ہی نفع ملے گا جو اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لے کر آئے گا۔
ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا غفرانك ربنا و الیك المصیر والحمد لله اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً"

ضروری نوٹ

ان علامات (☆ ☆) کے درمیان بیان کئے گئے احکام شرعیہ احتیاط وجوبی ہیں آپ کو اختیار ہے ان پر عمل کریں یا کسی اور مجتہد کے فتویٰ پر عمل کریں لیکن اعلم فالاعلم کا لحاظ رکھیں۔

مولف

اس کتاب میں مسائل فقہ کو باپ بیٹے کے درمیان سوال و جواب کے انداز گفتگو کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ جس سے پڑھنے والے کی دلچسپی میں مزید اضافہ ہوگا۔

(مترجم)

آج میری عمر کے پندرہ سال مکمل ہو گئے اور میری نئی زندگی کی صبح طلوع ہو چکی ہے اب میں زندگی کے ایک دوسرے موڑ پر کھڑا ہوں۔

معمول کے مطابق میں صبح سویرے بیدار ہوا۔ میں نے روز مرہ کے ضروری کام انجام دیئے جو ناشتہ سے پہلے مجھے انجام دینا ہوتے تھے۔ میں نے والدمحترم کے چہرے پر خلاف معمول کچھ آثار دیکھے جن سے اندازہ ہوتا تھا کہ رات کو کوئی خاص واقعہ ہوا ہے۔ وہ فکر مند اور مضطرب تھے۔ ان کی آنکھیں کھلی تھیں ہونٹوں کے اس پار گفتگو کا سمندر موجزن تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ہونٹ کھلیں گے تو انقلاب آفرین باتوں کے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔

میں دستر خوان کی دوسری طرف ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ تو انہوں نے جلدی سے فرمایا کہ آج آپ زندگی کے ایک مرحلہ کو الوداع اور دوسرے مرحلہ کا استقبال کر رہے ہیں۔ بچپن و لڑکپن کی حدود پھلانگ کر شباب کے میدان میں وارد ہو چکے ہیں۔ آج آپ شریعت اسلامیہ میں کامل مرد بن گئے ہیں کہ جسے مکلف کہا جاتا ہے۔ آج اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کیا ہے کہ آپ کے ساتھ خطاب شروع کر دیا ہے اور اس نے آپ کو مخاطب قرار دیگر کچھ کاموں کو کرنے اور کچھ کو نہ کرنے کی ذمہ داری ڈال دی ہے۔ جبکہ گذشتہ رات اللہ کی نظر میں آپ ہر قسم کی ذمہ داری سے آزاد بچے تھے آج مالک حقیقی نے اپنے خطاب کا رخ آپ کی طرف کرکے ذمہ داریوں کا بوجھ ڈال دیا ہے۔

جب تک آپ مکمل مرد نہ تھے شریعت نے آپ کو اپنی حالت پر چھوڑے رکھا اور اوامر و نواہی کی مسئولیت عطا نہ کی۔ لیکن آج ہر چیز تبدیل ہو چکی ہے۔ اللہ کا آپ پر احسان ہے کہ اس ذات نے آپ کو اپنے اوامر و نواہی کے ساتھ خطاب کیا ہے۔

بیٹا :- معاف رکھنا۔ میں آپ کی بات سمجھا نہیں۔ اللہ نے (حکم) امر دے کر مجھ پر کس طرح احسان کیا ہے کیا امر کرنا احسان ہوتا ہے؟

باپ :- میں یہ بات آپ کے سامنے مثال سے واضح کرتا ہوں۔

آپ سکول میں طالب علم ہیں۔ آپ کی کلاس میں ذہین، محنتی، وقت کی پابندی اور بروقت کام کرنے والے غرض ہر قسم کے طالب علم ہیں۔ آپ سب کسی اچانک آ جانے والے حکم کے انتظار میں کھڑے ہیں اور ہیڈ ماسٹر صاحب سب کا معائنہ کر رہے ہیں جونہی ان کی نگاہ آپ پر پڑتی ہے اور مسکراتے ہوئے یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ آپ جس مرحلہ میں تھے اس سے ترقی کر کے دوسرے مرحلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ اب آپ اس مرحلہ کے اہل ہیں آپ کو دیگر ہم کلاس طلبہ سے ممتاز کر لیتے ہیں۔ یہ ایسا امر ہے کہ جس میں آپ کی اہلیت کا اعتراف ہے۔

کیا آپ ہیڈماسٹر کے اس انتخاب پر ایک خاص قسم کی عزت محسوس نہیں کرتے؟ جس چیز کا انہوں نے حکم دیا ہے اس سے ان کی محبت کا احساس نہیں ہوتا؟ کہ انہوں نے آپ کے ساتھیوں کو چھوڑ کر آپ کو اپنے خطاب کا اہل قرار دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ پوری کوشش نہیں کریں گے کہ ان کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔یہ ساری صورت اس وجہ سے ہے کہ فرمان روا ہیڈماسٹر ہے اور اگر حکم دینے والا ڈائریکٹر جنرل ہو تو اور زیادہ خوشی محسوس نہیں کریں گے؟.... اور اگر حکم دینے والا رب العالمین ہو تو؟.....

میرے والد محترم نے پے در پے مثالیں پیش کر کے میرے سوئے ہوئے ضمیر کو جنجھوڑ کے رکھ دیا۔ اور مجھے خواب غفلت سے بیدار کر دیا۔

جب والد محترم گفتگو کے اس مقام پر پہنچے کہ میں اللہ عز و جل کے اوامر و نواہی کا مخاطب ہوں تو یہ سنتے ہی میں سن ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ اور مجھے خطاب ...... مجھے امر..... مجھے ...... مجھے۔

باپ :- ہاں - بیٹے - اللہ تعالیٰ آپ سے مخاطب ہے اب آپ کے پندرہ سال مکمل ہو گئے ہیں۔ اس نے آپ کو مکلف بنا دیا ہے۔ وہ آپ کو "امر"

دے رہا ہے۔ اور بعض امور سے "نہی" کر رہا ہے۔

بیٹا :- کیا میں اس پوری تکریم کا مستحق ہوں کہ تمام مخلوق کا خالق و مالک مجھے یہ شرف بخشے۔ آسمانوں اور زمین کا مالک مجھے امر و نہی سے خطاب کر رہا ہے۔ میرا یہ دن کتنا شیریں و خوش گوار ہے۔ میرا یہ سال کتنا خوبصورت ہے۔ اور میری یہ کتنی بارونق جوانی ہے۔

باپ :- میرے فرزند! جس نے آپ کو اتنی عزت و مقام عطا کیا ہے اب وہ آپ کو جس چیز کا حکم دے، اس کی اطاعت واجب ہے۔

بیٹا :- ابا جان ! میں ایک سچے عاشق کی طرح اپنے محبوب کی اطاعت کی کوشش کروں گا لیکن؟

باپ :- لیکن کیا؟

بیٹا :- مجھے پتہ تو چلے کہ وہ احکام کیا ہیں جن کے بجا لانے یا ان سے رکنے کا میرے محبوب نے مجھے حکم دیا ہے؟

باپ :- وہ پانچ ہیں ! واجب - حرام - مستحب۔ مکروہ۔ مباح

بیٹا :- ان کی ذرا وضاحت کریں کہ واجب، حرام ، مستحب، مکروہ، مباح کسے کہتے ہیں۔

باپ :- واجب۔ ہر وہ کام جس کا کرنا آپ پر ضروری ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکواۃ ، خمس، جہاد، امر بالمعروف و نہی از منکر وغیرہ۔

حرام۔ ہر وہ کام جس کا ترک کرنا آپ پر لازم ہے۔ جیسے شراب پینا، زنا، چوری، جھوٹ ، فضول خرچی وغیرہ

مستحب۔ ہر وہ کام جس کا کرنا اچھا ہے لازمی و ضروری نہیں مثلاً صفائی، حسن اخلاق، حاجت مند مومن کی ضرورت پوری کرنا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا، خوشبو وغیرہ کا استعمال وغیرہ وغیرہ۔

مکروہ۔ ہر وہ کام جس کا نہ کرنا بہتر ہو' ضروری نہیں۔ جیسے کنجوسی۔ مرد و عورت کا شادی میں تاخیر کرنا' مہر زیادہ مقرر کرنا' بد خلقی' حاجت مند مومن کو قرض نہ دینا وغیرہ۔

مباح۔ جن کا کرنا اور نہ کرنا آپ کے لئے برابر ہے جیسے کھانا' پینا' سونا' بیٹھنا' سفر کرنا' سیر و تفریح کرنا۔

بیٹا :۔ مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ یہ کام واجب ہے تو اس پر عمل کرنا میرے لئے ضروری ہے اور یہ کام حرام ہے تو اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔ میں یہ کیسے معلوم کروں؟

باپ :۔ جب آپ فقہ اسلامی پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ کریں گے تو یہ سب معلوم ہو جائیں گے یہ ایک بڑا وسیع علم ہے جس پر علماء نے بڑی گہری تحقیق اور بحث و تمحیص کی ہے اور اس موضوع پر سینکڑوں کتب تصنیف کی ہیں۔ اس علم پر جتنی تحقیق و ریسرچ اور بحث ہوئی ہے اس کی نظیر دیگر انسانی علوم میں بہت قلیل ہے۔

بیٹا :۔ کیا مجھے ان سب کتابوں کا مطالعہ کرنا ہو گا؟

باپ :۔ آپ مختصر اور فقہ کی آسان ترین کتاب کا مطالعہ کریں۔ کہ جن میں احکام کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ عبادات اور معاملات۔

بیٹا :۔ عبادات کسے کہتے ہیں؟ اور معاملات کسے کہتے ہیں؟

باپ :۔ آپ فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

بیٹا :۔ وہ تو بہت بڑی اور مفصل ہیں۔ اور ان میں سے بعض مسائل کا سمجھنا بھی میرے لئے انتہائی مشکل ہے اور ان میں ایسی فقہی اصطلاحیں اور کلمات ہیں جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں سنے۔ مثلاً نص' بینہ' مونتہ' ارش' ملفقہ' حول' آبق' علم اجمالی' شبہ محصورہ' حکم تکلیفی' حکم وضعی' احوط'

لزومی، صدق عرفی، مناط وغیرہ اور اسی طرح کچھ ایسے جملے ہیں جو میری سمجھ ہی میں نہیں آتے۔

میں نے رات کے کھانا کا انتظار کیا۔ جونہی والد محترم دستر خوان پر بیٹھے۔ میں نے اپنی کمزوری کا اعتراف کر دیا۔

ابا جان میں نے فقہی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے لیکن وہ تو انتہائی مشکل ہیں۔

باپ :- ابتداء میں میری بھی یہی حالت تھی۔ لیکن میں اتنا دلیر نہ تھا کہ اپنی کمزوری کا اعتراف کروں۔

بیٹا :- کیا پندرہ سال عمر کے علاوہ بھی کوئی بلوغت کی علامت ہے۔

باپ :- ہاں مرد کے لئے بلوغت کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) اس کی عمر کے پندرہ قمری سال کا پورا ہو جانا۔

(۲) منی کا خارج ہونا۔ چاہئے جنسی ملاپ سے ہو یا احتلام کے ساتھ

(۳) زیر ناف سخت بالوں کا اُگنا۔

بیٹا :- یہ تو مرد کی بلوغت کے علامات ہیں۔ عورت کی بلوغت کی علامات کیا ہیں؟

باپ :- لڑکی کی عمر کے قمری نو سال پورے ہو جائیں تو وہ بالغ ہو جاتی ہے۔

بیٹا :- میں نے اپنی کمزوری بیان کر دی ہے آپ مجھے اجازت دیں کہ میں حسب ضرورت آپ سے کچھ نشستیں رکھوں تاکہ جن امور کا سمجھنا میرے لئے مشکل ہو اور جن پر میرے لئے عمل کرنا ضروری ہے۔ آپ ان مسائل کو میرے لئے شرح و بسط کے ساتھ بیان کر دیں۔

باپ :- درست ہے۔

بیٹا :- کیا یہ اچھا نہیں ہوگا کہ ہماری نشستیں سوال و جواب کی صورت میں ہوں۔

باپ :- جیسے آپ کے لئے سہولت ہو-

بیٹا :- لیکن ہم مسائل کی ابتداء کہاں سے کریں گے-

باپ :- ہم تقلید سے گفتگو شروع کریں گے- کیونکہ تقلید فقہ کی بنیاد ہے جو ہمارے لئے حدود و اشارات متعین کرے گی- جن کی روشنی میں ہم فقہ کو عملی شکل دیں گے-

تقلید

میرے والد محترم نے تقلید سے متعلق گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا

باپ :- میں تقلید کا مطلب بیان کرتا ہوں
تقلید- یعنی کسی مجتہد کے فتوی پر عمل کرنا- آپ جس مجتہد کی تقلید کر رہے ہیں اگر وہ کسی چیز کے بجا لانے کا حکم دیتا ہے تو اس کو بجالائیں اور اگر کسی چیز سے روکتا ہے تو رک جائیں آپ کو اس میں ذاتی رائے کا کوئی حق نہیں- گویا آپ نے اپنے اعمال کا بوجھ ان کی گردن میں ڈال دیا اب اللہ تعالیٰ کے حضور وہی جواب دہ ہوں گے----

بیٹا :- ہم تقلید کیوں کریں؟-

باپ :- آپ جان چکے ہیں کہ شارع مقدس نے کچھ چیزوں کو بجا لانے کا حکم دیا ہے جن کا بجا لانا آپ کے لئے ضروری تھا- اور کچھ چیزوں سے آپ کو روکا ہے- جن (محرمات) سے رکنا ضروری تھا-
لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس چیز کے بجا لانے اور کس سے رکنے کا حکم دیا ہے ہو سکتا ہے جس خاندان میں آپ نے پرورش پائی ہے آپ نے اس میں بعض اوامرو نواہی کو پہچان لیا ہو گا لیکن بہت سارے واجبات و محرمات آپ کی نظروں سے اوجھل بھی ہوں گے-

بیٹا :- میرے والد محترم نے مزید فرمایا-

باپ :- آپ جانتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے زندگی کے ہر واقعہ کے لئے شریعت کا الگ حکم موجود ہے آپ اپنی زندگی میں پیش آنے والے حوادثات و واقعات میں شرعی حکم کیسے معلوم کریں گے ؟

آپ کو کیسے معلوم ہو گا؟ کہ شارع نے اس کام کو جائز قرار دیا ہے لہٰذا اسے انجام دیں یا اس کام کو حرام قرار دیا ہے پس اس سے اجتناب کریں کیا آپ ہر چھوٹے، بڑے معاملہ میں شرعی حکم کو شریعت مقدسہ میں مقرر کی گئی دلیلوں سے استنباط کر سکتے ہیں؟۔

بیٹا :۔ کیوں نہیں؟۔

باپ :۔ بیٹے تمہارے زمانے اور جس زمانے میں شریعت سازی ہوئی ہے اس میں کافی عرصہ گزر گیا ہے اس طویل عرصے میں بہت ساری احادیث ضائع ہو گئیں زبان۔ اسلوب اور تعبیریں بدل گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ احادیث گھڑنے والے موجود رہے ہیں جنہوں نے بہت ساری احادیث وضع کیں اور پھر انھیں ہماری صحیح احادیث کے ساتھ ملا دیا ہے ان مشکلات کی موجودگی میں شرعی حکم کا استنباط دشوار ہو گیا ہے۔

علاوہ ازیں راویوں کی توثیق کا مسئلہ ایک مشکل کام ہے اس راستے میں جدوجہد کرنے والوں کے لئے یہ ایک اور پیچیدہ مسئلہ ہے فرض کریں یہ سارے مراحل آپ طے کر بھی لیتے ہیں کہ روایوں کی چھان بین کے بعد توثیق اور ان کا صادق ہونا نقل روایات میں ان کی باریک بینی اور ان کا حافظہ قوی ثابت کر بھی لیتے ہیں اور اس ماحول کو بھی تلاش کر لیتے ہیں جس میں امامؑ نے یہ جملے ارشاد فرمائے ہیں۔ تو کیا آپ اتنا گہرا، وسیع اور کامل علم رکھتے ہیں جو طویل مقدمات کا محتاج ہے اور اس کے حصول کے لئے انتہائی محنت کرنے کے بعد شرعی مسئلہ سے استنباط کی استطاعت حاصل کی جاتی ہے؟

بیٹا :۔ تو اس وقت مجھے کیا کرنا چاہیے؟۔

باپ :۔ آپ اس علم کے ماہرین کی طرف رجوع کریں اور ان سے احکام معلوم کریں یعنی ان کی تقلید کریں یہ صورت حال فقط علم فقہ میں ہی نہیں

بلکہ تمام علوم میں ایسے ہی ہے (کہ مشکلات میں اس علم کے ماہرین کی طرف رجوع کیا جاتا ہے) موجودہ دور میں تمام علوم میں سپلائزیشن کی بنیاد ڈالی جاچکی ہے اس علم کے مسائل میں اس کے ماہرین اور متخصصین کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

باپ :- میرے باپ نے بات جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا۔
مثال کے طور پر علم طب ہی کو دیکھ لیجئے اگر آپ بیمار ہو جائیں (اللہ آپ کو محفوظ رکھے) تو کیا کریں گے؟۔

بیٹا :- میں طبیب کی طرف رجوع کروں گا اور اپنی تکلیف اس کے سامنے بیان کروں گا تاکہ وہ میری مرض کی تشخیص کرنے کے بعد دوا تجویز کرے۔

باپ :- آپ اپنی مرض کی خود تشخیص کیوں نہیں کرتے؟ اور اپنے لئے خود دوا تجویز کیوں نہیں کر لیتے؟۔

بیٹا :- میں ڈاکٹر نہیں ہوں۔

باپ :- یہی صورت علم فقہ میں ہے اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی معرفت حاصل کرنے کے لئے اس میدان کے ماہر فقیہ کی طرف رجوع کریں گے اور اپنی شرعی مشکل ان کے سامنے پیش کریں گے جس طرح جسمانی تکلیف کے وقت آپ ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتے ہیں

اور جو کچھ ڈاکٹر کہہ دے یا جو دوا تجویز کرے آپ خاموشی سے لے لیتے ہیں جسمانی امراض میں آپ ڈاکٹر کی تقلید کرتے ہیں اسی طرح آپ کو شرعی مسائل کے معلوم کرنے میں اس علم کے ماہر مجتہد' فقیہ کی پیروی کرنا ہو گی جس طرح آپ کو خطرناک مرض لاحق ہو تو آپ علم طب کے ماہر فاضل طبیب و ڈاکٹر کو تلاش کر لیتے ہیں اسی طرح آپ کا فرض بنتا ہے کہ شرعی مسائل جاننے کے لئے علم فقہ کے ماہر مجتہد کو تلاش کریں تاکہ ان کی تقلید کر

کے ضرورت کے وقت ان سے شرعی حکم معلوم کر سکیں۔

بیٹا :- مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ یہ شخص مجتہد ہے؟ یا یہ تمام مجتہدین سے زیادہ علم و فضلیت رکھتا ہے؟۔

باپ :- ہاں یہ آپ کا سوال یقیناً جواب طلب ہے اگر آپ بیمار ہو جائیں تو آپ کو کیسے معلوم ہو گا کہ یہ ڈاکٹر فاضل ہے یا علم طب میں تمام ڈاکٹروں سے افضل ہے تاکہ جسمانی امراض میں مناسب اور بہتر علاج کیلئے اس کی طرف رجوع کریں۔

بیٹا :- میں طب کے بارے میں آگاہی رکھنے والوں سے پوچھوں گا یا علمی میدان میں جس کا چرچا ہو گا۔

باپ :- اسی طرح آپ مجتہد یا مجتہد اعلم کو بھی پہچان سکتے ہیں۔
آپ کسی موثق شخص اور اس امانت کے امین سے پوچھیں گے جو اس میدان کے ماہرین کے علمی مقام اور ان کی آراء کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہو یعنی اہل خبرہ میں سے کسی کے ذریعہ اعلم مجتہد کی معرفت ہو گی۔
یا لوگوں میں جس کا اجتہاد اور اعلمیت مشہور ہو جو اس کے اجتہاد یا اعلم ہونے کو یقینی بنا دے۔

بیٹا :- بالغ ہونے کے بعد میں نے جس مجتہد کی تقلید کرنی ہے اس میں اجتہاد کے علاوہ بھی کچھ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

باپ :- آپ نے جس مجتہد کی تقلید کرنی ہے - ۱۔ وہ اجتہاد کے علاوہ ۲۔ (☆ مرد ہو ۳۔ حلال زادہ ہو ☆)۴۔ عقلمند ہو ۵۔ مومن ہو ۶۔ تقویٰ و عدالت کے اس بلند درجہ پر فائز ہو کہ جس کے ذریعہ وہ کسی قسم کا گناہ نہ کرے اور اگر شاذو نادر کوئی معصیت کر بیٹھے تو فورا توبہ کر لے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

بیٹا :- جہاں تک تقلید کے متعلق عام آدمی کو جاننا چاہئے وہ میں نے آپ سے معلوم کرلیا ہے اب آپ فرمائیں کہ مجھ پر کیا واجب ہے؟-

باپ :- آپ اپنے زمانے کے اعلم مجتہد کی تقلید کریں یعنی فروع دین میں مختلف عبادات، مثلاً وضو، غسل، تیمم، نماز، روزہ، حج، خمس، زکوۃ، اور معاملات مثلاً خرید و فروخت، نکاح، زراعت، اجارہ، رہن، وصیت، ہبہ اور وقف وغیرہ میں اپنے مجتہد کے فتویٰ پر عمل کریں۔

بیٹا :- کیا میں اصول دین میں بھی تقلید کروں؟

باپ :- ہرگز نہیں! اصول دین میں تقلید حرام ہے اللہ اور اس کی توحید پر ایمان، نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر ایمان، بارہ آئمہؑ کی امامت اور معاد پر ایمان یہ ایسے امور ہیں جن میں کسی کی تقلید جائز نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے واجب ہے کہ اس کا اعتقاد اتنا پختہ ہو کہ شک و شبہ اس تک رسائی نہ پا سکے اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھتا ہو پوری کوشش کے ساتھ تحقیق کرے اور ان تمام فکری صلاحیتوں کو بروئے کار لائے جو اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ مسلم کو عطا کی ہیں اور اپنے عقیدہ میں اس قدر راسخ ہو کہ کوئی طاقت اسے متزلزل نہ کر سکے۔

بیٹا :- بہت اچھا!

کیا مجتہد اعلم کو چھوڑ کر کسی دوسرے غیر اعلم مجتہد کی تقلید کی جا سکتی ہے؟-

باپ :- آپ کو اس کی اجازت نہیں ہے!

(☆ اگر آپ کے مجتہد اور مجتہد غیر اعلم کے فتووں میں ان مسائل میں اختلاف کا احتمال بھی ہو جن پر آپ نے عمل کرنا ہے ☆)

بیٹا :- میں اپنی صحت کے متعلق طبیب کی رائے معلوم کرنے کے لئے تو

رجوع کر سکتا ہوں لیکن اپنے مجتہد کا فتویٰ کیسے معلوم کروں؟ کیا مجھے ہر مسئلہ میں خود ان سے رجوع کرنا ہو گا؟

باپ :- آپ اپنے مجتہد سے بغیر واسطہ کے فتویٰ معلوم کریں! یا اس شخص سے اپنے مجتہد کا فتویٰ معلوم کریں جس پر اعتماد ہو کہ فتویٰ کے نقل کرنے میں وہ غلطی نہیں کرتا یا مجتہد کی کتب فقہ مثلاً اس کا تحریر کردہ رسالہ عملیہ۔

بیٹا :- یا آپ سے سوال کر کے۔

میرے والد کے چہرے سے مسکراہٹ کے آثار ظاہر ہوئے' سیدھے بیٹھے جب کہ آنکھیں آئندہ اجلاس کے وعدہ کا اشارہ کر رہی تھیں۔

میں نے کہا ہم نماز سے شروع کرتے ہیں انہوں نے میرے ساتھ اتفاق کیا اور فرمایا!

باپ :- مگر نماز کے لئے انسان کا بدن ہر نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے۔

بیٹا :- کون سی چیز انسان کے بدن کو نجس کرتی ہے؟

باپ :- انسان کا بدن دو قسم کی چیزوں سے نجس ہو جاتا ہے۔

۱۔ مادی امور۔ جو حس سے دریافت ہو سکتی ہیں جیسے نجاسات (یعنی وہ نجاسات جو دیکھی جا سکتی ہیں)۔

۲۔ معنوی امور یعنی وہ نجاسات جو دیکھی نہیں جاتی فقہی اصطلاح میں اس کو حدث کہتے ہیں اس کے اسباب درج ذیل میں سے کوئی ایک ہو سکتے ہیں۔ جنابت' حیض' استحاضہ' نفاس' مس میت' موت' پیشاب' پاخانہ' ریح کا خارج ہونا اور نیند' جب ان اسباب میں سے کوئی ایک لاحق ہو جائے تو نماز کے لئے وضو یا غسل یا تیمم کرنا ضروری ہے۔

ہماری گفتگو نے رخ ایسا اختیار کر لیا ہے کہ ہمیں نماز سے پہلے نجاست سے متعلق گفتگو کرنا ہوگی پہلے ہمیں یہ جاننا ہو گا کہ نجاسات کتنی اور کون سی

ہیں۔ اور پھر ان نجاسات کو پاک کرنے والی چیزوں سے آگاہی حاصل کرنا ہوگی۔ تاکہ مطہرات کے ذریعہ نجس چیز کو پاک کیا جاسکے۔

پھر ہم گفتگو کریں گے کہ کون سا حدث ہے جس کے صادر ہونے سے فقط وضو یا تیمم کرنا واجب ہوتا ہے اور وہ پیشاب۔ پاخانہ۔ ریح۔ نیند اور استحاضہ میں سے کسی ایک کا صادر ہونا ہے اور وہ کون سا حدث ہے کہ جس کے صادر ہونے کے بعد غسل یا تیمم (بدلے غسل) انجام دیا جاتا ہے تاکہ اس حدث کو زائل کیا جا سکے اور وہ جنابت حیض' استحاضہ' نفاس' مس میت' موت وغیرہ ہیں ہم اس بحث کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کریں گے۔

ہم ہر اس چیز کو جو نماز کے ذریعہ تقرب الٰہی میں رکاوٹ ہو' اس کو زائل کریں گے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر تکبیر۔ تحلیل - حمد خدا بجا لانے - اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے۔ شکر نعمت۔ ذکر اور دعا کی لذت حاصل کر سکیں۔ یہ امید رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے قرار دے کہ جن کے چمن قلوب میں عشق الٰہی پروان چڑھ رہا ہے اور اللہ کی محبت سے جن کے دل سرشار ہیں۔

نماز کے بعد ان چیزوں کو بیان کیا جائے گا جن میں نماز کی طرح طہارت شرط ہے جیسے روزہ و حج اور بعض نجاسات (حیض۔ نفاس - وجنابت وغیرہ) سے پاک ہونا ضروری ہے پھر خمس و زکوۃ تجارت اور شرکت کے مسائل کو بیان کریں گے۔

بیٹا :- تو ہم پہلے نجاسات کے مسائل سے گفتگو کا آغاز کریں گے؟

باپ :- جی ہاں انشاللہ .... ہم کل نجاسات کے مسائل سے ابتداء کریں گے۔

نجاسات

بیٹا :- میرے والد نے گفتگو شروع کی تو ان کے مضبوط ارادے کی چمک ان کی آنکھوں سے ظاہر ہو رہی تھی

باپ :- میں آپ کے سامنے ایک عام قاعدہ بیان کرتا ہوں جو آپ کی پوری زندگی میں اثر انداز ہے کائنات کے اندر موجود تمام اشیاء سمندر- دریا- پہاڑ صحرا- سڑکیں- گلیاں - عمارتیں- مکانات- سامان آلات - مختلف لباس- آپ کے مسلمان بھائی ...... ہر چیز پاک ہے جب تک کسی نجس چیز کے ساتھ نجس نہ ہو- مگر

بیٹا :- مگر کیا؟

باپ :- مگر جو چیز اپنی ذات و طبیعت کے لحاظ سے نجس العین ہے

بیٹا :- وہ کون سی چیزیں ہیں جو ذاتاً نجس ہیں؟

باپ :- وہ دس چیزیں ہیں جن کو میں ترتیب سے شمار کرتا ہوں-

۱-۲ - پیشاب' پاخانہ

انسان اور ہر اس حرام گوشت حیوان کا پیشاب و پاخانہ نجس ہے جو خون جھیندہ رکھتا ہے-

بیٹا :- اگر خون جھیندہ نہ رکھتا ہو تو؟

باپ :- اگر اس کا گوشت ہے (☆ تو اس کا پیشاب نجس ہے ☆) اور اگر گوشت نہیں تو اس کا پیشاب بھی پاک ہے

بیٹا :- خون جھیندہ سے کیا مراد ہے؟

باپ :- یہ ایک فقہی اصلاح ہے جو اس مکالمہ میں کئی بار آپ کے سامنے

آئے گی بہتر ہو گا کہ اس پر کچھ روشنی ڈال دی جائے۔

وہ حیوان خون جہیندہ رکھتا ہے جب اسے ذبح کیا جائے تو اس کی رگ سے خون دھار مار کر نکلے کیونکہ اس کی رگ ہوتی ہے۔ اور وہ حیوان خون جہیندہ نہیں رکھتا جب اسے ذبح کیا جائے تو اس کا خون دھار مار کر نہ نکلے کیونکہ اس کی رگ کے نہ ہونے کی وجہ سے خون آہستہ اور سستی کے ساتھ نکلتا۔

۳۔ مردار: خون جہندہ رکھنے والے حیوان کا مردار نجس ہے اگرچہ وہ حیوان حلال گوشت ہی کیوں نہ ہو اسی طرح اس حیوان کے وہ اجزاء جن میں جان ہوتی ہے اگر اس سے جدا کر لئے گئے ہوں تو نجس ہیں۔

بیٹا:- مردار کسے کہتے ہیں؟

باپ:- ہر وہ حیوان جو شرعی طریقہ پر ذبح نہ کیا گیا ہو۔

بیٹا:- مثلاً۔

باپ:- وہ حیوان جو کسی مرض یا حادثہ کی وجہ سے مر گیا ہو یا غیر شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو اسے مردار کہا جاتا ہے۔

(۴) منی۔ انسان اور ہر حرام گوشت حیوان جو خون جہندہ رکھتا ہو کی منی نجس ہے۔

(۵) خون۔ انسان کے جسم سے خارج ہونے والا خون اور ہر خون جہندہ رکھنے والے حیوان کا خون نجس ہے۔

بیٹا:- خون جہیندہ نہ رکھنے والے حیوان کے خون کا کیا حکم ہے؟

باپ:- پاک ہے جیسے مچھلی، پسو اور جوں وغیرہ کا خون۔

(۶-۷) کتا، خنزیر! خشکی پر رہنے والا کتا اور خنزیر زندہ ہو یا مردہ ان کے تمام اجزاء جاندار ہوں یا بے جان نجس ہیں مثلاً بال، ناخن وغیرہ۔

بیٹا :۔ سمندر میں رہنے والا کتا اور خنزیر کیا حکم رکھتے ہیں؟

باپ :۔ دونوں پاک ہیں۔

(۸) شراب اور تمام نشہ آور مشروبات جو ذاتاً" مائع ہوں نجس ہیں۔

(۹) (☆ ایسا کافر جو آسمانی ادیان کا منکر ہو ☆) البتہ یہود و نصاریٰ اور مجوسی جو آسمانی ادیان کو مانتے ہیں پاک ہیں۔

۱۰۔ نجاست خور اونٹ (☆ بلکہ ہر نجاست خور حیوان کا پسینہ نجس ہے☆)

بیٹا :۔ نجاست خور کسے کہتے ہیں؟

باپ :۔ وہ حیوان جس کی خوراک انسانی فضلہ (پاخانہ) ہو۔

بیٹا :۔ اگر کوئی شخص حرام سے جنب ہو یعنی زنا وغیرہ سے تو اس کے پسینے کا کیا حکم ہے؟

باپ :۔ ظاہر یہ ہے کہ اس کا پسینہ نجس نہیں ہاں احتیاط واجب یہ ہے کہ ایسا پسینہ انسان کے بدن یا لباس پر لگا ہوا ہو تو اس کے ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھے۔یہ دس اشیاء تو ذاتاً" نجس ہیں اگر کوئی پاک چیز ان دس چیزوں میں سے کسی کے ساتھ لگ جائے۔ اور یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اس قدر تر ہو کہ ایک کی تری دوسری تک پہنچ جائے تو پاک چیز بھی نجس ہو جائے گی۔

بیٹا :۔ اگر دونوں یا ان میں سے کوئی ایک تر نہ ہو تو؟

باپ :۔ تری نہ ہونے کی صورت میں پاک چیز نجس نہیں ہو گی کیونکہ خشکی کی صورت میں نجاست دوسری چیز تک منتقل نہیں ہوگی۔

بیٹا :۔ کیا حلال گوشت حیوان گائے' بھیڑ' مرغی' پرندے وغیرہ کا پیشاب و پاخانہ نجس ہے؟ یا پاک؟

باپ :۔ پاک۔

بیٹا :۔ چمگادڑ کے پیشاب پاخانہ کا کیا حکم ہے؟

باپ :- پاک ہے۔

بیٹا :- مردار کے پر' بال' اون' ناخن' سینگ' ہڈیاں' دانت' چونچ اور پنجے ؟

باپ :- سب پاک ہیں

بیٹا :- جو گوشت ہم (بازار سے) کھانے کے لئے خریدتے ہیں اس پر خون دیکھیں تو؟

باپ :- یہ خون پاک ہے حلال گوشت حیوان کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے کے بعد جو خون اس کے اندر رہ جاتا ہے پاک ہے

بیٹا :- چوہے کا فضلہ؟

باپ :- نجس ہے جو چیزیں میں نے بیان کی ہیں اگر آپ ان میں تھوڑا سا غور و فکر کریں تو آپ خود ان سوالات کے جوابات دینے پر قادر ہو جائیں گے اس لئے کہ چوہے کی شہ رگ ہوتی ہے کہ جس کو کاٹتے وقت خون اچھل کر نکلتا ہے

بیٹا :- پھر ایک مرتبہ میرے والد کی آنکھوں سے رعب ظاہر ہوا. جس کو میں نے گفتگو کی ابتداء میں ملاحظہ کیا تھا اور فرمایا میں نے اپنی گفتگو کے آغاز میں ایک جامع قاعدہ بیان کیا تھا اور اب آخر میں کچھ اور عمومی قواعد بیان کرنا چاہتا ہوں جو آپ کی پوری زندگی میں مفید ہوں گے

باپ :- پہلا قاعدہ

ہر وہ پاک چیز جس کی طہارت میں شک ہو جائے کہ اب پاک ہے یا نجس تو اس کو پاک سمجھا جائے گا

بیٹا :- مثال کے طور پر؟

باپ :- آپ کے بستر کی چادر پاک تھی اب شک ہو گیا کہ نجس ہوئی ہے یا نہیں؟ تو وہ پاک ہے۔

دوسرا قاعدہ

ہر وہ چیز جو نجس تھی پھر شک ہو گیا کہ پاک کی ہے یا نہیں ؟ تو نجس ہے

بیٹا :- مثلاً ؟

باپ :- آپ کا ہاتھ نجس تھا اور اس کی نجاست کا یقین تھا اب شک لاحق ہو گیا ہے کہ میں نے اس کو پاک کیا تھا یا نہیں تو اس صورت میں تجھے اپنے ہاتھ کو نجس سمجھنا چاہیے۔

تیسرا قاعدہ

ہر وہ چیز جس کے متعلق آپ کو علم نہ ہو کہ اس سے پہلے پاک تھی یا نہیں تو اس کو پاک سمجھا جائے گا۔

بیٹا :- مثلاً

باپ :- یہ پانی کا گلاس ہے اور آپ کو یہ علم نہیں کہ پہلے پاک تھا یا نجس تو اس وقت آپ اسے پاک سمجھیں

چوتھا قاعدہ

ہر وہ چیز جس کے متعلق آپ کو شک ہو کہ اس کو نجاست لگی ہے یا نہیں تو اس صورت میں ان کی طہارت کے متعلق تحقیق کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ اسے پاک سمجھیں اور تحقیق کرنا ضروری نہیں۔ حتی کہ اگر اس کے متعلق تحقیق کرنا آسان ہی کیوں نہ ہو

بیٹا :- اس کی کوئی مثال؟

باپ :- مثلاً آپ کا لباس پاک تھا اور اب شک ہو گیا کہ پیشاب کی وجہ سے نجس ہو گیا ہے یا پیشاب اس کے ساتھ نہیں لگا اور یہ پاک ہے اس وقت آپ کے لئے لباس کی تحقیق کرنا ضروری نہیں کہ اس کے ساتھ پیشاب لگا ہے یا نہیں لگا اگرچہ تحقیق کرنا آسان ہی ہو آپ اپنے لباس کو پاک سمجھیں۔

مطہرات (پاک کرنے والی چیزیں)

اس سے قبل کہ میرے والد محترم اس موضوع کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے تشریف لاتے میں ایک گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ نجاسات کے متعلق جو معلومات میں نے حاصل کی ہیں ان کو روزمرہ کی زندگی کے واقعات میں عملی جامہ کیسے پہناؤں اس دوران میں نجاسات سے متعلق اپنی غلط فہمیوں کی تصحیح کی کوشش کر رہا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ آج کی نشست میں معلوم کروں کہ جن چیزوں کو نجاست نے آلودہ کیا ہے ان کو پاک کیسے کیا جاتا ہے۔

اتنے میں میرے والد تشریف لائے تو میں نے فوراً گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے کل فرمایا تھا کہ اگر پاک چیز کو نجاست لگ جائے تو وہ پاک نہیں رہتی۔

بیٹا :۔ آپ کیا فرماتے ہیں کہ وہ اشیاء جو نجس ہو گئیں ہیں ان کو پاک کیسے کیا جائے گا۔

باپ :۔ زیادہ تر نجس چیزیں پانی سے پاک ہوتی ہیں آپ ان کو پانی سے دھوئیں گے لہذا ہم مطہرات کی بحث کا آغاز ہی پانی سے کرتے ہیں۔

(۱) پہلا (مطہر) پانی

پانی کی دو قسمیں ہیں خالص پانی اور مضاف پانی۔

بیٹا :۔ خالص پانی کسے کہتے ہیں؟

باپ :۔ خالص پانی وہ ہے جسے ہم پیتے ہیں اور حیوانات پیتے ہیں اس سے کھیتی کو سینچا جاتا ہے دریاؤں' نہروں' کنوؤں' ندی نالوں اور بارش کا پانی ہے ڈیم کا پانی جو نلوں کے ذریعہ شہروں اور اس کے مضافات تک پھیلا ہوا ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر تھوڑی مقدار میں مٹی یا ریت ملی ہوئی بھی ہو تب بھی پانی

خالص ہی رہتا ہے۔

بیٹا :- مضاف پانی کسے کہا جاتا ہے؟

باپ :- پانی کی طرف کسی لفظ کی نسبت دے کر آپ آسانی سے پہچان سکتے ہیں جیسے گلاب کا پانی' انار کا پانی' انگور کا پانی' گاجر کا پانی' تربوز کا پانی۔ جیسا کہ آپ نے سابقہ مثالوں سے ملاحظہ کیا ہو گا کہ یہ پانی ہمارے موضوع بحث سے متعلق نہیں ہے ہم اس پانی کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں کہ جس کے ساتھ ہم چیزوں کو پاک کرتے ہیں اور جس کو خود پیتے ہیں ہماری گفتگو (خالص) پانی سے متعلق ہے نہ انگور و انار سے نچوڑے گئے پانی سے متعلق ہے پھر خالص پانی کی دو قسمیں ہیں قلیل اور کثیر۔

بیٹا :- آب کثیر کسے کہا جاتا ہے؟

باپ :- کثیر پانی وہ ہے جو وزن کے لحاظ سے ۳۶۵ کلو گرام تقریباً ہو اور حجم کے لحاظ سے ۲۷ مکعب بالشت ہو (بالشت تقریباً ۱/۴ میٹر) یہ کر کی مقدار ہے خواہ پانی جاری ہو یا ٹھہرا ہوا ہو۔

پس سمندروں' دریاؤں' ندی نالوں' بڑے تالابوں چشموں اور کنوؤں کا پانی' بڑے بڑے ڈیموں سے یا پائپوں کے ذریعہ ہمارے گھروں تک پہنچنے والا پانی اور اسی طرح ہمارے گھروں کی چھتوں پر رکھی گئی بڑی ٹینکوں کا پانی جس کی مقدار "کر" یا اس سے زیادہ ہو اور ان چھوٹی ٹینکوں کا پانی جن کا اتصال بڑے ڈیم سے ہو پانی کی ان تمام قسموں کو کثیر پانی کہتے ہیں۔

بیٹا :- تو قلیل پانی کیا ہوتا ہے؟

باپ :- جس کا وزن یا حجم کر سے کم ہو (جب بارش برس رہی ہو تو زمین پر بہنے والا پانی اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو کثیر پانی کا حکم رکھتا ہے) جیسے برتنوں بوتلوں پیالوں میں پڑا ہوا پانی قلیل کہلاتا ہے لیجئے ہم نے خالص پانی اور

مضاف پانی کی ان کی قسموں سمیت وضاحت کر دی ہے اب ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ اگر نجاست ان میں سے کسی پانی میں جا پڑے یا ان میں سے کوئی پانی نجاست سے متصل ہو جائے تو ان کا حکم کیا ہو گا۔

بیٹا :- تو مضاف پانی کا کیا حکم ہو گا؟

باپ :- مضاف پانی قلیل ہو یا کثیر وہ تو محض نجاست کے لگنے سے ہی نجس ہو جاتا ہے مثلاً چائے وغیرہ اور یہی حکم دودھ، تیل میرپ کا ہے۔

بیٹا :- آپ قلیل پانی کا حکم بتایئے؟

باپ :- وہ بھی محض نجاست کے لگنے سے نجس ہو جاتا ہے۔

بیٹا :- تو کثیر پانی.........؟

باپ :- کثیر پانی محض نجاست کے (اس کے ساتھ) لگنے سے نجس نہیں ہوتا جب تک اس کا رنگ بو ذائقہ نجاست کی وجہ سے تبدیل نہ ہو جیسے جاری پانی اور کر وغیرہ اور ہر وہ پانی ....

بیٹا :- ہر وہ پانی.......؟

باپ :- ہر وہ پانی جو کثیر کے ساتھ متصل ہو کثیر ہو جاتا ہے وہ چھوٹی ٹینکی جس کا کثیر پانی سے اتصال ہو کثیر پانی کے حکم میں ہے برتن دھونے کی جگہ پر رکھی ہوئی ہنڈیا کے اندر جب ٹونٹی کھول دی جائے جس کا اتصال کر پانی سے ہو تو ہنڈیا کا قلیل پانی کثیر پانی کے حکم میں ہو جائے گا۔

بیٹا :- اگر خون کے چند قطرے ٹھہرے ہوئے پانی میں گر جائیں تو؟

باپ :- جب تک خون کی وجہ سے اس کا رنگ تبدیل نہ ہو جائے پاک ہو گا

بیٹا :- اگر کسی چھوٹے برتن میں گر جائیں تو؟

باپ :- برتن نجس ہو جائے گا؟

بیٹا :- اگر اس چھوٹے برتن پر جاری پانی چھوڑ دیں تو؟

باپ :- پاک ہو جائے گا

بیٹا :- اگر ہم لوٹے کا پانی کسی نجس چیز پر ڈالیں تو کیا لوٹے کے اندر کا پانی نجس ہو جاتا ہے؟

باپ :- نہیں کیونکہ نجاست لوٹے سے گرنے والے پانی کے اوپری حصے تک نہیں پہنچتی لہذا پانی کا اوپر کا حصہ اور لوٹے کے اندر موجود پانی نجس نہیں ہوگا

بیٹا :- بارش کا پانی نجس چیزوں کو کیسے پاک کرتا ہے ؟

باپ :- جب بارش براہ راست نجس زمین' پانی' کپڑے' قالین' و دری وغیرہ پر برسے اور بارش کا پانی ان میں سرایت کر جائے تو یہ پاک ہو جائیں گی اسی طرح برتن اور اس کی مثل اشیاء فقط بارش کے برسنے سے پاک ہو جاتی ہیں

بیٹا :- نجس چیزوں کو ہم قلیل یا کثیر پانی سے کیسے پاک کریں؟

باپ :- سوائے چند چیزوں کے جن کا ذکر آگے آئے گا باقی ہر شئی کو قلیل یا کثیر پانی کے ساتھ ایک مرتبہ دھونے سے پاک کرسکتے ہیں

چند مخصوص چیزوں کی طہارت کا حکم

۱۔ پیشاب سے نجس ہونے والی چیز کو قلیل پانی سے دو مرتبہ دھویا جائے

۲۔ جس برتن سے کتے نے پانی پیا ہو (☆ اس کو پہلے گیلی مٹی سے مانجھا جائے پھر قلیل پانی سے تین مرتبہ ☆) اور کثیر پانی میں ایک مرتبہ دھویا جائے

۳۔ جس برتن کو کتے نے چاٹا ہو یا اس کی رال برتن میں گر جائے تو اس برتن کو گیلی مٹی سے مانجھنے کے بعد قلیل پانی سے تین مرتبہ اور کثیر پانی سے ایک مرتبہ دھویا جائے۔

۴۔ جس برتن کو خنزیر چاٹ لے اس کو قلیل پانی سے سات مرتبہ اور کثیر پانی سے ایک مرتبہ دھویا جائے

۵۔ وہ برتن جس میں چوہا مرجائے اسے (☆ قلیل پانی سے سات مرتبہ ☆) اور کثیر پانی سے ایک مرتبہ دھویا جائے

۶۔ گذشتہ اشیاء (کتا' خنزیر کے چاٹنے اور چوہے کے گرنے) کے علاوہ اگر برتن کا اندرونی حصہ کس چیز سے نجس ہو جاتا ہے تو اس کو قلیل پانی سے تین اور کثیر پانی سے ایک مرتبہ دھویا جائے

بیٹا :۔ تو برتن کا بیرونی حصہ کیسے پاک کیا جائے گا؟

باپ :۔ وہ قلیل پانی سے ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اسی طرح وہ برتن جس میں پانی جمع نہیں ہوتا اسے بھی ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک کیا جائے گا۔

بیٹا :۔ قلیل پانی کے موجود ہونے کی صورت میں اپنی ہتھیلی کو کیسے پاک کروں؟

باپ :۔ آپ اپنی ہتھیلی پر پانی ڈال لیں جب پانی بہہ جائے تو آپ کا ہاتھ پاک ہو جائے گا

(۲) سورج

بیٹا :۔ سورج کس چیز کو پاک کرتا ہے؟

باپ :۔ سورج زمین' عمارتیں' دیواریں' (عمارت میں لگے ہوئے) دروازے' لکڑیاں' میخیں وغیرہ اور درخت انکے پتے اور درختوں پر لگے ہوئے پھل اور اس طرح کی غیر منقولہ چیزیں پاک کرتا ہے

بیٹا :۔ سورج ان اشیاء کو کیسے پاک کرتا ہے؟

باپ :۔ عین نجاست کو زائل کرنے کے بعد اگر یہ چیزیں سورج کی دھوپ کی وجہ سے خشک ہو جائیں تو پاک ہو جاتی ہیں

بیٹا :۔ اگر نجس زمین خشک ہو تو ہم اسے سورج کے ذریعہ کیسے پاک کریں

گے؟

باپ :- ہم اس پر پانی ڈالیں گے یہاں تک کہ وہ سورج کی دھوپ سے خشک ہو جائے تو پاک ہو جائے گی

بیٹا :- اگر زمین پیشاب سے نجس ہو اور پھر سورج کی دھوپ سے خشک ہو جائے تو؟

باپ :- زمین پاک ہو جائے گی۔

بیٹا :- سنگریزے، مٹی اور پتھر جو زمین کا جز شمار ہوں اگر یہ پیشاب سے نجس ہو جائیں اور سورج کی دھوپ سے خشک ہو جائیں تو؟

باپ :- پاک ہو جائیں گی۔

بیٹا :- زمین یا دیوار میں نصب کی ہوئی کیل کا کیا حکم ہے؟

باپ :- اس کے لئے زمین والا حکم ہے یعنی وہ سورج کی دھوپ سے خشک ہونے کے بعد پاک ہو جائے گی۔

(۳) حیوان کے جسم سے عین نجاست کا زائل ہونا

بیٹا :- اس کی کوئی مثال بیان کریں؟

باپ :- مرغی کی چونچ پر (لگے ہوئے) خون کے زائل ہو جانے ہی سے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اس طرح بلی کے منہ پر لگا ہوا خون زائل ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گا

بیٹا :- ایک سوال باقی رہ گیا ہے۔ کہ انسان کے جسم کا اندرونی حصہ (جیسے منہ کا اندرونی حصہ) کیسے پاک کیا جائے گا۔

باپ :- انسان کے جسم کا اندرونی حصہ اصلا نجس نہیں ہوتا۔ پس انسان کے منہ، کان، ناک اور آنکھ کا باطن پاک ہیں اگرچہ ان میں خون کیوں نہ موجود ہو۔

بیٹا :- انسان یا حیوان کو انجکشن لگانے کی صورت میں سوئی ان کے جسم کے خون سے لگ کر باہر آئے تو کیا نجس ہوگی؟

باپ :- ہرگز نہیں! اگر انجکشن لگانے کے بعد سوئی پر خون لگا ہوا نہ ہو تو وہ پاک شمار ہوگی۔

(۴) زمین!

زمین (پتھر' ریت' مٹی' چونا' سیمنٹ وغیرہ) نجس چیز کو پاک کرتی ہے بشرطیکہ وہ خشک اور پاک ہو۔

بیٹا :- مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ زمین پاک ہے؟

باپ :- جب اس کے نجس ہونے کا آپ کو علم نہ ہو تو وہ خود پاک ہے اور دوسری چیزوں کو پاک کرتی ہے۔

بیٹا :- زمین کن اشیاء کو پاک کرتی ہے؟

باپ :- اگر زمین پر پڑی ہوئی نجاست چلنے سے پاؤں یا جوتے کے تلوے کو لگ جائے اور پھر چلنے کی وجہ سے زائل بھی ہو جائے تو پاؤں اور جوتے کا تلوا (نجاست کے زائل ہونے کے بعد) پاک ہو جائے گا۔

(۵) تبعیت

بیٹا :- تبعیت کی مثال بیان کریں۔

باپ :- مثال کے طور پر اگر کافر مسلمان ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے اس کا چھوٹا بچہ (نابالغ) اس کے تابع ہونے کی وجہ سے پاک ہو جاتا ہے۔

جب شراب سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے اور اس کا برتن اس کے تابع ہونے کی وجہ سے پاک ہو جاتا ہے جب میت کو تین غسل دے دیئے جائیں تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اور غسل دینے والے کے ہاتھ اور وہ تختہ جس پر میت

کو غسل دیا گیا ہے اور وہ کپڑا جو غسل دیتے وقت استعمال ہوا ہے سب پاک ہو جائیں گے۔

نجس کپڑا جب قلیل پانی سے پاک کیا جائے تو اس کے پاک ہونے کی صورت میں کپڑا پاک کرنے والے کے ہاتھ بھی پاک ہو جائیں گے۔

(۶) "اسلام"

بیٹا :۔ اسلام کس کو اور کیسے پاک کرتا ہے؟

باپ :۔ کافر اسلام لانے کے بعد پاک ہو جاتا ہے اسی طرح اس کے جسم کے تمام اجزا مثلاً بال، ناخن وغیرہ بھی پاک ہو جاتے ہیں۔

(۷) "انتقال"

بیٹا :۔ مثلاً

باپ :۔ جیسے انسان کا خون جب مچھر، کھٹمل اور جوں چوس لے اور یہ خون ان کے بدن کا حصہ بن جائے پھر آپ ان میں سے کسی کو مار ڈالیں اور ان کا خون تمہارے جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو وہ پاک ہو گا۔

(۸) "استحالہ"

بیٹا :۔ استحالہ کیا ہے؟

باپ :۔ ایک شئی کا کسی دوسری جنس میں بدل جانا

بیٹا :۔ مثلاً

باپ :۔ جیسے نجس لکڑی جل کر راکھ بن جائے تو وہ راکھ پاک ہو جائے گی۔ حرام گوشت حیوانات کا فضلہ جل کر راکھ بن جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

(۹) ذبیحہ کے خون کا (معمول کے مطابق) بہہ جانا

اگر کسی حیوان کو شرعی طریقے پر ذبح کیا جائے تو معمول کے مطابق خون نکلنے کے بعد اس کے جسم میں باقی رہ جانے والا خون پاک ہے۔ (البتہ وہ خون نجس العین کا نہ ہو)

(۱۰) "انقلاب"

اگر شراب سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

(۱۱) "نجاست خور حیوان کا استبراء"

جس حیوان کو انسانی نجاست کھانے کی عادت ہو (اور اس کا گوشت پوست اسی نجاست سے بنے) ایک طویل مدت تک اسے انسانی نجاست کھانے سے روکا اور پاک غذا کھلائی جائے۔ تو اس کا پیشاب و پاخانہ پاک ہو جائے گا کیونکہ نجاست خور حلال گوشت حیوان کا پیشاب و پاخانہ نجس ہوتا ہے۔

بیٹا :- میں آپ سے ایک ضروری مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں جو مجھے عام طور پر دوستوں کے ساتھ رہتے ہوئے پیش آتا ہے۔

باپ :- پوچھیں!

بیٹا :- بعض اوقات میں دیکھتا ہوں کہ میرے مسلمان دوست کی ایک چیز نجس ہے اس کے بعد وہ مجھ سے الوداع کرکے کہیں چلا گیا اور ایک مدت کے بعد وہ واپس آیا تو وہ اس چیز کو پاک سمجھ رہا ہے۔ تو کیا میں بھی اس کو پاک ہی سمجھوں اور اس دوست سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟

باپ :- جب آپ کے دوست کو اس چیز کے نجس ہونے کا علم تھا اور آپ کو یہ احتمال ہے کہ اس نے اس کو پاک کیا ہوگا۔ تو آپ اسے پاک سمجھ سکتے ہیں اور اگر وہ کھانے کی چیز ہو تو کھا سکتے ہیں۔ پینے کی چیز ہو تو پی سکتے ہیں (☆

ہاں اگر وہ لباس وغیرہ ہے تو اس میں نماز پڑھنے سے پہلے دوست سے پوچھنا ضروری ہے کہ یہ پاک ہے یا نہیں ☆)۔

جنابت

اس دفعہ خلاف عادت میرے والد مجھ سے پہلے پہنچے' میں پہنچا تو میرے والد میری طرف متوجہ نہ ہوئے۔ وہ چپ چاپ سوچوں میں غرق اپنے سر کو زمین کی طرف جھکائے ہوئے تھے۔

جونہی انہوں نے مجھے دیکھا تو ان کی آنکھوں میں خوبصورت اور پر سکون وقار واپس آ گیا۔ اور میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا کہ آج میں اپنی گفتگو کا آغاز ایک مقدمہ سے کرتا ہوں جو جنابت سے متعلق گفتگو کے سمجھنے میں معاون ثابت ہوگا۔

پھر فرمایا!

کہ میں نے نجاست کے متعلق گفتگو میں بتایا تھا کہ یہ (نجاسات) ہمارے اجسام یا دیگر اشیاء کے ساتھ لگ جائیں تو انہیں نجس کر دیتی ہیں۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ مطہرات (پاک کرنے والی چیزوں) کے ذریعہ ان نجس چیزوں کو پاک کیا جا سکتا ہے اگر آپ نجاسات کے متعلق غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کچھ ان میں سے مادی چیزیں ہیں جن کے جسم سے لگنے سے جسم نجس ہو جاتا ہے اور کچھ غیر مادی ہیں اگر وہ واقع ہو جائیں تو انسان کی طہارت ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی وہ وضو یا غسل کا باعث بنتی ہیں۔ (نجاست معنوی) حدث کی دو قسمیں ہیں۔ اکبر و اصغر۔

حدث اکبر۔ جیسے جنابت' حیض' نفاس دونوں قسم کا استحاضہ (کثیرہ اور متوسطہ) مس میت اور موت۔

حدث اصغر جیسے پیشاب' پاخانہ' ریح کا خارج ہونا' نیند' استحاضہ (قلیلہ)

حدث اکبر کے لئے غسل یا غسل کے بدلے تیمم اور حدث اصغر کے لئے وضو یا وضو کے بدلے تیمم کیا جاتا ہے۔ ہم ان کو آئندہ کی گفتگو میں باری باری بیان کریں گے۔

آج پہلے مسئلہ جنابت کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔

بیٹا :۔ میں نے کہا جنابت کا سبب کیا ہوتا ہے؟

باپ :۔ جنابت کے دو اسباب ہیں۔ مباشرت یا احتلام یا کسی اور وجہ سے مادہ منویہ کا خارج ہونا۔

بیٹا :۔ مادہ منویہ کی علامات کیا ہوتی ہیں؟

باپ :۔ گاڑھا لیسدار مادہ' اس کی بو گوندھے ہوئے خمیر آٹے کی طرح ہوتی ہے۔ سفید رنگ' بسا اوقات زردی یا سبزی مائل ہوتا ہے۔ یہ اس وقت خارج ہوتا ہے جب جنسی شہوت عروج پر پہنچتی ہے اچھل کر نکلتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی جسم ست ہو جاتا ہے۔

بیٹا :۔ اگر شک ہو کہ یہ لیسدار مادہ منویہ ہے یا کوئی دوسری سیال چیز تو؟

باپ :۔ میں آپ کو تین علامتیں بتاتا ہوں جس میں پائی جائیں وہ مادہ منویہ ہوگا۔ اور وہ تین علامات شہوت' اچھل کر نکلنا (اسکے بعد) جسم کا ست پڑ جانا۔ نیند کی صورت میں شہوت کے ساتھ اور اچھل کر نکلنا ہی کافی ہے۔ اور مریض میں فقط شہوت کافی ہے۔

بیٹا :۔ اگر بیدار شخص میں ایک یا دو علامات پائی جائیں تو؟

باپ :۔ سوائے مریض کے کسی اور کے اس قسم کے مادہ کو مادہ منویہ نہیں سمجھا جائے گا۔

جنابت کا دوسرا سبب - جنسی ملاپ ! اگرچہ منی خارج نہ ہو - حشفہ (سپاری) کے قبل (عورت کی شرمگاہ) یا (☆ دبر ☆) میں غائب ہو جانے سے جنسی ملاپ ہو جاتا ہے۔

بیٹا :۔ اگر مادہ منویہ خارج ہو یا فقط جنسی ملاپ ہو تو؟

باپ - فاعل اور مفعول دونوں پر' بڑے ہوں یا چھوٹے عاقل ہوں یا مجنون

جنابت ثابت ہو جاتی ہے۔

بیٹا :- اگر جنابت ثابت ہو جائے تو؟

باپ :- نماز اور طواف حج جیسی چیزوں کے لئے غسل واجب ہو جاتا ہے کیونکہ ان کا صحیح ہونا غسل پر موقوف ہے۔ غسل کی تفصیل میں آئندہ بیان کروں گا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حالت جنابت میں آپ پر چند چیزیں حرام ہیں۔

(۱) اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کی کتابت کے ساتھ مس کرنا (☆ بلکہ ان آیات کو بھی جو کسی اور کتاب میں ہوں ☆)

(۲) (☆ لفظ "اللہ" اور اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفاتی نام جیسے خالق' کا مس کرنا ☆) مگر سکوں پر قرآن اور اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے اسماء کو مس کرنا حرام نہیں ہے۔

(۳) سورۃ العلق، النجم، السجدہ، فصلت میں آیات سجدہ کو پڑھنا۔

(۴) مسجد میں ٹھہرنے یا کسی چیز کے رکھنے کے لئے داخل ہونا۔

مسجد الحرام اور مسجد النبیؐ کے علاوہ دوسری مساجد میں جنب والا شخص ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل سکتا ہے۔ (☆ معصومینؑ کے مزارات مقدسہ میں ٹھہرنا جائز نہیں ہے ☆)

بیٹا :- کیا صحن اور برآمدہ بھی مزار کا حکم رکھتے ہیں؟

باپ :- نہیں۔ صحن اور برآمدہ مزار مقدس کے ساتھ ملحق نہیں ہیں۔

بیٹا :- جنابت سے متعلق گفتگو ختم کرنے سے پہلے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن شرم دامن گیر ہے۔

باپ :- جو چاہیں پوچھیں۔ دینی مسئلہ پوچھنے میں کوئی شرم نہیں کرنی چاہئے۔ میں آپ سے ہمیشہ یہی کہتا رہتا ہوں۔

بیٹا :- میں کبھی کبھی جنسی ہیجان کے بعد سفید لیسدار چیز عضو تناسل سے نکلتے دیکھتا ہوں؟

باپ :- ہاں یہ سفید سیال مادہ (منویہ نہیں ہوتا لہذا پاک ہے۔ جسم اور لباس کو نجس نہیں کرتا اور اس کے خارج ہونے کی صورت میں غسل بھی واجب نہیں ہوتا۔ اس طرح کا ایک اور مادہ پیشاب کے بعد خارج ہوتا ہے وہ بھی پاک ہے اس کے نکلنے سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا۔

بیٹا :- استمناء (یعنی ایسا کام کرنا جس سے منی خارج ہو)۔

باپ :- یہ حرام ہے۔ اس سے اجتناب واجب ہے۔ طبی تحقیقات میں اس کے جسمانی و روحانی نقصانات سے آگاہ کیا گیا ہے ڈاکٹر اور طبیب لوگ اس سے اجتناب کی لوگوں کو تلقین کرتے ہیں۔

حیض

میرے والد آج کی گفتگو کے لئے کمرے میں اپنی مخصوص نشست پر بیٹھے اور وہ مسکرا رہے تھے میں نے اندازہ لگایا کہ آج کوئی غیر مانوس موضوع ان کے ذہن میں ہے۔ بیٹھتے ہی انہوں نے کہا کہ آج میں حیض سے متعلق گفتگو کروں گا۔

مجھے اس سے پہلے حیض کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا اگرچہ مجھے یاد تھا کہ یہ لفظ میں نے پہلے سن رکھا ہے۔ یہ لفظ میں نے عورتوں سے سنا تھا جس کو وہ حیاء و شرم کرتے ہوئے ذکر کرتیں۔ اس لئے میں نے اس کے جاننے کو زیادہ اہمیت نہ دی۔ عورتیں اس کو آہستہ اور جلدی سے ادا کرتیں۔ گویا کہ اس لفظ میں کوئی ایسی بات ہے جو شرم دلاتی ہے۔ جونہی مجھے یقین ہو گیا کہ حیض سے متعلق گفتگو ہو رہی ہے۔ میں شرمندہ ہو گیا۔ میں اپنے چہرے کو شرم سے ادھر ادھر کرنے لگا میں نے اپنے دل سے پوچھا یہ ندامت اور حیاء درمیان میں کیوں حائل ہے۔ میں اس سوال کو دھرانے لگا۔ پھر یہ بڑھ گیا اور مزید مستحکم ہو گیا۔ یہ شرم و حیاء کی کیفیت یہاں بھی کیوں موجود ہے۔

یہی سوچ مجھ پر غالب رہی اور اس نے مجھے اپنی گرفت میں لئے رکھا۔ یہ خجالت کیسی؟ اور کیوں ہے اگر مسئلہ حیض واقعاً" شرم دلانے والی چیز ہے تو آج میرے والد اس کے متعلق کیسے گفتگو فرمائیں گے؟ اور ندامت دلانے والے مسئلہ کو میرے سامنے کیسے بیان کریں گے۔ حالانکہ بہتر یہ ہے کہ اس کے متعلق کوئی بھی بات نہ کی جائے۔

مجھے یاد آیا کہ ہماری پوری گفتگو کا موضوع احکام شرعیہ کے گرد گھومتا ہے۔ اور فقہ اسلامی میں بھی لازمی طور پر حیض جیسے مسئلہ پر گفتگو ہونی چاہئے۔ جب معاملہ اس طرح ہو تو پھر ہم اس مسئلہ کے بیان سے کیوں شرم محسوس کریں جس کے متعلق قرآن، نبی اکرمؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام نے احکام بیان کئے ہیں جن احکام کو سیکھ کر ان پر

عمل کرنا واجب ہو ان کے سیکھنے سے شرم کیسی؟

اتنے میں میرے والد کی آواز نے میرے خیالات کے تسلسل کو توڑا، اور فرمانے لگے۔ حیض کا سبب۔ حیض کے خون کا نکلنا ہے۔ یہ ایسا خون ہوتا ہے جس کو عورتیں عادتاً "فطرتاً" جانتی ہیں اور اس سے آگاہ ہوتی ہیں۔ جو تقریباً ہر مہینے مخصوص ایام میں آتا ہے۔ یہ سرخ مائل بہ سیاہی، گرم اور جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

بیٹا :- کیا حیض کا خون عورت کے لئے بیماری کی صورت میں آتا ہے یا قدرتی طور پر آتا ہے۔

باپ :- حیض عورت کو قدرتی طور پر آتا ہے لہٰذا ہر وہ خون جس میں مندرجہ ذیل شرائط موجود ہوں وہ حیض ہوگا۔

بیٹا :- کونسی شرطیں؟

باپ :- شرائط حیض یہ ہیں۔

(۱) خون دس دن سے زیادہ جاری نہ ہو۔

(۲) دو خونوں کے درمیان دس دن سے کم فاصلہ نہ ہو۔

(۳) خون تین دنوں سے کم نہ ہو۔

بیٹا :- کیا تین دنوں میں حیض کا لگاتار آنا شرط ہے؟

باپ :- تین دنوں میں لگاتار آنا شرط نہیں۔ البتہ یہ شرط ہے کہ وہ تین دن دس دنوں کے ضمن میں ہوں۔ مثلاً جب ایک دن مکمل خون جاری ہوا ہو پھر دو دن منقطع ہو جائے پھر اگلے دن جاری ہو جائے اس کے بعد پھر دو دن رک جائے اور اس سے اگلے دن پھر آ جائے تو ان تین دنوں کا خون حیض شمار ہوگا۔

بیٹا :- کیا دن سے چوبیس گھنٹے مراد ہیں؟

باپ :- ہاں۔ اگر دن کو خون جاری ہو اور رات کو بند ہو جائے یا رات کو

جاری ہو اور دن کو بند ہو جائے تو وہ حیض نہیں ہوگا۔

بیٹا :۔ اگر خون دس دن سے زیادہ جاری رہے تو۔

باپ :۔ تو بعض دنوں کا خون حیض شمار نہیں ہوگا جس کے احکام آئندہ آئیں گے۔

بیٹا :۔ اگر دو خون کے درمیان دس دنوں سے کم مدت ہو تو؟

باپ :۔ دوسرا خون حیض شمار نہیں ہوگا۔

بیٹا :۔ عورت کب اپنے آپ کو حائض سمجھے؟

باپ :۔ (۱) اگر عورت پہلی مرتبہ خون دیکھے۔ تین دنوں سے کم اور دس دنوں سے زیادہ نہ ہو تو یہ حیض ہوگا۔

(۲) پہلے خون سے پاکیزگی کے دس دن گذر جانے کے بعد اگر عورت دوسرا خون دیکھے اور وہ تین دن جاری رہے تو حیض ہوگا۔ اور اگر تین دن جاری نہ رہے اگرچہ متفرق طور پر ہی کیوں نہ ہو تو وہ استحاضہ ہوگا چاہے خون عادت کے معین دنوں میں آئے یا عادت کے معین دنوں میں نہ آئے۔

بیٹا :۔ عورت کی عادت کیسے؟

باپ :۔ عورت کی عادت یہ ہوتی ہے کہ جس تاریخ اور جتنے دن پہلے مہینے میں خون آیا ہے اسی تاریخ اور اتنے ہی دن دوسرے مہینے میں خون آئے تو اس عورت کو عادت وقتیہ و عددیہ والی کہتے ہیں۔ اگر ایسا اتفاق ہو کہ دوسرا خون اسی پہلی تاریخ کے مطابق آتا ہے لیکن اتنے دن نہیں تو ایسی عورت کو فقط عادت وقتیہ والی عورت کہتے ہیں۔

پہلی کی مثال۔ اگر عورت ایک مہینے کی پہلی تاریخ کو سات دن خون دیکھے اور اس سے بعد والے مہینے میں بھی پہلی تاریخ سے سات دن تک خون دیکھے تو یہ وقتیہ و عددیہ کی عادت رکھنے والی عورت ہے۔

دوسری عورت کی مثال۔ اگر ایک مہینے کی پہلی تاریخ سے سات دن خون دیکھتی ہے جبکہ دوسرے ماہ کی پہلی تاریخ سے سات دنوں سے کم خون دیکھتی ہے تو ایسی عورت فقط عادت وقتیہ والی عورت کہلائے گی۔

اس کا حکم یہ ہے کہ جب بھی مہینے کی پہلی تاریخ کو خون دیکھے اگر تین دن جاری رہے تو اسے حیض شمار کرے اگرچہ وہ تین دن متفرق طور پر دس دنوں کے ضمن ہی میں کیوں نہ ہوں۔

بیٹا :- اگر دوسرا خون پہلے خون سے فقط عدد میں مساوی ہو ' نہ کہ وقت کے لحاظ سے تو؟

باپ :- ایسی عورت کو فقط عادت عددیہ والی عورت کہتے ہیں۔

بیٹا :- کیا اس کے لئے کوئی خاص حکم ہے؟

باپ :- اگر ایک عورت دس دن یا اس سے کچھ دن کی پاکیزگی کے بعد خون دیکھتی ہے جو دس دن سے زیادہ دن جاری رہتا ہے تو وہ فقط اپنی عادت کی مقدار ایام کو حیض قرار دے اور اس سے زائد کو استحاضہ۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک دن یا دو دن یا تین دن کا عادت کے ایام میں اضافہ کرے یہاں تک کہ وہ دس دن مکمل ہو جائیں تو اس کو حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ۔

بیٹا :- جس عورت کی عادت ہی نہیں اس کا کیا حکم ہے؟

باپ :- اگر ایک عورت دس دن یا اس سے زیادہ دن کی پاکیزگی کے بعد خون دیکھتی ہے جو تین دن تک جاری رہتا ہے۔ اگرچہ وہ تین دن متفرق ہی کیوں نہ ہوں تو وہ اپنے آپ کو حائض قرار دے گی۔

بیٹا :- اس عورت کا حکم تو معلوم ہوگیا کہ جس نے خون دیکھا اور وہ اس کو جانتی بھی ہے۔ پس اگر عورت حائض ہو اور ظاہراً اس کا خون رک جائے

لیکن عورت کو یہ شک ہو کہ خون اندر موجود ہے تو؟

باپ :- اس عورت پر تحقیق کرنا واجب ہے۔ اگر رات کو شک لاحق ہو گیا تو تحقیق کے لئے دن کا انتظار کر سکتی ہے۔

بیٹا :- وہ کیسے تحقیق کرے گی؟

باپ :- خون کے جاری ہونے والے مقام میں روئی کو داخل کرے اور کچھ دیر کے لئے چھوڑ دے پھر اس کو نکالے اگر وہ پاک و صاف ہے تو وہ عورت پاک شمار ہوگی۔ اور اس پر غسل کرنا واجب ہے۔ اور اپنی عبادت نماز روزہ وغیرہ بجا لائے۔ اور اگر اس روئی کے ساتھ خون لگا ہوا ہے تو عورت ابھی تک حالت حیض میں ہوگی۔

بیٹا :- کیا خون حیض عورت کو پوری زندگی آتا رہتا ہے؟

باپ :- نہیں - نو سال سے کم عمر اور پچاس سال سے زائد عمر کی غیر قریشی عورت کا خون حیض شمار نہیں ہوگا اور اس کو یائسہ کہا جائے گا۔

بیٹا :- اگر عورت قریشی ہو؟

باپ :- وہ ساٹھ سال تک جو خون دیکھے گی اگر اس میں حیض کے شرائط موجود ہوں تو اس کو حیض شمار کیا جائے گا اور جب اس سے بڑھ جائے تو بعد میں آنے والا خون حیض شمار نہیں ہوگا۔

بیٹا :- اگر عورت کو حالت حیض کا علم ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

باپ :- حائض عورت کے درج ذیل احکام ہیں

حائض عورت کے احکام

(۱) نماز واجب اور (☆ مستحب نہیں پڑھ سکتی ☆)

(۲) نماز کی قضا نہیں بجا لا سکتی۔

(۳) حیض والی عورت کا روزہ بھی صحیح نہیں -

(۴) حیض کے ایام میں قضا ہونے والے ماہ رمضان کے روزے بعد میں رکھے گی۔

(۵) مستحب اور واجب طواف نہیں کر سکتی۔

(۶) سوائے مخصوص حالات کے حیض کی حالت میں اس کو طلاق دینا صحیح نہیں۔

(۷) اس حالت میں مباشرت حرام ہے۔

(۸) اس پر ہر وہ چیز حرام ہے جو جنب والے شخص پر حرام ہے۔

(۹) خون حیض سے پاک ہونے کے بعد نماز کے لئے غسل کرنا واجب ہے۔

اگلی کسی نشست میں غسل کا طریقہ بتاؤں گا۔

نفاس

میرے باپ نے کہا ہم آج نفاس سے متعلق گفتگو کریں گے۔

بیٹا :- نفاس کیا ہوتا ہے؟

باپ :- ایسا خون جس کو عورت بچے کی ولادت یا اس کے بعد دیکھتی ہے اور اس کو یقین ہو کہ یہ خون ولادت کا خون ہے ایسی عورت کو نفساء کہا جاتا ہے۔

بیٹا :- نفاس کتنے دن جاری رہتا ہے؟

باپ :- نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے اور جس عورت کا خون دس دن سے زیادہ عرصہ جاری رہے اس کا حکم آئندہ آئے گا۔

بیٹا :- اس کی کم از کم مدت کتنی ہے؟

باپ :- اس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں کبھی ایک منٹ جاری رہتا اور کبھی اس سے بھی کم تر۔

بیٹا :- کیا عورتیں خون نفاس میں مختلف ہوتی ہیں۔

باپ :- ہاں مختلف ہوتی ہیں۔ ہم آپ کے سامنے ان کی تین اقسام بیان کرتے ہیں۔

اول۔ وہ عورت جس کا خون دس دن سے تجاوز نہ کرے۔

بیٹا :- اس کا کیا حکم ہے؟

باپ :- جتنے دن خون جاری رہتا ہے نفاس سمجھے

دوم۔ وہ عورت جس کا خون دس دنوں سے تجاوز کر جاتا ہے اور خون حیض میں اس کی عادت معین ہے جیسے کسی عورت کی عادت حیض میں پانچ دن ہے۔

بیٹا :- اس کا کیا حکم ہے؟

باپ :- جتنے دن خون جاری رہتا ہے نفاس سمجھے

دوم- وہ عورت جس کا خون دس دنوں سے تجاوز کر جاتا ہے اور خون حیض میں اس کی عادت معین ہے جیسے کسی عورت کی عادت حیض میں پانچ دن ہے-

بیٹا :- اس کا کیا حکم ہے؟

باپ :- عادت کے دنوں کی مقدار کو نفاس قرار دے (☆ اور اس پر اضافہ کرے ☆) ایک دن یا دو دن یا اتنے دنوں کا کہ دس دن مکمل ہو جائیں-

بیٹا :- اور باقی ایام؟

باپ :- ان کو استحاضہ شمار کرے-

سوم- جس کا خون دس دنوں سے زیادہ دن جاری رہے اور حیض میں اس عورت کی عادت معین نہ ہو-

بیٹا :- تو اس خون کا کیا حکم ہے؟

باپ :- دس دنوں کے خون کو نفاس قرار دے پھر (☆ اٹھارویں دن تک احتیاط کرے گی جو چیزیں نفساء پر حرام ہیں ان کو چھوڑ دے گی اور جو مستحاضہ پر واجب ہیں ان کو بجا لائے گی ☆) اور اگر اس کے بعد خون جاری رہے تو مستحاضہ کے وظیفہ پر عمل کرے گی اور ممکن ہے کہ عادت کے ایام کی مقدار میں عبادت کو ترک کرے (☆ اور اس پر اضافہ کرے ☆) اور باقی کو استحاضہ قرار دے یا اتنے دنوں کا اضافہ کرے کہ دس دن مکمل ہو جائیں-

بیٹا :- جب نفساء حیض میں معینہ عادت رکھتی ہو- اس کا خون نفاس عادت کے دنوں سے تجاوز کر جائے اور وہ یہ بھی نہیں جانتی کہ خون دس دن گذرنے سے پہلے رک جائے گا یا نہیں اور عادت کے دنوں کے بعد بھی جاری رہے گا تو-

باپ :- دس دنوں تک عبادت ترک کر سکتی ہے۔ اور اگر دس دنوں کے اندر خون رک جائے تو اس تمام کو نفاس قرار دے اور اگر دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ غسل (نفاس) کرے اور مستحاضہ کے وظیفہ پر عمل کرے۔

بیٹا :- پہلے دن خون جاری ہونے کے بعد رک جائے پھر دوبارہ شروع ہو جائے اور دسویں دن یا اس سے پہلے خون رک جائے تو؟

باپ :- جن ایام میں خون منقطع رہا ہو عورت اپنے آپ کو پاک سمجھے۔

بیٹا :- اگر خون جاری ہونے کے بعد بند ہو جائے پھر جاری ہو جائے پھر بند ہو جائے پھر جاری ہو جائے اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے لیکن وہ مجموعی طور پر دس دنوں سے تجاوز نہ کرے تو؟

باپ :- جن دنوں میں خون جاری رہا ہے نفساء ہوگی اور جن دنوں خون منقطع رہا ہے وہ پاک شمار ہوگی۔

بیٹا :- نفساء خون نفاس کو مکمل کرنے کے بعد پھر خون دیکھے تو؟

باپ :- خون نفاس کو مکمل کرنے کے بعد دس دنوں تک جس خون کو دیکھے گی نفاس کے بعد والا خون استحاضہ ہوگا خواہ اس میں خون حیض کی صفات پائی جائیں یا نہ۔ خواہ وہ عادت کے ایام میں ہو یا نہ ہو لیکن نفاس کے مکمل ہونے کے بعد دس دن گذر جانے کے بعد خون دیکھے اور اس میں خون حیض کی علامات پائی جا رہی ہو تو وہ خون حیض شمار ہوگا۔

بیٹا :- نفساء کے احکام بیان کریں؟

باپ :- نفساء کے وہی احکام ہیں جو حائض کے ہیں چاہے واجبات ہوں یا محرمات مستحباب ہوں یا مکروہات۔ (تفصیل احکام حائض میں موجود ہے)۔

استحاضہ

روزانہ کی طرح میرے والد اپنی مخصوص نشست پر بیٹھے اور "استحاضہ" کے لفظ سے کلام کا آغاز کیا۔ لفظ "استحاضہ" کے مکمل ہونے کے فوراً بعد میرے ذہن میں ایک صورت آئی اور مجھے یہی خیال آیا کہ اس کلمہ کے حروف لفظ "حیض" کے حروف سے ملتے جلتے ہیں۔ شاید یہ اسی سے بنایا گیا ہے اس کی تصویر میرے ذہن میں "نکسیر" کے خون جیسی تھی۔ میں نے استحاضہ کے متعلق پوچھا!

بیٹا :۔ کیا استحاضہ عورتوں کے ساتھ مختص ہے؟

باپ :۔ ہاں

بیٹا :۔ کیا یہ خون جاری ہوتا ہے۔

باپ :۔ ہاں، لیکن ؟

بیٹا :۔ لیکن ..... کیا؟

باپ :۔ لیکن شرط یہ ہے کہ حیض نفاس، زخم پھوڑے اور بکارت زائل ہونے والا خون نہ ہو۔

بیٹا :۔ میں نے کہا کہ کیا استحاضہ ہر اس خون کو کہتے ہیں جو حیض ، نفاس، کسی زخم، کسی پھوڑے یا بکارت کے پردہ کے پھٹنے کا خون نہ ہو؟

باپ :۔ ہاں۔

بیٹا :۔ میں نے کہا یہ تو متعدد خون ہیں؟

باپ :۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کچھ خون تو عورت کے جوان ہونے کی علامت ہوتے ہیں۔ تمہیں نہیں معلوم کہ یہ عورتیں جب بوڑھی ہو جاتی ہیں تو ان میں خون حیض منقطع ہو جاتا ہے اور وہ اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں

رکھتیں۔

بیٹا :۔ میں نے کہا کہ زخموں ' پھوڑوں اور نفاس کا خون تو عام طور پر معروف ہوتا ہے۔ لیکن عورت کو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ خون استحاضہ ہے اور حیض نہیں ہے؟

باپ - آپ کو خون حیض کے صفات یاد ہوں گے؟

بیٹا :۔ میں نے کہا ہاں وہ سرخ اور سیاہی مائل خون ہوتا ہے جو جلن اور حرارت کے ساتھ نکلتا ہے۔

باپ - اکثر اوقات خون حیض کے اوصاف خون استحاضہ سے جدا ہوتے ہیں۔ استحاضہ کا خون عام طور پر زردی مائل' پتلا اور بغیر جلن کے نکلتا ہے۔

بیٹا :۔ اگر کوئی عورت شادی کے دن خون دیکھے تو اسے کیسے معلوم ہوگا کہ یہ خون بکارت ہے یا استحاضہ؟

باپ - بکارت کا خون روئی کے ارد گرد پھیل جاتا ہے اور ایک ھلال کی شکل بنا دیتا ہے۔ جبکہ استحاضہ کے خون سے روئی بھیگ جاتی ہے اور کبھی کبھار زیادہ ہو جاتا ہے اور روئی سے باہر بھی نکل آتا ہے۔

بیٹا :۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خون استحاضہ پوری روئی کو گھیر کر سرخ کر دیتا ہے۔

باپ :۔ ہاں' لیکن بسا اوقات پوری روئی کو نہیں گھیرتا۔ چنانچہ استحاضہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) استحاضہ کثیرہ - جب روئی خون میں بھیگ جائے اور خون اس سے باہر نکل آئے۔

(۲) استحاضہ متوسطہ - جب خون روئی کو تر کر دے لیکن اس سے باہر نہ نکلے۔

(۳) استحاضہ قلیلہ۔ جب خون روئی کو لگ جائے لیکن اس میں داخل نہ ہو۔

بیٹا :- کیا ہر ایک کا الگ حکم ہے؟

باپ :- ہاں استحاضہ کثیرہ میں عورت پر (دن میں) تین غسل واجب ہیں۔

(۱) صبح کی نماز کے لئے غسل کرے۔

(۲) جب ظہر و عصر کی نماز کو اکٹھے پڑھے تو ایک غسل کرے۔

(۳) اور اسی طرح جب مغرب و عشاء کی نمازوں کو اکٹھے پڑھے تو ایک غسل بجا لائے۔

بیٹا :- اگر ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو جدا جدا کر کے پڑھے تو؟

باپ :- تو ہر نماز کے لئے الگ غسل کرنا ہوگا۔

استحاضہ متوسطہ میں عورت پر واجب ہے کہ دن میں ایک مرتبہ غسل کرے اور ہر نماز کے لئے وضو کرے۔

بیٹا :- مثال کے طور پر۔

باپ :- نماز فجر سے پہلے عورت کو معلوم ہوا کہ اس کا استحاضہ متوسطہ ہے تو وہ فجر کی نماز سے پہلے غسل کرے۔ اور وضو کی ضرورت نہیں۔اس کا یہ غسل دن کی باقی نمازوں کے لئے کافی ہے۔ البتہ ہر نماز سے پہلے وضو کرنا واجب ہے۔ جب تک عورت استحاضہ متوسطہ والی ہے اسی طرح عمل کرے گی۔

استحاضہ قلیلہ میں ہر واجب یا مستحب نماز کے لئے فقط وضو کافی ہے۔

بیٹا :- آپ نے فرمایا کہ خون استحاضہ زردی مائل ہوتا ہے۔ تو اگر یہ بہنے والا خون زرد رنگ کا ہو تو کیا اس کا کوئی اور حکم ہوگا؟

باپ :- ہاں اگر وہ زرد رنگ کا ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ یہ خون ہی نہیں ہے لہٰذا اس صورت میں عورت ہر نماز کے لئے وضو کرے گی چاہے وہ کثیر ہی کیوں نہ ہو۔

بیٹا :- کیا استحاضہ ایک قسم سے دوسری قسم میں تبدیل ہو جاتا ہے؟

باپ :- ہاں کبھی کبھار - استحاضہ قلیلہ سے کثیرہ میں اور کثیرہ سے متوسطہ میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات تو خون کا رنگ بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔ یعنی زردی مائل ہو جائے یا اس کے برعکس۔ بلکہ اس سے بالا تر بھی مستحاضہ عورت کو وقفہ درپیش ہو سکتا ہے جس میں خون بند رہتا ہے۔

بیٹا :- جب وقفہ درپیش ہو تو اس وقت مستحاضہ کا وظیفہ کیا ہوگا؟

باپ :- اگر عورت کو اتنی مہلت مل جائے کہ جس میں وضو یا غسل کرنے کے بعد نماز پڑھ لے تو اس کو اس وقت کا انتظار کرنا چاہیئے جس میں وہ با طہارت ہو کر نماز پڑھ لے۔

بیٹا :- عورت کو کس طرح معلوم ہوگا کہ اس کا استحاضہ رک گیا ہے یا ایک قسم سے دوسری قسم میں تبدیل ہو گیا ہے؟

باپ :- عورت روئی کو اپنی شرمگاہ میں رکھے گی اگر روئی صاف ستھری نکلے تو اسے وقفہ سمجھے گی اور اگر آلودہ ہو تو تین قسموں میں سے کوئی ایک قسم ہوگی۔

بیٹا :- جب روئی خون سے آلودہ نکلے تو کیا عورت پر واجب ہے کہ وہ نماز کے لئے روئی تبدیل کرے؟

باپ :- ہاں اس کا تبدیل کرنا واجب ہے۔ لیکن جب مستحاضہ دو نمازوں کو اکٹھے پڑھے تو دوسری نماز کے لئے روئی کو تبدیل کرنا واجب نہیں ہے۔ اور وضو یا غسل کرنے کے بعد جہاں تک ممکن ہو خون کو نکلنے سے روکے۔

بیٹا :- اس کا مطلب یہ ہے کہ مستحاضہ عورت وضو یا غسل کے بعد فوراً نماز پڑھے؟

باپ :- ہاں۔

بیٹا :- مستحاضہ کا فریضہ کیا ہے؟

باب :- ا- اولاً" خون کے رک جانے کے بعد مستحاضہ کو وضو کرنا چاہئے اگر اس کا استحاضہ قلیلہ ہو- اور غسل کرے اگر اس کا استحاضہ متوسطہ یا کثیرہ ہو-

۲- ثانیاً" - تینوں اقسام کی مستحاضہ عورتوں کے لئے قرآن کریم کی کتابت کو چھونا حرام ہے-

۳- ثالثاً" - (☆ مستحاضہ عورت کے لئے خانہ کعبہ میں داخل ہونا حرام ہے ☆)

۴- رابعاً" - حائض کے احکام مستحاضہ پر جاری نہیں ہوتے چنانچہ مباشرت' طلاق' اس کا مسجد میں داخل ہونا- وہاں ٹھہرنا- مساجد سے کچھ اٹھانا یا رکھنا آیات سجدہ کی تلاوت کرنا جائز ہے- لیکن بہتر یہ ہے کہ مساجد میں داخل ہونے اور آیات سجدہ کو پڑھنے سے پہلے وضو اور غسل کر لے-

۵- خامساً" - تمام اقسام کی مستحاضہ کے لئے روزہ رکھنا صحیح ہے- اور فجر سے پہلے غسل کرنا اس کے روزے کی صحت میں شرط نہیں-

موت

بیٹا :- میں بتائے دیتا ہوں کہ جب میرے والد نے موت کے متعلق گفتگو شروع کی تو میں پریشان ہو گیا۔ اعصاب جواب دے گئے میں مضطرب ہو گیا۔ سہم گیا۔ اور ٹکٹکی باندھ کر والد کے چہرے کو دیکھنے لگا اور والد کی آواز کے اتار چڑھاؤ کا مطالعہ کرنے لگا۔ درآنحالیکہ وہ موت کے متعلق آہستہ آہستہ گفتگو کرنے لگے۔ یہ انداز ایک باقاعدہ جانے پہچانے خدشے کی غمازی کر رہا تھا۔

میں آپ سے یہ بات بھی نہیں چھپاتا کہ جب میرے والد نے "موت" جیسے خوفناک، مبہم اور گہرے لفظ کو ادا کیا۔ تو میں نے خوف کی شدت سے نبض پر ہاتھ رکھا تو غیر طبعی تیزی محسوس کی، غیر ارادی طور پر میرے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔ میری پیشانی اور ناک پر گرم گرم (خوف سے) پسینے کے قطرے جمع ہو گئے۔

"موت" اور "میت" کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے میرے والد کے لہجے میں حزن و ملال، پریشانی، افسردگی اور آہستگی تھی۔ اس سے میرے خوف اور اضطراب میں اور اضافہ ہوا۔ حتیٰ کہ میری پریشانی بڑھ گئی۔ حزن و اندوہ میں زیادتی ہوئی۔ چنانچہ میں اتنا پریشان ہوا کہ بولنے کی سکت نہ رہی۔ جب میرے والد نے میرے چہرے پر خوف کے آثار دیکھے اور ایک ہی جگہ پر ٹھہری ہوئی آنکھوں کو دیکھا کہ جو باہر نکلی ہوئی تھیں تو مجھ سے پوچھا۔

باپ - کیا آپ خوفزدہ ہو گئے ؟

بیٹا :- میں کیسے خوفزدہ نہ ہوں؟

باپ :- کیا آپ موت سے خوفزدہ ہیں یا میت سے؟

بیٹا :- چونکہ میں موت کی نسبت میت سے زیادہ خوفزدہ تھا تو میں نے کہا میت سے۔

یہی وہ مرعوب کرنے والا خوف تھا کہ جس کا میں نے اعتراف کر لیا۔ میں نے آج تک کسی شخص کو مرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ مجھے یہ علم ہی نہ تھا کہ اگر کوئی شخص میرے سامنے مر رہا ہو تو مجھے کیا کرنا چاہئے۔

اس دن سے پہلے میں جب کبھی کوئی جنازہ دیکھتا تو پریشان اور خوفزدہ ہو جاتا۔ حتیٰ کہ میں اپنی نظروں کو دوسری طرف موڑ لیتا۔ حالت غم سے بچنے کے لئے جنازہ کی تصویر کو اپنے ذہن سے نکال دیتا۔

ہاں میں میت سے ڈرتا ہوں۔ میں نے اعتراف کے لئے دوبارہ یہ جملہ کہا۔

باپ :- کیا آپ موت اور موت کے بعد رونما ہونے والے حالات و واقعات سے بھی زیادہ میت سے ڈرتے ہیں؟

بیٹا :- یہ بات میرے والد نے کہی اور فرمایا۔

باپ :- کیا آپ اس سے ڈرتے ہیں جو ایک لحظہ پہلے تمہاری طرح زندہ' کھاتا پیتا' سوتا جاگتا' روتا ہنستا' تفریح کرتا اور پھر اس پر وہ شئی (موت) حملہ آور ہوئی جو ہر زندہ شئی پر حملہ آور ہوتی ہے تو اسے پچھاڑ دیتی ہے۔

آپ موت جیسی ایک اٹل حقیقت سے ڈرتے ہیں؟ کیا آپ نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ تمام گذشتہ امتیں اور پے درپے آنے والی نسلیں کہاں گئیں۔ ان کی قبریں ان کے گھر بن گئے۔ ان کے مال میراث میں لے لئے گئے۔ وہ اپنے آثار کو نہیں پہچانتے۔ اور وہ اپنے اوپر رونے والوں سے بے پرواہ ہوتے ہیں۔ نہ ہی پکارنے والوں کو جواب دیتے ہیں۔

کم ترکوا من جنات وعیون وزروع و مقام کریم و نعمة کانوا فیها فاکهین کذالک واورثنا ها قومًا آخرین

(سورے الاخان ۲۵)

ترجمہ۔ ''انہوں نے کتنے باغات' چشمے ' کھیتیاں' شاندار مکان اور وہ نعمتیں جن میں ہنستی خوشی رہتے تھے چھوڑ گئے۔ اور ہم نے اپنی نعمتوں کا دوسرے لوگوں کو وارث بنا دیا''۔ (القرآن)

تمہارے جانے پہچانے لوگ مرنے کے بعد کہاں گئے؟ تمہارے پہلے آباؤ اجداد کہاں گئے؟ فلاں کہاں گیا' فلاں کہاں گیا؟ فلاں کہاں گیا؟

وہ زمین کی پشت سے اس کے پیٹ میں چلے گئے۔ کشادگی کی جگہ تنگی اختیار کر لی۔ اہل وعیال کی جگہ غربت و اجنبیت میں چلے گئے۔ نور کی جگہ ظلمت' تبدیل کر لی ہے۔

پھر میرے والد نے یہ شعر پڑھا۔ (جسکا ترجمہ ذیل ہے..... مترجم)

ہم سب غفلت میں ہیں حالانکہ موت صبح وشام آتی جاتی ہے

اے بیچارے انسان تو اپنی جان پر نوحہ کر اگر نوحہ کرنا ہی ہے

تم باقی نہیں رہو گے خواہ تمہیں نوح علیہ السلام جتنی عمر ہی کیوں نہ مل جائے۔

آپ کے چہرے پر گہری خاموشی کے آثار ظاہر ہوئے اور اس خاموشی میں لمحات آہستہ آہستہ گذر رہے تھے۔ اس شخص کی طرح جو اپنے ذہن میں موجود خیالات کی تصویر کی ترتیب کو دہرا رہا ہو۔ اور اپنی یادداشت میں ادھر ادھر بکھری ہوئی چیزوں کو جمع کر رہا ہو۔ حتیٰ کہ آپ کی آواز نے اس خاموشی کے سکوت کو یہ کہتے ہوئے توڑا۔

اے ابو الحسن علیہ السلام اللہ آپ پر رحم کرے جس دن آپؑ نے اپنی موت سے چند ساعت پہلے فرمایا۔ میں کل تک تمہارا ساتھی تھا آج تمہارے لئے عبرت کا سامان ہوں۔ کل تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ میری زندگی کی

گھڑیوں کا ساکن ہو جانا۔ میری حرکت کا بند ہو جانا میرے پہلوؤں کا ٹھہر جانا یہ سب تمہارے لئے وعظ و نصیحت کا باعث ہوگا۔ عقلی اور نقلی دلائل کی نسبت یہ موعظہ عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے بہت زیادہ موثر ہے۔

جس دن آپؑ نے یہ فرمایا۔ خبردار لوگو! یہ نرم و نازک جلد آگ برداشت نہیں کر سکے گی سو تم اپنے آپ پر رحم کرو! تم نے اسے دنیا کے مصائب میں آزما لیا ہے۔

کیا تم نے اس شخص کی بے صبری کا مشاہدہ کیا ہے جسے کانٹا چبھ جاتا ہے کوئی ٹھوکر اس کا خون بہا دیتی ہے اور گرم سنگریزے اسے جلا دیتے ہیں..... اس وقت کیا حال ہوگا جب وہ آگ کے دو طبقوں کے درمیان ہوگا۔ پتھروں پر اس کا پہلو ہوگا اور وہ شیطان کا ساتھی ہوگا۔

کیا تمہیں معلوم ہے؟ کہ جب آگ کا مالک آگ پر غضبناک ہوتا ہے تو آگ کے ایک حصے کو دوسرے پر دے مارتا ہے۔ اور جب اسے ڈانٹتا ہے تو اس کی ڈانٹ سے خوفزدہ ہو کر اپنے دروازوں کے درمیان سے اچھل کر باہر نکلتی ہے۔

اس کے بعد میرے والد نے فرمایا۔

اب آپ مکلف ہیں کہ موت اور موت کی ہولناکیوں سے خوف کھائیں۔

ارشاد پروردگار ہے۔

یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت و تضع کل ذات حمل حملها و تری الناس سکاری و ما هم بسکاری ولکن عذاب الله شدید۔ سورے الحج آیت ۲

یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا" و ما عملت من سوء تود لو ان بینها و بینه امدا" بعیدا" و یحذرکم الله نفسه والله رؤف بالعباد۔ سورے آل عمران

آیت ۳۰

ترجمہ۔ جس روز تم اسے دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنا دودھ پیتا (بچہ) بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی اور لوگ تجھے نشے میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہے ہی سخت (چیز) جس روز ہر شخص اپنے ہر نیک عمل کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور (اسی طرح) برے کام کو بھی۔ (اس روز) تمنا کرے گا کہ کاش اس شخص اور اس دن کے درمیان مسافت بعید ہوتی۔ اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا شفقت کرنے والا ہے۔

میت اور وہ شخص جس کی جانکنی کا وقت قریب ہو وہ تمہارے لئے اس دن کو یاد دلاتا ہے جس کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے نہ کہ یہ تمہیں خوف دلانے یا مرعوب کرنے کے لئے ہے۔

بیٹا :۔ میں ذہن کے اندر موجود اندیشوں کو ازسر نو ترتیب دینے لگا۔ حتی کہ میرے والد نے میری فکر کے سلسلے کو اس بات کے ساتھ منقطع کر دیا۔

باپ :۔ اگر ایسا موقع آ جائے کہ آپ کسی مومن شخص کے پاس موجود ہوں جو حالت نزع میں ہو تو آپ اپنے ڈر اور خوف کو ایک طرف کر کے اس کے چہرے کو قبلہ کی طرف کریں اس لئے کہ یہ مستحب ہے۔

بیٹا :۔ میں کیسے اس کا چہرے قبلے کی طرف کروں؟

باپ :۔ آپ اس کو چت لٹائیں اور اس کے پاؤں کے تلوؤں کو قبلہ کی جانب کر دیں۔

بیٹا :۔ اس کا معنی ہے کہ میں اس کے پاؤں کو قبلہ کی جانب پھیلا دوں۔

باپ :۔ بالکل (ایسے ہی) خواہ مرنے والا مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا چھوٹا۔ اسی طرح مستحب ہے کہ اس کو شہادتین کی تلقین کریں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ،نبی

اکرمؐ کی نبوت اور آئمہ علیہم السلام کی امامت کا اقرار کرائیں اور اس کے پاس سورہ صافات پڑھی جائے تاکہ اس کی جان کا نکلنا آسان ہو۔ محتضر کے پاس مجنب اور حائض کا موجود ہونا اور حالت نزع میں اس کو چھونا مکروہ ہے۔

بیٹا :۔ جب وہ مر جائے تو؟

باپ :۔ اسے قبلہ رخ کرنا واجب ہے اور اس کی آنکھیں اور منہ بند کرنا اس کے دونوں ہاتھوں کو دونوں پہلوؤں میں پھیلا دینا اور پنڈلیوں کو بھی پھیلا دینا۔ اسے کپڑے سے ڈھانپنا۔ اس کے پاس قرآن پڑھنا۔ اگر رات کو مر جائے تو اس جگہ روشنی کا انتظام کرنا جہاں موت واقع ہوئی ہو۔ اور مومنین کو اس کی موت کی اطلاع دینا تاکہ وہ اس کے جنازے میں شریک ہو سکیں۔ اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا یہ سب مستحب ہے ہاں اگر اس کی موت واقع ہونے میں شک و شبہ ہو تو تاخیر کی جا سکتی ہے۔

بیٹا :۔ جب مجھے اس کی موت کا یقین نہ ہو؟

باپ :۔ ایسی صورت میں تاخیر واجب ہے۔ اور جب موت واقع ہونے کا یقین ہو جائے تو میت مرد ہو یا عورت' چھوٹا ہو یا بڑا ۔اسے غسل دینا واجب ہے۔

بیٹا :۔ اور سقط ہونے والے کا کیا حکم ہے؟

باپ :۔ اگر سقط شدہ بچے کی خلقت اور اس کے اعضاء مکمل ہو چکے ہیں (☆ یا وہ مکمل چار ماہ کا ہو اگرچہ خلقت مکمل نہ ہوئی ہو ☆) تو اس کو غسل حنوط کفن دے کر دفن کیا جائے گا لیکن اس کی نماز جنازہ واجب نہیں ہے۔

بیٹا :۔ میں میت کو غسل کیسے دوں؟

باپ :۔ آپ اسے تین غسل دیں۔ مرد ..... مرد کو اور عورت ..... عورت کو غسل دے مگر میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔ اور اس بچے

کا بھی یہی حکم ہے جس کی عمر تین سال یا اس سے کم ہو (لڑکے کو عورت اور لڑکی کو مرد جس کی عمر تین برس یا اس سے کم ہو) ہاں آپ اس کو تین غسل دیں پہلا غسل بیری کے پتوں سے ملے ہوئے پانی کے ساتھ دوسرا غسل کافور ملے پانی کے ساتھ اور تیسرا غسل خالص پانی سے۔

(۱) اس طرح کہ بیری کے پتے اتنی مقدار میں ہوں جس سے جسم صاف ہو جائے اور کافور اتنی مقدار میں ہو جس سے میت خوشبودار ہو جائے۔

(۲) غسل کے لئے استعمال کیا جانے والا پانی پاک ہو نجس نہ ہو۔

(۳) پانی مباح ہو غصبی نہ ہو۔

(۴) تیسرے غسل میں استعمال ہونے والا پانی خالص ہو مضاف نہ ہو۔

(۵) بیری کے پتے۔ کافور، وہ تختہ جس پر میت کو غسل دیا جا رہا ہو اور غسل میں استعمال ہونے والے برتن اور وہ جگہ جہاں میت کو غسل دیا جا رہا ہے۔ مباح ہوں، غصبی نہ ہوں۔

بیٹا :۔ کیا میں غسل کے دوران میت کے کپڑے اتار لوں؟

باپ :۔ میت کو اسی کے لباس میں غسل دینا جائز ہے۔ اور شاید یہ کپڑے اتار کر غسل دینے سے بہتر ہو۔ جب مرد کو مرد اور عورت کو عورت غسل دے ہاں تین سال سے کم عمر کی بچی کو مرد اور تین سال سے کم عمر کے بچے کو عورت غسل دے سکتی ہے۔ جیسا کہ شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اور بیوی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کو غسل دے۔ (☆ لیکن اس صورت میں جب کوئی ایسا مرد موجود نہ ہو جو اس کو غسل دے اور غسل دیتے وقت شرم گاہ کو بھی نہ دیکھے ☆)

بیٹا :۔ اگر ہم جنس موجود نہ ہو تو؟

باپ :۔ تو محارم میں سے کوئی ایک میت کو غسل دے جیسے بیٹی باپ کو یا

بہن بھائی کو یا ماں بچے کو یا پھوپھی بھتیجے کو یا ان کی مثل اور شرم گاہ کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔

بیٹا :۔ اگر نہ کوئی ہم جنس موجود ہو اور نہ کوئی محارم میں سے کوئی ایک؟

باپ :۔ تو غیر ہم جنس غسل دے لیکن مستحب ہے کہ کپڑے کے پیچھے سے۔

بیٹا :۔ بوقت ضرورت اگر غسل دینے والا میت کے ہم جنس نہ ہو تو؟

باپ :۔ مستحب ہے کہ جنس مخالف سے کوئی شخص کپڑوں ہی میں غسل دے۔

بیٹا :۔ جب غسل کے دوران میت کا بدن کسی بیرونی نجاست یا میت کی اپنی نجاست سے نجس ہو جائے تو؟

باپ - جو حصہ نجس ہو گیا ہے اسے پاک کرنا واجب ہے غسل کا اعادہ کرنا واجب نہیں۔

بیٹا :۔ جب ہم میت کو غسل دے لیں تو؟

باپ :۔ تب اسے حنوط کرنا اور کفن دینا واجب ہے۔

بیٹا :۔ حنوط کیا ہے؟

باپ :۔ مباح، (☆ پاک ☆) خوشبودار، پسا ہوا کافور میت کے سات اعضا سجدہ (پیشانی دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھوں کے سرے) پر لگایا جائے۔

بیٹا :۔ ہم میت کو کفن کس طرح پہنائیں؟

باپ :۔ میت کو تین کپڑوں میں کفن دینا واجب ہے۔

(ا) قمیض جو کندھوں سے لے کر رانوں تک ڈھانپ لے

(۲) ازار - جو سر کے علاوہ باقی تمام بدن کو ڈھانپ لے۔

(۳) چادر۔ جو سر سمیت تمام بدن کو ڈھانپ لے۔

بیٹا :۔ کیا ان تین کپڑوں کے کچھ اور بھی شرائط ہیں؟

باپ :- (☆ ان تین کپڑوں میں یہ شرط ہے کہ ہر اوپر والا کپڑا نیچے والے کپڑے کو چھپالے اور اتنا باریک نہ ہو کہ میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر آئے ☆)

بیٹا :- اگر تین کپڑے میسر نہ آئیں تو؟

باپ :- جو میسر ہوں اس کپڑے میں میت کو کفن دیا جائے لیکن اس شرط کے ساتھ۔

بیٹا :- کیا شرط؟

باپ :- کفن میں شرط ہے کہ پاک اور مباح ہو غصبی نہ ہو ریشم (☆ حیوان کی کھال میں بھی کفن دینا جائز نہیں ☆) مگر ضرورت کے وقت.....،

بیٹا :- میت کو غسل دینے کافور لگانے اور کفن دینے کے بعد کیا کرنا ہوگا؟

باپ :- اگر میت بالغ ہو تو نماز جنازہ واجب ہے۔

بیٹا :- ہم اس پر کیسے نماز جنازہ پڑھیں۔

باپ :- نماز جنازہ پنجگانہ نمازوں سے جدا ہوتی ہے۔ اس میں پانچ تکبیریں ہیں اس میں نہ کوئی سورت پڑھی جاتی ہے نہ رکوع۔ نہ سجود نہ تشہد نہ سلام

بیٹا :- ذرا آپ اس کی وضاحت کریں۔

باپ :- آپ پہلی تکبیر کہنے کے بعد شہادتین پڑھیں۔ پھر دوسری تکبیر کہیں اور نبی اکرم حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آلؑ پر درود پڑھیں۔ پھر تیسری تکبیر کہیں اور مومنین کے لئے دعا مغفرت کریں۔ پھر چوتھی تکبیر کہیں اور میت کے لئے دعا مغفرت کریں۔ پھر پانچویں تکبیر کہیں اور نماز ختم کر دیں۔

بیٹا :- کیا نماز جنازہ میں کچھ چیزیں شرط ہیں؟

باپ :- ہاں نماز جنازہ میں چند چیزیں ضروری ہیں۔

(ا) نیت -

(۲) جہاں تک ممکن ہو کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھیں۔
(۳) نماز جنازہ غسل ' حنوط اور کفن دینے کے بعد پڑھیں۔
(۴) میت کا سر نمازی کے دائیں طرف اور اس کے پاؤں بائیں طرف ہوں۔
(۵) نماز جنازہ کے وقت میت کو چت لٹایا جائے۔
(۶) (نماز گذار قبلہ رخ کھڑے ہو کر نماز پڑھے)
(۷) میت نماز گذار کے آگے ہو۔
(۸) میت اور نماز گذار کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ جیسے دیوار وغیرہ۔
(۹) میت اور نماز گذار کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ نہ ہو۔ نہ ہی ایک دوسرے سے حد سے زیادہ بلند ہوں۔
(۱۰) میت کا ولی (اس کا باپ یا بیٹا) نماز گذار کو نماز کی اجازت دے۔
(۱۱) (☆ نماز گذار تکبیرات اور دعائیں پے درپے پڑھے ☆)

بیٹا :- آپ نے نماز گذار کے لئے طہارت کی شرط کو بیان نہیں کیا۔ کہ وہ وضو یا غسل یا تیمم کرے۔

باپ :- یہ نماز جنازہ میں واجب نہیں ہے۔
میرے باپ اتنا فرمانے کے بعد خاموش ہو گئے۔

بیٹا :- جب نماز جنازہ پڑھ لیں تو؟

باپ :- میت کو دفن کرنا واجب ہے اس طرح میت کو زمین میں چھپا دیا جائے کہ وہ درندوں سے محفوظ رہے اور اس کی بو بھی نہ پھیلے اور قبر میں اسے دائیں جانب اس طرح لٹائیں کہ اس کا چہرہ قبلہ رخ ہو۔

بیٹا :- کیا دفن کی جگہ کی بھی کچھ شرطیں ہیں۔

باپ :- ہاں - (۱) جس جگہ میت کو دفن کیا جا رہا ہے وہ مباح ہو غصبی نہ ہو۔

(۴) مسلمان میت کو ایسی جگہ دفن نہ کیا جائے جہاں اس کی ہتک حرمت ہوتی ہو۔ جیسے گندگی (نجاست) کی جگہ، کوڑا کرکٹ کے ڈھیر یا کفار کے قبرستان میں۔

بیٹا :- دفن کے بعد؟

باپ :- نبی اکرمؐ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میت پر پہلی رات سے زیادہ سخت کوئی مرحلہ نہیں آتا۔ پس تم اپنے مرنے والوں پر صدقہ کے ذریعہ مہربانی کرو! یہ بھی مروی ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد آنے والی پہلی رات دو رکعت نماز پڑھی جائے جس کی پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد سورۃ القدر دس مرتبہ پڑھی جائے۔ نماز پڑھنے والا سلام کے بعد کہے۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد وابعث ثوابھا الی قبر فلاں ...... فلاں کی جگہ میت کا نام لے۔

بیٹا :- آپ نے پہلی گفتگو میں مجھے غسل مس میت بتایا تھا۔

باپ :- جی ہاں - جو شخص بھی میت کے بدن کو ٹھنڈا ہونے کے بعد اور تینوں غسل مکمل کرنے سے پہلے مس کرے تو اس پر غسل مس میت واجب ہے۔

بیٹا :- تر ہونے کے ساتھ؟

باپ :- میت تر ہو یا خشک۔ میت کو مس، اضطراری حالت میں کیا ہو یا اختیاری حالت میں۔

بیٹا :- جو شخص میت کو مس کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

باپ :- اس پر درج ذیل امور واجب ہیں۔

(ا) جن اعمال کی صحت میں طہارت شرط ہے اس کو بجا لانے سے پہلے غسل،

کرنا واجب ہے۔

(۲) قرآن کی عبارت کو مس کرنا حرام ہے۔ اور ہر اس شئی کو مس کرنا حرام ہے جو مجنب پر حرام تھی۔

جب خاوند مر جائے تو اس کی بیوی پر عدت وفات واجب ہے۔ اسی طرح اس پر سوگ بھی واجب ہے۔ زوجہ جس عمر کی بھی ہو۔ جس عورت کے ساتھ شوہر نے مباشرت نہیں کی اس کا حکم بھی یہی ہے۔ لیکن کم سن بیوی پر سوگ واجب نہیں ہے۔ غیر حاملہ بیوی کی عدت وفات چار مہینے دس دن ہے جس کے دوران وہ جسم اور لباس کی زیب و زینت ترک کر دے یعنی اس کے لئے ایسا لباس پہننا جسے زینت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے حرام ہے جیسے سرخ لباس اسی طرح زیور پہننا' سرمہ لگانا' خوشبو کا استعمال' خضاب اور سرخی لگانا حرام ہے۔ تاہم عدت گذارنے والی عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ جسم کو پاک صاف رکھے ناخن اتارے' حمام میں جائے' گھر سے نکلنا...... خصوصاً کسی حق کو ادا کرنے یا کوئی ضرورت پوری کرنے کے لئے یا کسی اطاعت کو انجام دینے یا ضرورت کے لئے۔

اگر حاملہ عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت بچہ پیدا ہونے کے وقت تک ہے۔ پھر اگر اس کے خاوند کی وفات کو چار مہینے دس دن گذر گئے ہیں تو اس کی عدت پوری ہو گئی ہے۔ اور اگر بچے کی ولادت ہو جائے اور یہ مدت پوری نہ ہوئی ہو تو اس کی عدت جاری رہے گی یہاں تک کہ چار مہینے دس دن والی مدت گذر جائے۔

بیٹا :۔ آیا بیوی عدت کے دوران (کسی اور شخص) سے شادی کر سکتی ہے؟

باپ :۔ ہرگز نہیں اس کے لئے جائز نہیں بلکہ اس کا نکاح ہی باطل ہوگا۔

وضو

آج آپ سے وضو پھر غسل اور تیمم کے متعلق بات چیت ہو گی۔

میرے والد نے کہا۔

میں نے دل میں کہا کہ اب ہم جسم کو پاک کرنے والی پہلی شئی کے دروازے پر ہیں۔ (جسکے ذریعہ جسم کو پاک کیا جائے گا) جو کسی حدث کے صادر ہونے کی وجہ سے نجس ہو گیا تھا۔

میں جلدی جلدی ان اشیاء کو یاد کرنے لگا جن کے صادر ہونے سے جسم کی طہارت ختم ہو جاتی ہے۔ جو طہارت ان کے صادر ہونے سے پہلے جسم کو حاصل تھی اور جسم طہارت کی سفید چادر پہنے ہوئے تھا وہ نعمت دوبارہ اس طہارت کے ساتھ حاصل ہو جاتی ہے۔

جب میں نے ان ساری اشیاء کو یاد کر لیا (جو طہارت کو باطل کر دیتی ہیں) تو میں اپنی طرف لوٹا اور اپنے آپ سے سوال کرنے لگا۔ کہ ہم وضو کن چیزوں کے لئے کریں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ میں یہ سوال اپنے آپ سے نہ کروں بلکہ اپنے والد صاحب کی خدمت میں پیش کروں جو میرے سامنے موجود ہیں۔

بیٹا :۔ ہم وضو کیوں کرتے ہیں؟

باپ :۔ تاکہ نماز پڑھ سکیں۔ حج یا عمرہ میں بیت اللہ کا طواف کر سکیں تاکہ ہمارے لئے قرآن مجید کی کتابت اور (☆ لفظ اللہ اور اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء اور صفات ☆) کو چھو سکیں یا ہم وضو اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

بیٹا :۔ میں پانی سے وضو کرتا ہوں۔ لیکن کیا اس پانی کے بھی کوئی شرائط ہیں

جس سے وضو کیا جائے۔

باپ :- ہاں - اس میں درج ذیل شرائط ہیں

(۱) پانی پاک ہو۔ اور آپ کے تمام اعضاء وضو پاک ہوں ان اعضا کو وضو کے ساتھ اس طرح دھونا کافی ہے کہ جس سے ان اعضا کی طہارت حاصل ہو جائے۔

(۲) وضو کے ذریعہ "تقرب الی اللہ" کی نیت کرے۔ لہٰذا غصبی پانی اور غصبی جگہ پر وضو صحیح نہیں ہے جبکہ وضو کرنے والا غصبی ہونے کو جانتا ہو۔

(۳) پانی مضاف نہ ہو۔ جیسے جاری پانی۔ اس پیالے میں موجود پانی جو آپ پینے کے لئے رکھتے ہیں نہ کہ انار وغیرہ کا پانی۔

(۴) جب وضو کا پانی قلیل ہو تو یہ ضروری ہے کہ اسے پہلے نجاست کے دور کرنے میں استعمال نہ کیا گیا ہو۔

(۵) نیز یہ پانی کسی واجب غسل میں استعمال نہ ہوا ہو جیسے غسل جنابت، حیض، نفاس، استحاضہ وغیرہ۔

بیٹا :- میں وضو کس طرح کروں؟

باپ :- قربتہ الی اللہ نیت کرنے کے بعد آپ پہلے چہرے کو دھوئیں لمبائی میں بالوں کے اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک۔ چوڑائی میں چہرے کے جس حصہ کو انگوٹھا اور درمیانی انگلی گھیر لیں۔ یعنی جب آپ اپنی ہتھیلی کھولیں اور اسے اپنے چہرے پر رکھیں تو انگوٹھا اور درمیانی انگلی کے کنارے جس جگہ کو گھیر لیں۔ چوڑائی میں اتنا دھونا واجب ہے۔ (☆ اس کا خیال رکھتے ہوئے کہ اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے ☆) اور گھنے بالوں میں خلال کرنا ضروری نہیں۔ پھر آپ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سے انگلیوں کے سروں تک دھوئیں۔ پہلے دائیں اور پھر بائیں ہاتھ کو دھوئیں اس طرح کہ کہنیوں کو دھوتے وقت

کچھ حصہ اوپر سے دھولیں۔ اور ہاتھوں کو اوپر سے نیچے کی طرف اس طرح دھوئیں کہ اوپر سے شروع کریں اور انگلیوں کے سروں پر ختم کریں۔

بیٹا :- کہنی کسے کہتے ہیں؟

باپ :- بازو اور ہاتھ کی ہڈیوں کے جوڑ کو کہنی کہا جاتا ہے۔

پھر آپ اپنے سر کے اگلے حصے کا مسح کریں (☆ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے باطن کے ساتھ ☆) وضو کی تری سے مسح کریں نیا پانی لئے بغیر پھر آپ اپنے دائیں پاؤں کا مسح کریں (☆ دائیں ہاتھ ☆) کی ہتھیلی کے پانی سے پھر (☆ بائیں ہاتھ ☆) کی تری سے (☆ نئی تری حاصل کئے بغیر☆) بائیں پاؤں کا مسح کریں۔ بالوں کا خلال کرنے کی ضرورت نہیں۔ (یہاں ہتھیلی سے مراد ہاتھ کا اندرونی حصہ ہے جس میں انگلیاں بھی شامل ہیں)

آپ اپنے وضو میں چند اور چیزوں کو بھی ملاحظہ کریں۔

(ا) ترتیب۔ چہرے کو دائیں ہاتھ سے پہلے اور دائیں ہاتھ کو بائیں سے پہلے دھوئیں سر کا مسح پاؤں کا مسح کرنے سے پہلے۔ (☆ پہلے دائیں پاؤں اور پھر بائیں پاؤں کا مسح کریں ☆)

(۲) موالات۔ وضو کے افعال کو پے درپے بجا لائیں۔ اس طرح کہ ہر عضو کے دھونے یا مسح کرنے کے وقت اس سے پہلے والے عضو کی تری خشک نہ ہو جائے اگر کسی عضو کو دھوتے وقت اس سے سابق تمام اعضا کی تری خشک ہو جائے تو وضو باطل ہے۔

(۳) افعال وضو کو خود بجا لائیں اگر یہ ممکن ہو۔

بیٹا :- جب یہ ممکن نہ ہو۔

باپ :- جب آپ خود وضو نہ کر سکتے ہوں۔ تو کوئی دوسرا شخص وضو کرا سکتا ہے۔ پس وہ آپ کا ہاتھ اٹھائے اور اس سے آپ کا چہرہ دھوئے۔ پھر آپ

کے ہاتھوں کو دھوئے۔ پھر آپ کے دائیں ہاتھ سے سر کا مسح کرے پھر آپ کے ہاتھوں سے پاؤں کا مسح کرے اسی تری سے جو تمہارے ہاتھوں میں موجود ہے۔

(۳) جسم کی جلد تک وضو کا پانی پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ جیسے سلوشن ٹیپ وغیرہ اور وہ رنگ جس کی تہہ ہو جیسے عورتوں کا نیل پالش وغیرہ۔ واضح رہے کہ کم مقدار معمولی چکناہٹ نہ ضرر دیتی ہے نہ رکاوٹ بنتی ہے۔

(۴) پانی کے استعمال سے مانع کوئی نہ ہو جیسے مرض بصورت دیگر وضو کی جگہ آپ تیمم کریں گے۔

بیٹا :- وضو کر لینے کے بعد کیا وضو ٹوٹ بھی جاتا ہے؟ پس مجھ پر دوبارہ وضو کرنا واجب ہے یا میں (ایک مرتبہ وضو کر لینے کے بعد) ہمیشہ وضو کی حالت میں رہوں گا۔

باپ :- سات چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جسے نواقض و نواقض وضو کہتے ہیں۔

پیشاب - پاخانہ - ریح کا خارج ہونا ' نیند (☆ ہر وہ چیز جو عقل کو زائل کر دیتی ہے جیسے بے ہوشی اور نشہ ☆) استحاضہ قلیلہ' متوسطہ 'کثیرہ جنابت جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ پھر میرے والد کی رعب دار آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ اپنے ذہن کی تاروں کو جوڑ کر کچھ قواعد بیان کرنا چاہتے ہیں جس کی میری چھٹی حس نے تصدیق بھی کر دی۔ اس وقت میرے والد فرمانے لگے کہ میں اپنی گفتگو وضو سے متعلق چند عمومی قواعد پر ختم کرتا ہوں جو آپ کے لئے مفید ہوں گے۔

(۱) ہر وہ شخص جس نے وضو کیا ہو پھر اس کے بعد شک ہو گیا ہو کہ گذشتہ سات نواقض وضو میں سے کسی ایک کے ذریعہ وضو ٹوٹا ہے یا نہیں تو وہ

طہارت پر باقی ہے۔

بیٹا :۔ مثلاً

باپ :۔ آپ نے صبح کے وقت وضو کیا۔ اب تک آپ کو اس کے باقی رہنے کا یقین ہے۔ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ نے نماز پڑھنا ہے۔ آپ کو اپنے وضو کے متعلق شک لاحق ہو گیا کہ میں بیت الخلا میں رفع حاجت کے لئے گیا ہوں تو میرا وضو ٹوٹ گیا ہے اور یا میں بیت الخلا میں رفع حاجت کے لئے نہیں گیا تو سابقہ وضو باقی ہے۔اس صورت میں آپ کہیں گے کہ میں وضو پر ہی ہوں اور نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) ہر وہ شخص جس نے وضو نہیں کیا یا وضو کیا ہے اور ٹوٹنے کا یقین ہے پھر اسے شک لاحق ہو گیا کہ آیا اس نے دوبارہ وضو کیا ہے یا نہیں۔ تو وہ باوضو نہیں ہو گا۔ (نماز کے لئے وضو کرنا ہو گا)

بیٹا :۔ مثال کے طور پر؟

باپ :۔ آپ صبح نیند سے بیدار ہوئے اور جب نماز ظہر کا وقت ہوا آپ نے نماز ظہر پڑھنے کا ارادہ کیا تو شک لاحق ہو گیا۔آپ یہ سوچنے لگے کہ کیا میں نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد وضو کیا تھا یا نہیں اس صورت میں آپ کہیں گے کہ میں باوضو نہیں ہوں چنانچہ آپ وضو کریں اور پھر نماز ادا کریں۔

(۳) ہر وہ شخص جس نے وضو کر لیا ہو۔ پھر وضو سے فارغ ہونے کے بعد صحیح ہونے میں شک ہو کہ اس کا وضو صحیح ہے یا نہیں تو اسکا وضو صحیح ہو گا۔

بیٹا :۔ مثال دیجئے۔

باپ :۔ آپ نے وضو کیا وضو مکمل کرنے کے بعد شک ہو گیا کہ کیا میں نے اپنا چہرہ دھویا ہے یا نہیں یا میں نے چہرہ صحیح دھویا تھا یا نہیں۔

اس وقت آپ کہیں گے کہ میرا وضو صحیح ہے۔

بیٹا :۔ جب مجھے بائیں پاؤں کے مسح کرنے میں شک ہو تو؟

باپ :۔ اگر آپ وضو سے فارغ ہو گئے ہیں تو اس شک کی پرواہ نہ کریں۔
آپ کا وضو درست ہے۔

غسل

تو آج ہم غسل کے متعلق گفتگو کریں گے۔

خوش ہوتے ہوئے اس پر جو آج تک میں نے سیکھا ہے' فخر کرتے ہوئے اس پر جو میں نے فائدہ حاصل کیا ہے' مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اس پر جو مجھے علم عطا کیا گیا ہے۔ جسم کو میل کچیل سے پاک کرنا مجھے پسند ہے علاوہ ازیں میں پانی سے محبت و عشق بھی رکھتا ہوں۔

اگر پانی نہ ہوتا تو جسم کی تطہیر نہ ہوتی۔میں قدیم سے پانی کا عاشق ہوں میں جب بچہ تھا اس وقت سے پانی سے محبت کرتا تھا۔ جب بھی مجھے اس سے کھیلنے کا موقع ملتا تو میں اپنے باپ کے ساتھ اس کے چھینٹے اڑاتا۔ اس میں ہاتھ ڈبوتا۔آہستہ سے پانی اپنے چہرے پر ڈال کر تسلی حاصل کر لیتا۔ اس سے کھیل کر خوشی محسوس کرتا۔ اگر مجھے موقع ملا تو تیراکی سیکھوں گا۔ مجھے میرے والد نے بتایا کہ تیراکی پسندیدہ عمل ہے۔ میں جب بھی پانی سے دور ہوتا ہوں تو اس کی پیاس محسوس کرتا ہوں اس مچھلی کی طرح جسے اس کے محبوب (پانی) سے سنگدلی' سختی کرتے ہوئے دور کر دیا گیا ہو۔

ہاں میں پانی کا عاشق ہوں اس کا دلدادہ ہوں جب سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ اکیلا ہی مطہر اور پاکیزگی عطا کرنے والا ہے اور نظافت ایمان کا حصہ ہے میں اسی سے غسل کرتا ہوں اسی سے اپنے جسم کو دھوتا ہوں۔آج میرے والد فرمائیں گے کہ میں غسل کیسے کروں؟

میرے والد محترم نے فرمایا غسل کی دو قسمیں ہیں ترتیبی اور ارتماسی۔

بیٹا :- ارتماسی کیا ہے؟

باپ :- آپ ایک ہی مرتبہ اپنے جسم کو غوطہ دے دیں۔

بیٹا :- تو ترتیبی کیا ہے؟

باپ :- آپ پہلے سر و گردن اور اس سے متصل بدن کا کچھ حصہ دھوئیں-ہاں اپنے کانوں کو اندر و باہر سے دھونا مت بھولیئے- پھربدن کے دائیں حصے کو دھوئیں اور اس سے متصل گردن اور بائیں طرف کا کچھ حصہ بھی دھوئیں- پھر بائیں جانب متوجہ ہوں اور اس کو دھوئیں اس کے ساتھ گردن اور اس سے متصل دائیں طرف کا کچھ حصہ بھی دھو لیں- اور یہ ضروری نہیں کہ پورے سر کو دھونے کے بعد بدن کو دھویا جائے بلکہ یہ واجب ہے کہ غسل کی ابتداء سر سے کی جائے- پھر باقی بدن کو دھوئیں- بدن کے دائیں حصے کو بائیں حصے پر مقدم کرنا واجب نہیں ہے بلکہ سر دھونے کے بعد پورے بدن کو دھونا جائز ہے-

بیٹا :- کیا غسل کی کوئی شرائط بھی ہیں؟

باپ :- وضو کی شرائط اس میں بھی ہیں تقرب الی اللہ کی نیت- پانی اور جگہ کا غصبی نہ ہونا جبکہ وہ اس کو جانتا ہو- جیسا کہ وضو میں پانی کا پاک اور مضاف نہ ہونا اور اعضاء بدن کا پاک ہونا شرط ہے...... غسل میں بھی یہ شرائط ہیں-

ترتیبی غسل میں شرط ہے کہ سر سے شروع کیا جائے اور انسان خود غسل کرے اگر اس کے لئے خود غسل کرنا ممکن ہو اور پانی کے استعمال سے شرعاً کوئی مانع جیسے بیماری وغیرہ نہ ہو- لیکن غسل ...... وضو سے دو چیزوں میں جدا ہو جاتا ہے-

بیٹا :- وہ دو چیزیں کون سی ہیں؟

باپ :- اول- اعضاء وضو میں اوپر سے نیچے کی طرف دھونا شرط ہے اس طرح غسل میں ہر عضو کو اوپر سے نیچے کی طرف دھونا شرط نہیں-

دوم۔ جس طرح وضو میں اعضاء وضو کو پے در پے انجام دینا واجب ہے اس طرح غسل میں موالات شرط نہیں ہے۔ آپ کے لئے جائز ہے کہ سر و گردن کو دھوئیں اور پھر وقفہ کے بعد باقی بدن کو دھوئیں اگرچہ سر و گردن خشک ہی کیوں نہ ہو گئے ہوں۔ اس سے پہلے کہ کوئی حدث سرزد ہو۔

آپ کے لئے وضو میں چہرے اور ابروؤں کے بالوں کے ظاہری حصہ کو دھونا واجب ہے۔ لیکن غسل میں سر، ابروؤں، مونچھوں اور داڑھی کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب ہے۔ پھر یہ کہ......

بیٹا :- پھر کیا؟

باپ :- پھر اگر انسان غسل جنابت کر لے تو وضو کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

بیٹا :- اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جب نماز کے لئے غسل جنابت کروں تو غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔

باپ :- ہاں آپ غسل سے ہی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح جب آپ پر متعدد غسل واجب ہوں جیسے غسل جنابت، غسل جمعہ وغیرہ تو آپ کے لئے جائز ہے کہ تمام غسلوں کی نیت سے ایک ہی غسل کریں۔ اور آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ فقط ایک غسل کی نیت کر کے غسل کریں تو یہ باقی سب غسلوں کے لئے کافی ہو جائے گا۔ جیسے غسل جنابت......

بیٹا :- اگر عورت نے غسل جنابت، غسل حیض اور غسل جمعہ کرنا ہو تو؟

باپ :- اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ سب کی نیت سے ایک ہی غسل بجا لائے یا کسی ایک غسل کی نیت کرے تو وہ باقی غسلوں سے کافی ہو جائے گا۔

بیٹا :- میرے والد نے بات کو آگے بڑھایا۔

باپ :- میں تمہارے سامنے چند قابل توجہ باتیں بیان کرتا ہوں جو غسل میں

تمہارے لئے مفید ہیں۔

(۱) غسل کرنے سے پہلے یہ یقین کر لیں کہ آپ نے اپنے جسم سے مادہ منویہ کو زائل کر دیا ہے۔

(۲) غسل شروع کرنے سے پہلے پیشاب کر لیں تاکہ مادہ منویہ کے باقی ماندہ قطرے پیشاب کے ساتھ خارج ہو جائیں۔

(۳) اگر جلد تک پانی کے پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ ہو تو اسے دور کرنا واجب ہے۔ جیسے گوند یا ناخنوں پر نیل پالش وغیرہ۔

البتہ اگر پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ کو زائل کرنا مشکل یا ناممکن ہو تو (☆ اس پر تر ہاتھ بھی پھیریں اور تیمم بھی کریں ☆)۔

(۴) جب غسل کے دوران کسی عضو کے دھونے میں شک لاحق ہو تو آپ اس عضو کو دھو لیں اور اگر غسل سے فارغ ہونے کے بعد شک ہو کہ فلاں عضو کو دھویا ہے یا نہیں تو اس شک کی پرواہ نہ کریں۔

بیٹا :- غسل جنابت، حیض، نفاس، استحاضہ، میت اور مس میت یہ سب واجب ہیں۔ اس گفتگو میں آپ نے ایک دفعہ غسل جمعہ کا نام بھی لیا ہے کیا اس کے علاوہ کچھ اور غسل بھی ہیں جن کا تذکرہ آپ نے نہیں کیا۔

باپ :- ہاں اور بہت سے غسل ہیں لیکن وہ مستحب ہیں۔ ان میں سے کچھ کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) غسل جمعہ جو سنت موکدہ ہے۔اس کا وقت جمعہ کے دن طلوع فجر سے ظہر تک ہے لیکن زوال کے بعد بھی قضاء کی نیت سے بجا لایا جا سکتا ہے۔

(۲) عید الفطر کی رات کا غسل۔

(۳) عیدالفطر و اضحیٰ کے دن کا غسل - ان دونوں کا وقت طلوع فجر سے ظہر تک ہے۔

(۴) ماہ رمضان کی پہلی تاریخ دن سترھویں، انیسویں، اکیسویں اور تیسویں رات کا غسل مستحب ہے۔

(۵) ولادت کے بعد نومولود کا غسل۔

اس کے علاوہ بہت سے مستحب غسل ہیں جن کے ذکر کی اس مختصر بحث میں گنجائش نہیں۔

بیٹا :- میرا ایک سوال باقی رہ گیا ہے کہ غسل کرنے کے بعد کچھ مادہ منویہ خارج ہو جائے تو؟

باپ :- آپ پر دوبارہ غسل واجب ہو گا حتی کہ اگر منی شہوت اور بغیر چھیڑ چھاڑ کے نکلے اسی طرح جب آپ نے جنابت کے بعد غسل سے پہلے استبرا نہ کیا ہو۔ اور منی نکل آئے تو بھی دوبارہ غسل واجب ہو گا۔ یا اس صورت کے علاوہ کسی صورت میں جب آپ کو یقین ہو کہ یہ منی ہے۔

تیمم

میرے والد محترم نے فرمایا! آج ہماری گفتگو تیمم سے متعلق ہوگی۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ لفظ "تیمم" میرے لئے اجنبی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو مانوس اور ذہن میں پہلے سے موجود ہے۔ لیکن میں اس کی موجودگی کا سبب بیان نہیں کر سکتا' نہ ہی اس کی شرینی اور عطر جیسی خوشبو کی وجہ بیان کر سکتا ہوں۔

گفتگو کے دن اس لفظ سے الفت کا عقدہ کھلا۔ چنانچہ تیمم کا لفظ میں نے سب سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے پڑھا یا کسی مشہور قاری کی آواز میں سنا تھا۔ میرے والد نے مجھے ہر روز تلاوت قرآن کا عادی بنایا ہے۔ اور یہی میرا معمول ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت میرے منہ کو پاک' دل کو منور اور ذہن کو نورانی خوشبو سے معطر کرتی ہے۔ میں اس میں غور و فکر کرکے اپنی زندگی کو قرآنی ہدایت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام اصولوں کی رہنمائی اسی سے لیتا ہوں۔ اس لفظ کے "مانوس" ہونے کے باوجود اس آیت قرآنیہ کو یاد نہ کر سکا جس کے ضمن میں یہ لفظ آیا ہوا ہے۔ نہ ہی مجھے وہ سورت معلوم تھی کہ جس میں یہ آیت ہے۔اسی لئے میں نے آج کی گفتگو اسی سوال سے شروع کی۔

بیٹا :۔ ابا جان! میں نے اس سورت کا نام یاد کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس میں لفظ "تیمم" آیا ہے لیکن میری یادداشت نے میرا ساتھ نہیں دیا۔

باپ :۔ وہ سورہ نساء میں ہے۔ ارشاد پروردگار ہے و ان کنتم مرضٰی او علی سفر او جاء احدمنکم من الغائط او لامستم النساء فلم تجد وا ماء فتیمموا سعیدا" طیبًا فا مسحوا بوجوھکم و ایدیکم ان اللہ عفوًا غفورًا

اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو۔ یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہے یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو پھر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو چنانچہ تم اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرو بے شک اللہ درگذر کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ آیت نے تین چیزوں کو بیان کیا ہے کہ کب؟ کس کیساتھ؟ اور کیسے تیمم کیا جائے؟

ہم ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ ذکر کریں گے۔

بیٹا :۔ پدرگرامی میں تیمم کب کروں؟

باپ :۔ درج ذیل مواقع پر غسل یا وضو کے بدلے تیمم کریں۔

(۱) جب آپ کے پاس اتنا پانی نہ ہو کہ جس سے وضو یا غسل کیا جا سکتا ہو۔ دونوں میں سے ہر ایک کے لئے اس کے حساب سے پانی کافی نہ ہو۔

(۲) پانی موجود ہو لیکن اس کا استعمال حرام ہو۔ مثلاً غصبی پانی۔

(۳) اگر آپ کو اپنے پیاس میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا اس شخص کے پیاس میں مبتلا ہو جانے کا ڈر ہو جو آپ کے متعلقین میں سے ہے۔ جیسے اہل خانہ حتی کہ اگر آپ کو کسی حیوان کے پیاس میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ بھی ہو کہ جس کی حفاظت آپ پر واجب ہے تو بھی تیمم کرے۔

(۴) جب پانی کا استعمال وضو یا غسل کے علاوہ کسی اور کام میں واجب ہو جیسے مسجد کا پاک کرنا نماز کے لئے بدن یا کپڑے کا پاک کرنا یا کوئی ایسا جاندار موجود ہو جس کی جان کا بچانا واجب ہو تو اس صورت میں بھی تیمم کریں۔

(۵) اگر آپ کو پانی کے استعمال کرنے سے کوئی عیب یا مرض پیدا ہونے یا موجودہ مرض کے طوالانی یا شدید ہو جانے یا علاج معالجہ میں دشواری پیدا ہونے کا خوف ہو اور آپ کے لئے جبیرہ پر مسح کرنا بھی ممکن نہ ہو۔

بیٹا :- جبیرہ کیا ہے؟

باپ :- اس سے متعلق تفصیل آئندہ مکالمے میں بتاؤں گا۔

بیٹا :- یہ تو پتہ چل گیا کہ مجھے کن مواقع پر تیمم کرنا ہے۔ لیکن میں کس چیز پر تیمم کروں؟

باپ :- زمین کی ہر قسم پر تیمم کر سکتے ہیں وہ چاہے مٹی ہو یا ریت۔ پتھر ہو یا سنگریزے یا چٹان، گچ اور سیمنٹ وغیرہ کی جو قسم بھی ہو مگر شرط یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں پاک ہوں اور غصبی نہ ہوں۔

بیٹا :- میں کس طرح تیمم کروں؟

باپ :- ابھی میں آپ کے سامنے تیمم کرتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے۔

بیٹا :- میرے والد نے یہ فرمایا اور شروع ہو گئے۔ اپنی انگوٹھی کو اتارا اور اپنے ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیوں کو ایک ہی دفعہ اکٹھے زمین پر مارا اور ان دونوں کو جوڑ لیا۔ (جس طرح قنوت میں ہاتھ بلند کئے جاتے ہیں) تاکہ ان سے اپنی پیشانی کا مسح کریں۔ اور پیشانی کا مسح کیا۔ پھر اپنے بائیں ہتھیلی سے اپنے داہنے ہاتھ کی پشت پر کلائی سے لے کر انگلیوں کے سرے تک مسح کیا۔ اسی طرح دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کی پشت پر کلائی سے انگلیوں کے سرے تک مسح کیا۔

بیٹا :- اچھا تو اتنی سادگی اور جلدی سے تیمم ختم ہو گیا۔

باپ :- فقط تیمم میں ہی آسانی اور سہولت نہیں، اللہ تعالیٰ نے پوری شریعت میں آسانی اور سہولت رکھی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اللہ تعالیٰ آپ کو سہولت دینا چاہتا ہے آپ کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتا۔

بیٹا :- کیا تیمم کے صحیح ہونے کے بھی کچھ شرائط ہیں؟

باپ ہاں اور وہ یہ ہیں۔

"شرائط تیمم"

(۱) جب آپ کے لئے وضو یا غسل کرنا ممکن نہ ہو۔ جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

(۲) آپ تیمم میں تقرب الٰہی کی نیت کریں۔ لہٰذا جب آپ کو معلوم ہو کہ جس چیز پر تیمم کیا جا رہا ہے وہ غصبی ہے تو تیمم صحیح نہ ہوگا۔ (غصبی چیز پر تقرب الٰہی متحقق نہیں ہوتا)

(۳) جس چیز پر آپ تیمم کر رہے ہیں وہ پاک ہو اور اس کے ساتھ ایسی چیز ملی ہوئی بھی نہ ہو کہ جس پر تیمم کرنا صحیح نہیں ہے جیسے راکھ وغیرہ۔ (☆ جیسا کہ واجب ہے تیمم کے اعضاء تیمم کے وقت پاک ہوں ☆)

(۴) پیشانی کو اوپر سے نیچے کی طرف مسح کریں۔

(۵) حتی الامکان تیمم خود کریں۔

(۶) (☆ اگر آپ نماز کے لئے تیمم کرنا چاہتے ہیں تو اس نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد تیمم کریں ☆)

(۷) (☆ افعال تیمم میں وقفہ نہ کریں اور انہیں پے در پے بجا لائیں ☆)

(۸) اعضاء تیمم پر مسح سے کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے۔ مثلاً (سلوشن ٹیپ)

(۹) پہلے پیشانی پھر دائیں ہاتھ کی پشت اور پھر بائیں ہاتھ کی پشت کا مسح کریں۔ یعنی ترتیب کا لحاظ رکھیں۔

بیٹا :۔ پانی کا استعمال میرے لئے نقصان دہ ہے۔ میں نہ غسل کر سکتا ہوں نہ وضو، لیکن مجھے یقین ہے کہ آخر وقت میں میرا عذر برطرف ہو جائے گا۔ اور میں وضو یا غسل کر سکوں گا۔ تو فرمائیں کہ کیا مجھے اس وقت (اول وقت میں) تیمم سے نماز پڑھ لینی چاہئے یا آخر وقت تک عذر کے برطرف ہونے کا انتظار

کرنا چاہئے؟

باپ :- تمہیں آخر وقت کا انتظار کرنا چاہئے۔ آخر وقت میں اگر غسل واجب ہے تو غسل کریں اور اگر وضو واجب ہے تو وضو کرکے نماز ادا کریں۔

بیٹا :- کسی مرض کی وجہ سے پانی کا استعمال میرے لئے ممنوع تھا۔ چنانچہ میں نے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی پھر میں ڈاکٹر کے پاس گیا۔ تو اس نے پانی کے استعمال کی اجازت دے دی۔ جبکہ نماز کا وقت ابھی باقی ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

باپ :- اگر نماز کا وقت باقی ہے تو غسل یا وضو کرکے اس نماز کو دوبارہ پڑھیں۔!

بیٹا :- کسی مرض کے سبب ڈاکٹر نے میرے لئے چند دن پانی کا استعمال روک دیا۔ میں تیمم کرکے نماز پڑھتا رہا۔ تندرست ہونے کے بعد ڈاکٹر نے پانی کے استعمال کی اجازت دے دی تو گذشتہ دنوں کی نمازوں کا کیا حکم ہوگا؟

باپ :- وہ نمازیں درست ہیں دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

بیٹا :- میں نے ایک نماز کے لئے تیمم کیا اور وہ پڑھی۔ پھر دوسری نماز کا وقت آگیا۔ ابھی تک میرا عذر باقی ہے تو کیا مجھے نئی نماز کے لئے ایک اور تیمم کرنا ہوگا یا اسی تیمم سے اس نماز کو بھی بجا لا سکتا ہوں۔

باپ :- اگر آپ کا پہلا تیمم باقی ہے اور عذر بھی موجود ہے تو دوبارہ تیمم کی ضرورت نہیں۔

بیٹا :- اگر میں غسل جنابت کے بدلے تیمم کروں تو کیا نماز کے لئے وضو بھی کرنا ہوگا؟

باپ :- نہیں! یہی وضو اور غسل کے لئے کافی ہے۔

بیٹا :- میں نے غسل کے بدلے تیمم کیا - اور پھر بیت الخلاء چلا گیا یا سو گیا

تو کیا مجھے دوبارہ وضو کے بدلے تیمم کرنا ہوگا یا غسل کے بدلے میں۔

باپ :۔ اگر آپ وضو کر سکتے ہیں تو وضو کریں ورنہ وضو کے بدلے تیمم کریں۔

بیٹا :۔ بائیں ہاتھ کی پشت پر مسح کرتے وقت اگر پیشانی یا دائیں ہاتھ کے مسح میں شک ہو جائے تو ؟

باپ :۔ اس شک کی کوئی پرواہ نہ کریں۔

بیٹا :۔ اگر تیمم کرنے کے بعد شک ہو تو؟

باپ :۔ اس کی بھی پرواہ نہ کریں۔

بیٹا :۔ اگر مجھے پانی نہ ملے اور نہ ہی نماز کے وقت کے دوران پانی ملنے کی توقع ہو تو کیا میرے لئے تیمم کرنا جائز ہے؟

باپ :۔ آپ تیمم کر سکتے ہیں۔

بیٹا :۔ اور اگر نماز پڑھ لینے کے بعد مجھے پانی مل جائے اور نماز کا وقت باقی ہو تو کیا وضو کرکے نماز دوبارہ پڑھوں؟

باپ :۔ جو نماز آپ نے تیمم سے پڑھی ہے' اس کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔ لیکن آئندہ نمازوں کے لئے وضو کریں۔

جبیرہ

جب گفتگو کا وقت شروع ہوا تو میں نے والد محترم سے کہا کہ کل آپ نے "جبیرہ" کا تذکرہ کیا تھا اور اس سے متعلق گفتگو کو آج تک کے لئے موخر کر دیا تھا۔

باپ :- ہاں ! اگر آپ کسی زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی یا ورم یا اس کی مثل پر کوئی پٹی وغیرہ باندھ لیں تو اس کو جبیرہ کہتے ہیں۔

بیٹا :- میں جبیرہ کی موجودگی میں غسل، وضو، تیمم کیسے کروں؟

باپ :- اگر آپ کے لئے جبیرہ کو بغیر ضرر کے ہٹانا ممکن ہو تو اس کو علیحدہ کر لیں اگر وہ جگہ دھونے کی ہو تو اس کو دھوئیں اور اگر مسح کی ہو تو اس کا مسح کریں۔

بیٹا :- اگر میرے لئے جبیرہ کا ہٹانا بغیر ضرر کے ممکن نہ ہو تو؟

باپ :- تو پانی جلد تک پہنچائیں خواہ "عضو" کو پانی میں ڈبونے کے ذریعہ ہی ممکن ہو بشرطیکہ پانی آپ کے لئے مضر نہ ہو۔

بیٹا :- پانی کے مضر ہونے کی صورت میں جلد تک پانی نہیں پہنچا سکتا؟

باپ :- جبیرہ کے ارد گرد جسم کو دھو لیں جتنا دھونا ممکن ہو۔ اور جبیرہ کے اوپر تر ہاتھ سے مسح کریں لیکن مندرجہ ذیل کا لحاظ رکھیں۔

۱۔ جبیرہ کے اوپر والا حصہ جس پر آپ تر ہاتھ سے مسح کر رہے ہیں پاک ہونا چاہئے۔ اگرچہ زخم کے ساتھ متصل جبیرہ کا اندرونی حصہ نجس ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ جبیرہ زخم یا ٹوٹی ہوئی جگہ کو معمول سے زیادہ گھیرے ہوئے نہ ہو۔

بیٹا :- اگر جبیرہ کا ظاہری حصہ نجس ہو یا وہ زخم کے حصے کو معمول سے زیادہ گھیرے ہوئے ہو اور اس کا تبدیل یا پاک کرنا ممکن نہ ہو تو؟

باپ اگر جبیرہ معمول سے زیادہ ہو تو (☆ تیمم اور جبیرہ پر وضو کریں ☆) اور اگر جبیرہ کا اوپری حصہ نجس ہو تو (تیمم کریں اور وضو کرتے وقت جبیرہ پر مسح نہ کریں)۔

بیٹا :۔ اگر معمول سے زائد کا ہٹانا ممکن ہو تو؟

باپ :۔ اس کو ہٹا کر اس کے نیچے پانی جلد تک پہنچائیں۔

۳۔ جبیرہ غصبی نہ ہو۔

بیٹا :۔ اگر جبیرہ میرے چہرے یا ایک ہاتھ کو گھیرے ہوئے ہو تو میں انہیں وضو میں کیسے دھوؤں؟

باپ :۔ جبیرہ پر مسح کر کے وضو کریں۔

بیٹا :۔ اگر جبیرہ سر کے مسح کی پوری جگہ کو گھیرے ہو یا میرے پورے ایک پاؤں کو جبیرہ گھیرے ہوئے ہو تو وضو کرتے ہوئے کس طرح مسح کروں؟۔

باپ جبیرہ کے اوپر مسح کریں۔

بیٹا :۔ اگر میرے چہرے یا بازو پر کھلا زخم یا پھوڑا ہو جس پر پٹی نہ باندھی گئی ہو اور ڈاکٹر نے اس تک پانی پہنچانے سے بھی منع کیا ہو۔ تو میں وضو کیسے کروں؟

باپ :۔ زخم یا پھوڑے کے ارد گرد حصہ کو دھو لیں۔ اور خود اس جگہ کو چھوڑ دیں۔

بیٹا :۔ اگر چہرے یا بازو میں فریکچر ہو اور اس پر جبیرہ نہ ہو اور پانی بھی اس کے لئے مضر ہو تو اس صورت میں وضو کیسے کروں؟

باپ وضو کریں اور اس کے اردگرد کو دھو لیں۔

بیٹا :۔ مسح کی جگہ پر زخم ہو جس پر پٹی نہ ہو اور پانی اس کے لئے مضر ہو تو

مسح کیسے کروں۔

باپ :۔ اگر ممکن ہو تو اس پر مسح کریں (☆ ورنہ کپڑے وغیرہ کا ٹکڑا اس پر رکھ کر مسح کریں ☆)۔

بیٹا :۔ میرے جسم میں زخم یا پھوڑا ہو اور مجھے غسل کرنا ہو تو کیسے کروں؟

باپ زخم یا پھوڑے کی جگہ کو چھوڑ کر آس پاس کی جگہ دھولیں۔

بیٹا :۔ جب میرے جسم میں کوئی فریکچر ہو جس پر پلاسٹر وغیرہ نہ ہو تو میں غسل کیسے کروں؟

باپ :۔ اس کے اردگرد کو دھولیں۔

نماز

ہماری بحث نماز تک پہنچی تو میرے باپ نے کہا اور نماز .... حدیث شریف میں آیا ہے نماز دین کا ستون ہے۔اگر یہ قبول ہو گئی تو سارے اعمال قبول ہو جائیں گے اور اگر یہ رد ہو گئی تو سارے اعمال رد ہو جائیں گے۔

مزید فرمایا۔ یہ نماز خالق اور مخلوق کے درمیان معین اوقات میں ملاقات ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنے بندوں کو اس ملاقات کے اوقات' طریقے' صورت اور کیفیت سے آگاہ کیا ہے۔ آپ ان اوقات میں اپنے رب کے سامنے اپنے عقل و دل اور اعضاء کے ساتھ متوجہ ہو کر اس کے حضور میں کھڑے ہوں۔ اور پورے اخلاص سے توجہ کے اس کی طرف اس طرح متوجہ ہوں گویا کہ آپ اپنے رب سے گفتگو اور سرگوشی کر رہے ہیں آپ کے ذہن اور دل کی پاکیزگی کی خاص کیفیت ہونی چاہیے۔ اس دوران آپ پاک و صاف روح کے ساتھ تسبیح خدا کی حرارت قلبی' محبت' سعادت' لذت وصال اور لقاء اللہ کا لطف اٹھا رہے ہوتے ہیں۔

اپنے عظیم مالک و خالق' روف و رحیم' سمیع و بصیر خالق کے سامنے ایسی کیفیت کا طاری ہونا ایک طبعی بات ہے۔

حضرت امیرالمومنینؑ عبادت پروردگار میں اس قدر منہمک ہوتے تھے کہ ایک دفعہ معرکہ صفین میں آپ کے پاؤں میں تیر لگا تو اس کو نکالنے کے لئے مناجات کے وقت کا انتظار کیا گیا۔ جب آپ مناجات میں مشغول تھے تیر نکال لیا گیا اور آپ جسمانی تکلیف کی طرف متوجہ تک نہ ہوئے۔

امام زین العابدین علیہ السلام جب نماز کے لئے وضو کرتے تھے تو ان کا رنگ زرد ہو جاتا تھا چنانچہ اہل خانہ پوچھتے کہ آپ کی یہ حالت کیوں ہو جاتی ہے تو فرماتے کیا تم

جانتے ہو کہ میں کس ذات کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں اور جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ ایک شخص کے پوچھنے پر فرمایا۔ میں چاہتا ہوں اپنے رب کے حضور کھڑا ہونا اور اس سے مناجات کرنا چاہتا ہوں اس لئے میری یہ حالت ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو گریہ فرماتے اور اعضاء پر لرزہ طاری ہو جاتا اور دل خشیت خدا سے کانپنے لگتا۔ جب ہارون الرشید نے بغیر کسی جرم کے آپ کو جیل میں ڈال دیا۔ آپ نے جیل میں اللہ کی عبادت پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے رب میں ہمیشہ تجھ سے سوال کرتا تھا تو مجھے اپنی عبادت کے لئے فرصت عطا فرما' تو نے میری دعا قبول کی اور میں اس احسان پر تیری حمد کرتا ہوں۔

میرے والد نے اس کے بعد فرمایا!

انسان کا اپنے خالق' مالک' بادشاہ' غالب ذات کے ساتھ جو باطنی لگاؤ' تعلق اور ارتباط ہے اس کی ظاہری صورت نماز ہے۔ چنانچہ جب آپ اللہ اکبر کہتے ہیں تو گویا یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ اب دنیاوی تمام امور و معاملات' حالات سے منحرف ہو کر میں اس ذات سے ارتباط پیدا کر رہا ہوں' پوری کائنات جس کے سامنے مطیع ہے اور وہ ہر چیز پر غالب اور ہر ہستی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ پھر سورہ الحمد پڑھتے ہوئے۔ ایاکَ نعبد و ایاکَ نستعین کہتے ہیں۔ استعانت کا قادر مطلق میں منحصر ہونے کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ اپنے رب کے حضور خشوع و خضوع' اطاعت و بندگی کے عملی ثبوت کے لئے دن میں پانچ مرتبہ صبح' ظہر' عصر' مغرب و عشاء کو حاضر ہوتے ہیں اور آپ چاہیں تو مستحبی نمازوں کا اس پر اضافہ بھی کر سکتے ہیں۔

بیٹا :- اس کا معنی یہ ہے کہ نمازیں واجب بھی ہیں اور مستحب بھی؟

باپ :- ہاں کچھ نمازیں واجب ہیں اور کچھ مستحب۔

بیٹا :- واجب نمازیں تو مجھے معلوم ہیں جو ہم ہر روز صبح، ظہر، عصر، مغرب و عشاء کو ادا کرتے ہیں۔

باپ :- فقط یہی واجب نمازیں نہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی کچھ واجب نمازیں ہیں۔

۱- نماز آیات

۲- طواف واجب کی نماز

۳- نماز جنازہ

۴- میت کی قضا نمازیں کہ جن کو میت زندگی میں بجا لانا چاہتا تھا لیکن نہ بجا لا سکا وہ مرد وارثوں پر واجب ہیں۔

۵- نذر، قسم وغیرہ سے واجب نمازیں۔ ان سب کی تفصیل میں عنقریب بیان کروں گا۔

بیٹا :- تو آج آپ اپنی بات کا آغاز نماز یومیہ سے کریں گے۔

باپ :- ہاں مگر پہلے نماز یومیہ کے پانچ شرائط بیان کرتا ہوں۔ (۱) وقت نماز، (۲) قبلہ، (۳) نماز پڑھنے کی جگہ، (۴) نمازی کا لباس، (۵) نماز میں طہارت۔

بیٹا :- آپ نماز کے وقت سے ابتدا کریں گے۔

باپ :- ہاں میں سب سے پہلے نماز کے وقت کو بیان کرتا ہوں۔

(۱) نماز کا وقت

یومیہ نمازوں میں سے ہر نماز کے لئے ایک معین وقت ہے جس کو اسی وقت کے اندر ادا کرنا ضروری ہے۔ نماز صبح کا وقت۔ طلوع فجر سے طلوع شمس تک۔ نماز ظہر و عصر کا وقت۔ زوال شمس سے غروب شمس تک ہے۔ مگر یہ کہ زوال کا اول وقت ظہر سے مختص ہے اور غروب سے پہلے کا عصر سے مختص ہے۔

بیٹا :- زوال کی شناخت کیا ہے؟ جس سے ظہرین کا وقت شروع ہوتا ہے۔

باپ :- یہ طلوع شمس اور غروب شمس کے درمیان کا وقت ہے۔مغرب اور عشاء کا وقت۔ اول غروب سے لے کر نصف رات تک ہے مگر یہ کہ غروب کے بعد اول وقت مغرب کے ساتھ اور نصف اللیل سے پہلے آخری وقت عشاء کے ساتھ مختص ہو گا۔ اگر آپ غروب الشمس کے وقت کو نہ پہچانتے ہوں تو مشرق کی سرخی کے زوال کو غروب شمس کی علامت قرار دیں۔

بیٹا :- مشرق کی سرخی سے کیا مراد ہے؟

باپ :- سورج کے غروب ہونے کے بعد مشرق کی جانب آسمان پر ایک سرخی ہوتی ہے جو عام طور پر سورج کے غروب ہونے کے تقریباً بارہ منٹ بعد زائل ہو جاتی ہے۔

بیٹا :- میں نصف شب کیسے معلوم کروں؟ جہاں عشاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

باپ :- یہ طلوع فجر اور غروب شمس کے درمیان کا وقت ہوتا ہے۔

بیٹا :- اگر نصف شب تک میں نماز مغرب و عشاء نہ پڑھ سکوں تو؟

باپ :- آپ اسے قضا یا ادا کا قصد کئے بغیر فجر سے پہلے پڑھ سکتے ہیں۔ (☆ اگرچہ عمداً نصف شب تک تاخیر کی ہو ☆) یہ جانتے ہوئے کہ بغیر کسی وجہ کے نصف شب تک تاخیر کرنا حرام ہے۔ آپ کو نماز شروع کرنے سے پہلے اس بات کا یقین کر لینا چاہئے کہ نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے چاہے وہ نماز فجر، ظہر، عصر، مغرب یا عشاء کی ہو۔

(۲) قبلہ

آپ پر واجب ہے کہ نماز قبلہ رخ ہو کر پڑھیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ قبلہ مکہ مکرمہ میں کعبہ شریف کو کہتے ہیں۔

بیٹا :- اگر قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو؟

باپ :- جس سمت کی طرف قبلہ ہونے کا گمان ہو اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔

بیٹا :- اگر کسی سمت کی طرف گمان نہ ہو تو؟

باپ :- تو جس طرف قبلہ ہونے کا احتمال ہے ' اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔

بیٹا :- سمت قبلہ کا یقین کر کے ایک طرف نماز پڑھتا ہوں پھر پتہ چلتا ہے کہ اس طرف قبلہ نہیں ہے تو؟

باپ :- اگر انحراف دائیں یا بائیں سمت کے اندر ہو تو نماز درست ہے اور اگر دائیں یا بائیں سمت کی طرف یا بالکل مخالف سمت میں منہ کر کے نماز پڑھی ہو اور ابھی نماز کا وقت موجود ہو تو اپنی نماز کا اعادہ کریں۔

(۳) آپ پر واجب ہے کہ نماز کی جگہ غصبی نہ ہو۔ عمداً" غصبی جگہ پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ وہ مکان' جگہ' دری' قالین وغیرہ جس کا خمس و زکوٰۃ واجب ہونے کے باوجود ادا نہ کیا گیا ہو غصبی شمار ہوں گے۔ میں خمس و زکوٰۃ کی تفصیل بعد میں بیان کروں گا۔ چلتے چلتے اس کی طرف اشارہ کرتا جاؤں تاکہ کوئی شخص غفلت و لاپرواہی کا شکار نہ ہو جائے۔ خمس و زکوٰۃ ادا نہ کر کے لوگ غفلت کرتے ہیں اور حدود الٰہی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے مال میں اللہ کے حق کو روک لیتے ہیں۔

بیٹا :- جگہ غصبی نہیں ہے لیکن دری' قالین وغیرہ غصبی ہو تو۔

باپ :- جان بوجھ کر اس پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہو گا۔

میرے والد صاحب نے مزید فرمایا۔ کہ تمہارے سجدے کی جگہ کا پاک ہونا واجب ہے۔

بیٹا :- سجدہ کی جگہ سے آپ کی مراد پیشانی رکھنے کی جگہ ہے؟

باپ :- ہاں- فقط سجدے والی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے-

بیٹا :- سجدے کے علاوہ پاؤں رکھنے کی جگہ یا جس جگہ پورا جسم لگتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

باپ :- اس میں طہارت شرط نہیں ہے- بشرطیکہ وہ جگہ خشک ہو اور وہاں کی نجاست تمہارے جسم کو آلودہ نہ کرے-

نماز کی جگہ سے متعلق چند چیزیں باقی ہیں میں ان کو بیان کرتا ہوں-

(۱) کسی معصومؑ کی قبر کی طرف پشت کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں-

(۲) مرد و عورت کا برابر یا عورت کا آگے ہو کے نماز پڑھنا مکروہ ہے- لیکن نماز صحیح ہے-

(۳) نماز مسجد میں مستحب ہے تمام مساجد سے افضل مسجدالحرام ہے اس کے بعد مسجد نبویؐ پھر مسجد کوفہ اور مسجد اقصیٰ اسی طرح آئمہ معصومینؑ علیہم السلام کے روضہ ہائے مبارکہ میں نماز مستحب ہے-

(۴) عورت کے لئے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے-

"نمازی کا لباس"

اس میں چند شرطیں ہیں-

(۱) لباس پاک ہو-

(۲) مباح ہو یعنی غصبی نہ ہو-

(۳) لباس- ناپاک مردار کے ان اعضاء سے نہ ہو جن میں زندگی ہوتی ہے- جیسے غیر شرطی طریقے پر ذبح کئے گئے حیوان کی کھال سے بنا ہوا لباس-

بیٹا: پاک مردار کیا حکم رکھتا ہے؟

باپ: اگر وہ جلد رکھنے والا ہے- (☆ تو اس کی جلد اور اس کے اجزاء میں

نماز نہ پڑھیں ☆) اور اگر اس کی جلد نہ ہو تو اس کے اجزاء میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بیٹا :- چمڑے کی پٹی (بیلٹ) جو کسی کافر سے لی گئی ہو یا چمڑے کی مصنوعات جو بلاد کفار میں تیار کی گئی ہوں ان کا حکم کیا ہے؟

باپ :- ان میں نماز صحیح نہیں ہے۔

بیٹا :- جب مجھے یقین نہ ہو کہ یہ کمربند قدرتی کھال سے بنا ہوا ہے یا مصنوعی کھال سے تو؟۔

باپ :- اس میں نماز جائز ہے حتیٰ کہ اگر آپ نے کافر کے ہاتھ سے بھی لی ہو یا غیر مسلم ممالک میں تیار کی گئی ہو۔

(۴) نمازی کا لباس حرام گوشت حیوانات کے چمڑے سے بنا ہوا نہ ہو۔ اس میں کوئی فرق نہیں وہ حرام گوشت حیوان خون جہندہ رکھتا ہو (☆ یا خون جہندہ نہ رکھتا ہو حتی کہ اس کے بالوں سے بنے ہوئے لباس میں بھی نماز جائز نہیں ☆)

(۵) مرد کے لئے خالص ریشم کا لباس نہ ہو۔ لیکن عورتوں کے لئے خالص ریشم میں بھی نماز جائز ہے۔

(۶) مرد کے لئے خالص یا ملاوٹ والے سونے سے بنا ہوا لباس نہ ہو۔

بیٹا :- کیا مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی میں نماز ہو سکتی ہے؟

باپ :- سونے کی انگوٹھی میں مرد کی نماز صحیح نہیں ہے۔ سونا مردوں کے لئے کلی طور پر حرام ہے۔

بیٹا :- کیا نماز کے علاوہ بھی سونا پہننا حرام ہے۔

باپ :- ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ مرد کے لئے۔

بیٹا :- کیا مرد کے لئے سونے کے دانت لگوانا یا سونے کا تمغہ پہننا جائز ہے۔

باپ :- جب سونے کے دانت سامنے ہوں اور خوبصورتی کے لئے لگائے گئے ہوں تو (☆ مردوں پر حرام ہیں اور ان کی نماز بھی باطل ہے ☆)

بیٹا :- جب کسی شخص کو معلوم نہ ہو کہ اس کی انگوٹھی سونے کی ہے اور اس میں نماز پڑھ لے یا معلوم ہو کہ انگوٹھی سونے کی ہے لیکن نماز کے وقت بھول جائے اور نماز ختم کرنے کے بعد یاد آئے تو؟

باپ :- اس کی نماز صحیح ہے۔

بیٹا :- عورتوں کا کیا حکم ہے؟

باپ :- عورتوں کے لئے سونا پہننا بھی جائز اور اس میں نماز بھی صحیح ہے۔ نمازی کی نماز میں ایک اہم چیز باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ نمازی مرد کے لئے نماز میں اپنی شرمگاہ کو چھپانا واجب ہے عضو تناسل' خصتین' پاخانہ کا مقام۔ عورت پر نماز کی حالت میں بالوں سمیت پورے جسم کو چھپانا واجب ہے اگرچہ وہ تنہا ہو اور اس کو دیکھنے والا کوئی نہ ہو البتہ چہرے کا چھپانا واجب نہیں بالوں کے اگنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی تک اسی طرح ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کا چھپانا بھی واجب نہیں۔

یہ تھے شرائط نماز۔

رہ گئی نماز تو اسے میں تمہارے سامنے متعدد اجزاء میں تقسیم کر کے بیان کرتا ہوں۔

وہ اجزاء نیت' تکبیرۃ الاحرام' قرات' رکوع' سجود' تشہد اور سلام ہیں۔

بیٹا :- آپ نے اذان و اقامت سے آغاز کیوں نہیں کیا؟

باپ :- نماز یومیہ کے لئے اذان و اقامت مستحبات موکدہ میں سے ہے بہتر ہے کہ نمازی اذان و اقامت کہے لیکن نمازی کے لئے ان کا ترک کرنا جائز ہے۔

میں آرزو کرتا ہوں کہ آپ اذان و اقامت کو ترک کر کے ثواب سے محروم نہ رہیں گے۔

بیٹا :۔ میں اذان کیسے کہوں؟

باپ :۔ آپ چار مرتبہ اللّٰہ اکبر دو مرتبہ اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ دو مرتبہ اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ دو مرتبہ اشھد ان علیاً ولی اللّٰہ (شہادت ولایت علی ابن ابی طالب رسالت کی شہادت کی تکمیل اور پسندیدہ عمل ہے لیکن جزو اذان نہیں) دو مرتبہ حی علی الصلٰوۃ۔ دو مرتبہ حی علی الفلاح۔ دو مرتبہ حی علی خیر العمل۔ دو مرتبہ اللّٰہ اکبر۔ دو مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ۔

بیٹا :۔ اقامت کیسے کہوں؟

باپ :۔ دو بار اللّٰہ اکبر دو بار لا الہ الا اللّٰہ دو بار اشھدان محمداً رسول اللّٰہ دو بار اشھد ان علیاً ولی اللّٰہ دو بار حی علی الصلٰوۃ دو بار حی علی الفلاح دو بار حی علی خیر العمل دو بار قد قامت الصلٰوۃ دو بار اللّٰہ اکبر ایک بار لا الہ الا اللّٰہ۔

(ا) نیت نماز

بیٹا :۔ تو کیا نماز کا پہلا جز نیت ہے؟

باپ :۔ ہاں۔

بیٹا :۔ نیت کیا ہوتی ہے؟

باپ :۔ آپ کا نماز میں قصد یہ ہو کہ نماز پڑھنے کی وجہ اور سبب قربت خدا ہے نہ کسی شخص کے خوف' نہ یہ غرض ہے کہ کوئی تعریف کرے۔

بیٹا :۔ کیا نیت کے لئے کوئی مخصوص الفاظ ہیں۔

باپ :۔ ہرگز نہیں نیت کا تعلق انسان کے دل سے ہے زبان سے نہیں اسی

لئے نیت کے لئے کوئی خاص لفظ نہیں ہے پس آپ دل میں ارادہ کریں کہ یہ نماز تقرب خدا کے لئے ہے۔

(۲) تکبیرۃ الاحرام

بیٹا :- میں تکبیرۃالاحرام کیسے کہوں؟

باپ :- قبلہ رخ دونوں پاؤں پر سیدھے کھڑے ہو کر (☆ بغیر حرکت کے ☆) "اللہ اکبر" اس انداز سے کیں کہ اکبر کے ہمزہ کی آواز واضح ہو نہ اس طرح کہ اللہ اکبر کو "اللہ و اکبر" پڑھیں جس طرح اکثر لوگ پڑھتے ہیں (☆ "اللہ اکبر" کہنے کے بعد تھوڑا خاموش ہو جائیں ☆) اور پھر سورۃ الحمد کو شروع کریں۔

بیٹا :- اگر میں کسی بیماری کی وجہ سے دونوں پاؤں پر سیدھا کھڑا نہ ہو سکوں تو کیسے تکبیر کہوں؟

باپ :- قبلہ رخ بیٹھ کر تکبیرۃ الاحرام کہیں اور یہ ممکن نہ ہو تو دائیں کروٹ لیٹ کر تکبیر کہیں اور رخ قبلہ کی طرف ہو۔

بیٹا :- اگر یہ بھی میرے لئے ممکن نہ ہو تو؟

باپ :- تو قبلہ کی طرف رخ کر کے بائیں جانب لیٹ کر تکبیرۃ الاحرام کہیں۔

بیٹا :- اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو چت لیٹ کر تکبیرۃ الاحرام کہیں اور پاؤں قبلہ کی طرف ہوں جس طرح میت کو غسل دیتے وقت لٹایا جاتا ہے

نوٹ - نماز میں تکبیرۃ الاحرام کے وقت قیام (بشرط امکان) اور قرائت سے رکوع میں جانے سے قبل قیام واجب رکنی ہے جبکہ قرائت کے وقت اور رکوع کے بعد قیام واجب غیر رکنی ہے۔ (مترجم)

(۳) قرات

تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورہ حمد اور اس کے بعد ایک اور مکمل سورۃ پڑھیں لیکن دوسری سورت واجب سجدہ والی سورت نہیں ہونی چاہئے

قرات صحیح ہونی چاہیے نیز بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ہر سورت سے پہلے تعین کے قصد سے پڑھنا واجب ہے نہ جزئیت کے قصد سے اگر آپ نے ایک سورت پڑھنے کے لیے بسم اللہ پڑھی تو اب آپ کے لئے جائز نہیں کہ اور سورت پڑھنا شروع کر دیں مگر یہ کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم دوبارہ پڑھیں تو جائز ہے

بیٹا :- اگر سورۃ حمد پڑھنے کے بعد دوسری سورت کے پڑھنے کا وقت نہ ہو تو؟

باپ :- دوسری سورت کو چھوڑ دیں اور فقط الحمد پڑھیں یہ اس وقت بھی کر سکتے ہیں کہ جب کسی بیماری کی وجہ یا خوف یا ھنگامی ضرورت کے لیے جلدی ہو (☆ یا دوسری سورت کا پڑھنا آپ کے لئے مشقت کا باعث ہو ☆) تو دوسری سورت چھوڑ سکتے ہیں

بیٹا :- میں دونوں سورتیں (حمد اور اس کے بعد والی سورت) کیسے پڑھوں؟

باپ :- صبح مغرب اور عشاء کی نمازیں مردوں پر ان سورتوں کا بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے جبکہ ظہر وعصر کی نمازوں میں ان دونوں سورتوں کا آہستہ پڑھنا واجب ہے

بیٹا :- عورتوں کے لیے کیا حکم ہے؟

باپ :- ان پر بلند آواز سے پڑھنا واجب نہیں ہے

بیٹا :- اگر میں صبح مغرب و عشاء کی نمازوں میں ان دونوں سورتوں یا ان کے کچھ حصہ کو غلطی سے آہستہ آواز سے پڑھ دیتا ہوں اور ظہر و عصر میں ان کو غلطی سے بلند آواز سے پڑھتا ہوں تو؟

باپ :- آپ کی نماز صحیح ہے

بیٹا :- یہ تو تھا پہلی اور دوسری رکعت کا حکم میں تیسری اور چوتھی میں کیا پڑھوں؟

باپ :- تیسری اور چوتھی رکعت میں آپ کو اختیار ہے چاہیں تو اس میں سورت حمد پڑھیں چاہیں تو تسبیحات اربعہ پڑھیں جو بھی پڑھیں آہستہ آواز میں پڑھیں

بیٹا :- اگر میں تسبیحات اربعہ پڑھنا چاہوں تو کیسے پڑھوں؟

باپ :- آہستہ آواز میں سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الااللّٰہ واللّٰہ اکبر ایک مرتبہ پڑھنا کافی ہے لیکن تین مرتبہ پڑھنا بہتر ہے۔

بیٹا :- قرآت کے بارے میں کوئی اور قابل ذکر بات؟

باپ :- اگر آپ وقف نہ کرنا چاہیں تو ھمزہ وصل کو حذف کر دیں اور ھمزہ قطعی کو ظاہر کریں۔

بیٹا :- ھمزہ وصلی اور قطعی کی مثال دیں۔

باپ :- لفظ اللّٰہ الرحمٰن' الرحیم' اھدنا (ان سب الفاظ کی ابتدا میں ھمزہ وصلی ہے جس کو عام طور پر اردو میں الف کہا جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ ھمزہ ہوتا ہے۔ جبکہ الف اس کو کہتے ہیں جس پر زبر' زیر' پیش نہ ہو۔ اب اگر آپ لفظ "اللہ" سے پہلے بسم لائیں تو بسم اللہ پڑھیں گے اور ھمزہ حذف ہو جائے گا اسی طرح دوسرے الفاظ ہیں) جبکہ ایاکاور انعمت کا ھمزہ قطعی ہے۔ تلفظ میں زبان پر ادا کریں اور یہ حذف نہیں ہو گا پھر؟

بیٹا :- پھر کیا؟

باپ :- اگر آپ سورت حمد کے بعد سورت توحید پڑھنا چاہیں تو ہر آیت پر وقف کریں جیسے قل ھواللّٰہ احد ○ یہاں رک کر پڑھیں اللّٰہ الصمد آخر

تک .....

اگر آپ اپنی قرآت درست کرنا چاہتے ہیں تو اس ضمن میں میری نصیحت یہ ہے کہ آپ کسی ایسے شخص کو نماز سنائیں جو اچھے طریقے پر قرآت جانتا ہو۔ کم از کم سورت حمد اور سورت توحید کی قرآت کو معروف قراء کی قرآت کے مطابق بنائیں ایسے قاری جو قواعد کو عمدہ طریقہ پر جانتے ہیں۔ کسی اچھے قاری کے ساتھ مشق کریں تا کہ قرآت میں غلطیاں دور ہو جائیں اور دونوں سورتوں کو صحیح طور پر پڑھ سکیں نہ یہ کہ جس طرح آپ نے بچپن میں غلط سلط یاد کیا ہوا ہے پڑھتے رہیں اور کئی سال گزر جانے کے بعد معلوم ہو کہ سابقہ نمازوں میں سورتوں کی قرآت درست نہیں تھی۔ آپ کے لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے سے ہی نماز کی قرآت کسی اچھے قاری سے درست کرا لیں۔

(۴) رکوع

باپ :۔ دو سورتیں پڑھنے کے بعد رکوع کرنا واجب ہے۔

بیٹا :۔ میں رکوع کیسے کروں؟

باپ :۔ اتنا جھکیں کہ ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں تک پہنچ جائیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنا جھکیں کہ آپ اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ سکیں۔ (☆ ساکن ہونے کی حالت میں ☆) آپ "سبحان ربی العظیمو بحمدبی" ایک مرتبہ یا سبحان اللّٰہ تین مرتبہ کہیں۔ یا اللہ اکبر تین مرتبہ یا الحمدللہ تین مرتبہ یا اس کے علاوہ کوئی اور ذکر جو اتنی مقدار میں ہو جیسے لا الہ الا اللہ تین مرتبہ۔ پھر رکوع سے سیدھا کھڑا ہونے کے بعد سجدہ کے لئے جھکیں۔

(۵) سجدہ

باپ :۔ ہر رکعت میں دو سجدے واجب ہیں۔

بیٹا :۔ میں سجدہ کیسے کروں؟

باپ :- آپ پیشانی' دونوں گھٹنے اور پاؤں کے انگوٹھے کے سرے زمین پر رکھیں' پیشانی ایسی چیز پر رکھیں جو زمین یا اس سے اگنے والی ہو جو نہ کھائی جاتی ہو نہ پہنی جاتی ہو۔

بیٹا :- وہ کون سی چیزیں ہیں کہ جن پر اس لئے سجدہ جائز نہیں کہ وہ کھائی جاتی ہیں اور پہنی جاتی ہیں۔

باپ :- سبزیاں اور پھل ان پر سجدہ اس لئے جائز نہیں کہ وہ کھائی جاتی ہیں' روئی اور السی پر سجدہ جائز نہیں کیوں کہ ان سے لباس بنا کے پہنا جاتا ہے۔

بیٹا :- تو میں کس چیز پر سجدہ کروں؟

باپ :- آپ مٹی' ریت' سنگریزے' پتھر' گیلی مٹی' پختہ اینٹ' سیمنٹ' لکڑی' اس درخت کے پتے جو کھائے نہیں جاتے' پر سجدہ کریں۔ بھوسہ گھاس وغیرہ پر سجدہ کریں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی چیزیں ہیں۔ آپ گندم' جو' اون' روئی' تارکول اور شیشہ پر سجدہ نہ کریں۔ سب سے افضل مٹی پر سجدہ کرنا ہے اور بہترین مٹی خاک کربلا ہے لہذا سب سے افضل سجدہ خاک کربلا پر ہے۔

بیٹا :- اگر میں کسی مسجد میں جاؤں اور وہاں کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ صحیح ہے تو۔

باپ :- (☆ اپنے کپڑے پر ہی سجدہ کریں جب کپڑا روئی یا السی ہی کا ہو ☆) اگر ایسا کپڑا نہ ہو تو اپنی ہتھیلی کی پشت پر سجدہ کریں۔ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ سجدہ کی جگہ آپ کے کھڑے ہونے اور دوسرے اعضاء سجدہ کی سطح سے برابر ہو۔ چنانچہ سجدہ کا مقام دوسرے اعضاء سجدہ کے مقام سے ہاتھ کی ملی ہوئی چار انگلیوں سے بلند نہیں ہونا چاہئے۔

بیٹا :- میں سجدہ میں ساتوں اعضاء زمین پر رکھنے کے بعد کیا پڑھوں؟

باپ :- آپ سجدہ میں (☆ سکون کا حالت میں ☆) ایک بار (سبحان ربی

الاعلیٰ وبحمدہ) یا تین بار سبحان اللّٰہ یا اللّٰہ اکبر یا الحمد للّٰہ یا اتنی مقدار میں کوئی اور ذکر پڑھیں۔

بیٹا :۔ اگر میں بیماری وغیرہ کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکوں تو؟

باپ :۔ (☆ جس قدر جھک سکتے ہیں جھکیں اور سجدہ گاہ کو اٹھا کر پیشانی کے ساتھ رکھیں اور ذکر پڑھیں ☆)

بیٹا :۔ اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں تو؟

باپ :۔ اپنے سر سے سجدے والی جگہ کی طرف اشارہ کریں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو آنکھوں کے اشارہ سے سجدہ کریں۔

(۶) تشہد

باپ :۔ ہر نماز کی دوسری رکعت اور مغرب کی تیسری رکعت، ظہر و عصر و عشاء کی چوتھی رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد بھی تشہد پڑھنا واجب ہے۔

بیٹا :۔ میں تشہد میں کیا پڑھوں؟

باپ :۔ آپ تشہد میں (☆ مطمئن بیٹھ کر ☆) صحیح عربی زبان میں پڑھیں اشھدان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھدان محمد اعبدہ ورسولہ اللھم صل علی محمدٍ و آل محمد

(۷) سلام

باپ :۔ ہر نماز کی آخری رکعت میں اطمینان و سکون کی حالت میں بیٹھ کر سلام پڑھیں۔

بیٹا :۔ میں کیا پڑھوں؟

باپ :۔ آپ السلام علینا و علی عباداللّٰہ الصالحین یا السلام

علیکم پڑھیں السلام علیکم کے ساتھ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا پڑھنا مستحب ہے۔ دونوں کو اکٹھے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ ان دونوں سے پہلے السلام علیک ایھاالنبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھیں۔

یہ نماز کے اجزاء ہیں جنہیں اسی طرح پے در پے ادا کریں جس طرح میں نے ان کو ترتیب کے ساتھ شمار کیا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ متصل کرتے ہوئے تاکہ ان میں فاصلہ نہ ہو۔

بیٹا :- آپ نے مجھے قنوت سے متعلق کچھ نہیں بتایا حالانکہ آپ خود نماز میں ہاتھ بلند کر کے قنوت پڑھتے ہیں۔

باپ :- قنوت ہر نماز میں مستحب ہے۔ دوسری رکعت میں سورتیں پڑھنے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو بلند کریں اور قنوت پڑھیں۔

بیٹا :- کیا اس کے لئے کوئی معین ذکر ہے؟

باپ :- ہرگز نہیں۔ آپ قرآن مجید کی ایک آیت اور کسی دعا کے ذریعہ اپنے رب سے مناجات کر سکتے ہیں۔

بیٹا :- نماز کے ہر جزء کے انجام دینے کا طریقہ اور اس میں پڑھا جانے والا ذکر میں نے معلوم کر لیا ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ وہ کونسی چیزیں ہیں جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

باپ :- ہاں میں وہ چیزیں شمار کرتا ہوں کہ جن کے واقع ہونے سے آپ کو نماز دوبارہ پڑھنی ہوتی ہے۔

(۱) نماز کا کوئی واجب جزء عمداً" چھوڑ دینا جیسے نیت، تکبیرۃ الاحرام، رکوع، سجود وغیرہ .....

(۲) اختیاری یا اضطراری حالت میں حدث کا صادر ہو جانا۔

(۳) پورے جسم کے ساتھ قبلہ سے سہواً" یا عمداً" پھر جانا۔

بیٹا :- اگر میں فقط چہرے کو قبلہ سے پھیر لوں تو؟

باپ :- اگر عمداً اتنا چہرہ پھیر لیں کہ پیچھے کی طرف دیکھنے لیں تو نماز باطل ہے۔

(۴) نمازی کا جان بوجھ ہنسنا البتہ بغیر آواز کے مسکرانا مبطل نماز نہیں ہے۔

(۵) (☆ نمازی کا جان بوجھ کر امور دنیا کے لئے رونا ☆)جبکہ بغیر آواز کے آنسوؤں کے ساتھ رونا نماز کو باطل نہیں کرتا لیکن آخرت کے لئے رونے میں کوئی حرج نہیں۔

(۶) نمازی جان بوجھ کر نماز کے دوران کلام کرے چاہے اس کا کوئی معنی ہو یا نہ ہو ہاں سلام کا جواب ان ہی الفاظ میں دے سکتا ہے جن الفاظ کے ساتھ کسی نے سلام کیا ہے۔

(۷) نمازی کے لئے نماز کی حالت میں کھانا پینا' تالی بجانا وغیرہ اور ایسا ہر وہ کام جو نماز کی حالت کو بدل دے۔

(۸) تکفیر- ہاتھ باندھنے کو نماز کا جزء سمجھتے ہوئے نماز میں ہاتھ باندھ لینا۔

(۹) سورۃ الحمد کے بعد آمین کہنا۔

اب ہمیں نماز میں شک کے متعلق گفتگو کرنی چاہیے۔

بیٹا :- کیا نماز میں شک' نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

باپ :- ہر قسم کا شک نماز کو باطل نہیں کرتا۔ شک کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) نماز کو باطل کرنے والے شکوک۔ (۲) ایسا شک جس کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔ (۳) ایسا شک جس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ شک سے متعلق کچھ عمومی قواعد میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

(۱) پہلا قاعدہ --- جو شخص اپنی نماز تمام کرنے کے بعد شک کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

بیٹا :- مثال کے طور پر؟

باپ :- صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو شک ہوتا ہے کہ میں نے نماز دو رکعت پڑھی ہے یا کم تو سمجھیں کہ میری نماز صحیح ہے۔

(۲) دوسرا قاعدہ -- جب کوئی شخص نماز کے کسی جزء کے محل و مقام کے گزرنے کے بعد اس میں شک کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

بیٹا :- مثلاً

باپ :- قرات' رکوع' سجدہ کے متعلق اس وقت شک ہو کہ جب ان کا مقام گزر چکا ہو تو آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ میری قرات' رکوع اور سجود درست ہیں اور میری نماز صحیح ہے۔

(۳) تیسرا قاعدہ --- اگر کوئی شخص نماز کے اجزاء میں سے کسی جزء کے ادا کرنے کے متعلق اس وقت شک کرے جب وہ اس کے بعد والے جزء کو ادا کر رہا ہو تو یہ سمجھے کہ اس نے مشکوک جزء ادا کر دی ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

بیٹا :- مثلاً

باپ :- آپ دوسری سورت پڑھ رہے تھے اور شک ہو گیا کہ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں۔ آپ یہ سمجھیں کہ میں نے فاتحہ پڑھی ہے اور نماز کو جاری رکھیں آپ کی نماز صحیح ہے۔

(۴) چوتھا قاعدہ --- ہر وہ شخص جس کا شک عادی حالت سے زیادہ ہو اسے اپنے شک کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی اس کی طرف متوجہ ہونا چاہئے بشرطیکہ یہ شک کسی عارضہ خوف یا مرض کی وجہ سے نہ ہو۔ تو اس کی وہ نماز جس میں شک ہے صحیح شمار ہوگی۔

بیٹا :- مثلاً

باپ :- اگر آپ کو صبح کی نماز کی رکعتوں میں زیادہ شک ہوتا ہو تو آپ اس کی پرواہ نہ کریں اور سمجھیں کہ میری نماز صحیح ہے اسی طرح اگر آپ سجدے کے بارے میں کثیرالشک ہیں کہ ایک سجدہ کیا ہے یا دو تو آپ سمجھیں میں نے دو سجدے کئے ہیں۔ اسی طرح کثیرالشک کبھی بھی شک کی پرواہ نہ کرے اور اپنی نماز کو درست سمجھے۔

بیٹا :- کیسے معلوم ہو گا کہ میں کثیرالشک ہوں۔

باپ :- کثیرالشک اپنے آپ کو آسانی سے پہچان سکتا ہے۔ کثیرالشک ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا شک اس جیسے لوگوں سے زیادہ ہو اور اسی طرح کثیرالشک ہونے کے لئے یہ بھی کافی ہے کہ مسلسل تین نمازیں بغیر شک کے نہ پڑھ سکے۔

(۵) پانچواں قاعدہ ـــ جو شخص صبح، مغرب اور چار رکعتی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں شک کرے اور اس کا ذہن کسی طرف کے راجح ہونے کا فیصلہ نہ کر سکتا ہو بلکہ متحیر ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ کون سی رکعت پڑھی ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

بیٹا :- مثال دیں؟

باپ :- کسی شخص کو صبح کی نماز میں شک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری، تھوڑا غور کیا، ذہن پر زور دیا لیکن کوئی فیصلہ نہ کر سکا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری تو اس کی نماز باطل ہے۔

بیٹا :- اگر اس کا ذہن یہ فیصلہ کرے کہ پہلی رکعت ہے تو؟

باپ :- جس طرف کا ذہن فیصلہ کرتا ہے اس پر عمل کرے اگر اس کا ذہن فیصلہ کرتا ہے کہ یہ پہلی رکعت ہے تو دوسری رکعت پڑھ کر نماز کو مکمل کرے۔ یہی حکم مغرب اور چار رکعتی نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں

شک کا ہے۔

بیٹا :- صبح، مغرب اور ظہر و عصر و عشاء کی پہلی رکعتوں میں شک کا حکم تو میں نے معلوم کر لیا لیکن اگر تیسری اور چوتھی رکعت میں شک ہوتا ہے تو کیا حکم ہو گا؟

باپ :- جب آپ کا ذہن شک کی کسی طرف کی ترجیح کا فیصلہ کر دے تو اسی کے مطابق عمل کریں۔

بیٹا :- اگر میں شک کی حالت میں متحیر ہی رہوں تو؟

باپ :- اس کی تفصیل تو بہت زیادہ ہے مگر میں مختصر طور پر ان صورتوں کی تفصیل اور ان کا خصوصی حکم بیان کرتا ہوں۔

(۱) جو تیسری اور چوتھی رکعت میں شک کرے، چوتھی پر بناء رکھ کر نماز کو مکمل کرے پھر دو رکعت بیٹھ کر یا ایک رکعت کھڑے ہو کر نماز احتیاط پڑھے۔

(۲) دو سجدوں کے بعد چوتھی اور پانچویں میں شک ہو تو چار پر بناء رکھ کر نماز کو تمام کرے اور دو سجدے سہو بجا لائے۔

(۳) دو سجدوں کے بعد دوسری اور تیسری میں شک ہو، تیسری پر بناء رکھ کر چوتھی پڑھے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد (☆ ایک رکعت کھڑے ہو کر نماز احتیاط پڑھے ☆)

بیٹا :- نماز احتیاط کیسے پڑھے؟

باپ :- نماز ختم ہونے کے فوراً بعد بلا فاصلہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے اور فقط سورۃ حمد پڑھے پھر رکوع، سجدہ، تشہد اور سلام پڑھے۔

بیٹا :- سجدہ سہو کسے کہتے ہیں؟

باپ :- نماز مکمل کرنے کے (☆ فوراً ☆) بعد آپ نیت کریں اور سجدہ میں بسم اللہ وباللہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ پڑھیں۔

پھر سجدہ سے سر اٹھائیں دوبارہ سجدہ کریں پھر سجدہ سے سر اٹھائیں اور بیٹھیں (☆ تشہد و سلام پڑھیں ☆) اور اس پر سجدہ سہو ختم کریں۔ سجدہ سہو فقط اسی صورت میں واجب نہیں اور بھی کئی صورتوں میں واجب ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) جب آپ نماز میں بھول کر یا یہ جانتے ہوئے کہ نماز پڑھ چکے ہیں کلام کر دیتے ہیں۔

(۲) جہاں سلام اور تشہد نہیں پڑھنا تھا سہواً" پڑھ بیٹھے ہیں یا بھول کر (☆ سلام پڑھ دیا جہاں سلام نہیں پڑھنا تھا ☆) السلام علیکم کہہ دیا یا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہہ دیا۔

(۳) دو سجدوں کے بعد چوتھی اور پانچویں رکعت میں شک کی صورت میں۔

(۴) جس چیز کو کھڑے ہو کر پڑھنا تھا بھول کر بیٹھ کر پڑھ لیا یا جسے بیٹھ کر ادا کرنا تھا بھول کر کھڑے ہو کر ادا کرنے لگے مثلاً بھول کر سورۃ فاتحہ کو کھڑے ہونے کی حالت کی بجائے بیٹھ کر پڑھیں۔

(۵) پہلی دو رکعتوں میں قرات کے بدلے تسبیح پڑھ دیں یا جہاں تسبیح پڑھنی تھی فاتحہ پڑھ دیں جیسے رکوع اور سجود کی حالت میں فاتحہ پڑھ دیں۔

(۶) جب آپ کو معلوم ہو کہ میں نے نماز میں ایسی کمی یا زیادتی کی ہے جو نماز کو باطل کر دیتی ہے۔

(۷) جب اپنی نماز کے پہلے تشہد کو بھول جائیں تو نماز کو مکمل کرنے کے بعد فقط سجدہ سہو بجا لائیں اور تشہد کی قضا کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر آخری تشہد پڑھے بغیر سلام پڑھ لیا تو سلام کے بعد تشہد کی قضا کریں۔ اور (☆ سجدہ سہو کریں ☆) نماز میں ہر قسم کی کمی یا زیادتی کے لئے سجدہ سہو کرنا بہتر ہے۔

بیٹا :- اگر میں نماز میں دو مرتبہ بھول جاتا ہوں تو؟

بیٹا :- جتنی مرتبہ بھولیں گے یا زیادتی کریں گے ہر مرتبہ کے بدلے میں دو سجدے سہو کے بجا لانے ہوں گے۔

نماز کے متعلق ہماری گفتگو یہاں تک پہنچی ہی تھی کہ میں نے چاہا کہ باپ سے کہوں کہ وہ میرے لئے ایک چار رکعتی نماز کی عملی صورت بیان کریں کیونکہ نماز یومیہ میں سے سب سے لمبی نماز چار رکعتی ہوتی ہے تاکہ میں قریب سے ملاحظہ کروں کہ میرے باپ کیسے تکبیر پڑھتے ہیں۔ قرات کیسے کرتے ہیں' رکوع و سجود و تشہد و سلام کیسے بجا لاتے ہیں' مگر جب مجھے یہ یاد آیا کہ میرے والد تو روزانہ عشاء کی نماز بلند آواز سے پڑھتے ہیں لہذا ان کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میرے سامنے الگ طور پر نماز پڑھیں۔ پس جب وہ نماز پڑھنے لگیں گے تو میں چپ کر کے بیٹھ جاؤں گا اور دیکھ لوں گا کہ وہ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔

جب میرے والد نے چار رکعتی جہری نماز پڑھنا چاہی تو میں پوری توجہ کے ساتھ اپنے باپ کی نماز دیکھتا رہا جو کچھ حرکات و سکنات اور اذکار انہوں نے پڑھے وہ میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

انہوں نے سب سے پہلے وضو کیا اور اس سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رخ خشوع و خضوع کے ساتھ مصلے پر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اذان کہی اور اقامت پڑھی اور پھر انہوں نے "اللہ اکبر" کہہ کر تکبیرۃ الاحرام کے ساتھ اپنی نماز کا آغاز کیا۔ سورہ فاتحہ اور سورۃ توحید پڑھی۔ جب قرات کو مکمل کر لیا تو اس وقت وہ سیدھے کھڑے تھے اور اس کے بعد رکوع کی طرف جھکے جب رکوع میں ٹھہر گئے تو یہ تسبیح پڑھی سبحان ربی العظیم وبحمدہ جب یہ تسبیح ان کی زبان پر تھی تو اس وقت وہ رکوع کی حالت میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر اپنے قدموں پر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ سیدھے کھڑے ہونے کے بعد سجدے کی طرف جھکے اور جب سجدے میں ساکن ہو گئے تو یہ تسبیح پڑھی سبحان ربی الاعلی وبحمدہ یہ ذکر سجدے کی حالت میں ہی مکمل کیا اور اس کے

بعد اٹھ بیٹھے۔ اطمینان سے بیٹھنے کے بعد دوسرے سجدے کی طرف جھکے پھر سبحان ربی الاعلٰی وبحمدہ پڑھا۔ پھر سجدہ سے سر اٹھایا۔ بیٹھ گئے تاکہ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں۔ جب قیام میں ٹھہر گئے تو سورۃ فاتحہ اور پھر اس کے بعد سورۃ قدر پڑھی اور جب دونوں سورتیں پڑھ چکے تو قنوت کے لئے ہاتھ بلند کئے اور قنوت میں قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کی رب اغفر و لوالدی ولمن دخل بیتی مومنا والمومنین و والمومنات ولا تزد الظالمین الاتبارًا پھر انہوں نے ہاتھوں کو نیچے کی طرف چھوڑا اور رکوع کے لئے جھک گئے اور جب رکوع میں ٹھہر گئے تو سبحان ربی العظیم وبحمدہ تسبیح پڑھی اور پھر سیدھے کھڑے ہو گئے اور سجدہ کی طرف جھکے، جب سجدہ کیا تو سجدہ میں سبحان ربی الاعلٰی وبحمدہ پھر پہلے سجدہ سے اٹھ بیٹھے تاکہ دوسرے سجدے کے لئے جھکیں اور جب دوسرا سجدہ کیا تو سبحان ربی الاعلٰی وبحمدہ دوسرے سجدے سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھ گئے اور سکون کی حالت میں تشہد پڑھا اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریکٗ لہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ اللھم صل علی محمد و آل محمد تشہد سے فارغ ہونے کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے بعد انہوں نے آہستہ سے تین دفعہ پڑھا سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر پھر رکوع کیا اور اس میں وہی ذکر پڑھا جو پہلی اور دوسری رکعت کے رکوع میں پڑھا تھا سبحان ربی العظیم وبحمدہ پھر رکوع سے سیدھے کھڑے ہو گئے اور سجدہ کرنے کے لئے جھکے اور سجدے کی حالت میں سبحان ربی الاعلٰی وبحمدہ پڑھا پھر پہلے سجدہ سے اٹھ بیٹھے اور صحیح طور پر بیٹھنے کے بعد دوبارہ سجدہ کی طرف جھکے اور سجدے کی حالت میں سبحان ربی الاعلٰی وبحمدہ پڑھا اس سے فارغ ہونے کے بعد چوتھی اور آخری رکعت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، پھر اس چوتھی رکعت میں بھی تیسری رکعت کی طرح وہی تسبیح سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کو آہستہ سے تین دفعہ پڑھا پھر رکوع کے

لئے جھکے اور سبحان ربی العظیم وبحمدہ رکوع میں پڑھا پھر سیدھے کھڑے ہو گئے تاکہ سجدہ کرنے کے لئے جھکیں اور جب سجدے کی حالت میں پہنچے تو سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ پڑھا پھر اٹھ بیٹھے اور دوبارہ سجدے کے لئے جھکتے ہیں اور یہ اس نماز کا آخری سجدہ ہے اس میں بھی انہوں نے سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ حسب معمول پڑھا۔ پھر اطمینان و سکون کی حالت میں بیٹھ گئے تاکہ تشہد و سلام پڑھیں۔ انہوں نے دوسری رکعت کے تشہد کی طرح اس میں بھی پڑھا اشھدان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ اللھم صل علی محمد و آل محمد تشہد کے مکمل ہونے کے بعد انہوں نے نماز کو ختم کرنے کے لئے سلام کہا السلام علیک ایھاالنبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ' السلام علینا وعلی عباداللّٰہ الصالحین' السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ اور اسی پر انہوں نے نماز کو مکمل کیا اس طرح میرے باپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور اسی طرح انہوں نے نماز ظہر و عصر پڑھیں تھیں اس فرق کے ساتھ کہ ان میں قرات آہستہ پڑھی تھی اور میں نے ان کو نماز مغرب بھی پڑھتے ہوئے دیکھا۔ البتہ مغرب میں جب وہ تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہوئے تو بیٹھ گئے اور وہیں انہوں نے تشہد و سلام پڑھ کر نماز کو مکمل کیا۔ کیونکہ نماز مغرب تین رکعت ہے۔

پھر میں نے صبح کی نماز پڑھتے ہوئے انہیں دیکھا تو انہوں نے صبح کی نماز' نماز عشاء کی پہلی دو رکعتوں کی طرح ادا کی اور تشہد کے بعد سلام پڑھ کے نماز کو مکمل کیا کیونکہ نماز صبح دو رکعت ہے۔

اس طرح میرے باپ نے پنجگانہ نمازیں پڑھیں۔ میں نے بڑی دقت اور انتہائی توجہ کے ساتھ انہیں نماز پڑھتے ہوئے غور سے دیکھا۔ میں ان کی نماز کی چند خصوصیات نقاط کی صورت میں بیان کرتا ہوں۔

(ا) وہ نماز کو اول وقت پر بجا لانے میں سختی سے کاربند تھے۔ پس وہ نماز ظہر کو زوال

ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہی بجا لاتے اور نماز مغرب کو مغرب کے اول وقت میں بجا لاتے۔ جب میں نے ان سے جلدی نماز پڑھنے اور اسے اول وقت میں بجا لانے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی حدیث بیان کی کہ امامؑ فرماتے ہیں کہ اول وقت کی آخر وقت پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے آخرت کو دنیا پر فضیلت حاصل ہے۔

(۲) جب وہ اپنے رب کے حضور نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تو ان پر خشوع و خضوع اور انکساری کے آثار ظاہر ہو جاتے اور مصلّے پر پہنچنے سے پہلے آہستہ آواز سے جس کو سنا جا سکتا ہے اس آیت کو پڑھتے قدافلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون گویا وہ اپنے نفس کو نماز کے لئے تیار و آمادہ اور نماز کے شروع کرنے سے پہلے نماز میں خوف خدا کی اہمیت سے آگاہ کر رہے ہیں۔

(۳) نماز صبح پڑھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی اسی طرح نماز ظہر سے پہلے آٹھ رکعات نماز صبح کی طرح دو دو رکعت کر کے پڑھی اور اس طرح نماز عصر سے پہلے بھی آٹھ رکعات دو دو رکعت کر کے پڑھیں اور نماز مغرب کے بعد چار رکعات نماز دو دو رکعت کر کے پڑھیں۔ نماز عشاء کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھیں۔ آدھی رات کے بعد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے پڑھیں پھر دو رکعت اور پڑھیں پھر ایک رکعت نماز پڑھی کہ جس میں انہوں نے روتے ہوئے خشوع و خضوع کی حالت میں طویل قنوت پڑھا۔ میں نے جب والد محترم سے ان نمازوں کے متعلق پوچھا تو فرمایا یہ نوافل ہیں۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان نوافل کا پڑھنا مومن کی علامات میں سے قرار دیا۔

(۴) "اللہ اکبر" میں "اکبر" کا ھمزہ قطعی ہے تکبیر کہتے وقت اس کو ظاہر کر کے پڑھنا واجب ہے یہ میرے باپ نے کہا۔

میں نے کہا کہ کچھ لوگ اس ھمزہ کو واؤ کے مشابہ کر کے " اللہ وکبر" پڑھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا' آپ اس کو عام لوگوں کی طرح پڑھنے سے گریز کریں کیونکہ وہ

اس کو غلط پڑھتے ہیں۔ نیز فرمایا یہی صورت سورۃ فاتحہ میں "صراط الذین انعمت علیھم" میں "انعمت" کے ھمزہ کی ہے۔ وہ بھی ھمزہ قطعی ہے۔ آپ اس آیت کریمہ کو پڑھتے وقت ھمزہ کو ظاہر کریں اور ان کی مثل سبحان ربی الاعلیٰ میں الاعلیٰ کا ھمزہ ہے۔

(۵) میرے والد نے مجھے کہا کہ جب آپ قل ھواللّٰہ احد میں کلمہ "احد" پر وقف کریں تو اس کے بعد والی آیت "اللّٰہ الصمد" پڑھنے سے پہلے ٹھہر جائیں۔ یہ آپ کے لئے آسان اور سہل ہے۔ جیسا کہ آپ کے لئے بہتر یہ ہے کہ "کفواً" کے فا کلمہ پر پیش پڑھیں جیسا کہ قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے۔

(۶) میں نے اپنے والد محترم سے کہا کہ میں نے آپ سے بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے وقت "الرحمٰن" کی نون اور الرحیم کی میم پر زیر پڑھتے سنا ہے اسی طرح آپ الرحمٰن الرحیم مالکِ یوم الدین کو پڑھتے وقت بھی الرحمٰن کی نون اور الرحیم کی میم کو زیر پڑھتے ہیں جبکہ میں نے کچھ لوگوں کو نماز کے دوران الرحمٰن الرحیم کی نون و میم پر پیش پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ جیسا کہ میں نے آپ سے سورۃ حمد میں ایاکَ نعبد میں نعبد کی باء پر پیش پڑھتے سنا ہے جبکہ کچھ لوگ نعبد کی باء پر زیر پڑھتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ آپ نے ابھی تک "نحو" نہیں پڑھی۔ میں نے کہا پڑھی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ الرحمٰن الرحیم میں "نحو" کے مطابق کون سی حرکت پڑھنی چاہئے۔ میں نے کہا کسرہ (زیر) جیسا کہ آپ پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا قرآن مجید لے آئیں۔ میں نے انہیں قرآن مجید کا نسخہ دیا جو میرے پاس تھا مجھے کہا کہ سورۃ حمد نکالیں، اور دیکھیں، میں نے سورۃ حمد نکالی اور الرحمٰن الرحیم کے آخر میں کسرہ (زیر) اور نعبد کی باء پر ضمہ (پیش) دیکھا نہ کہ کسرہ۔ میں نے کہا کہ ویسے ہی ہے جیسے آپ پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ آپ اس طرح پڑھیں جس طرح قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے اور

آپ اس غلطی کی طرف متوجہ رہیں جو عام طور پر قرات میں کی جاتی ہے تاکہ اس کا ارتکاب نہ کر سکیں۔

(۷) وہ رکوع اور سجود میں ٹھہر جانے کے بعد ذکر پڑھتے تھے اور ذکر رکوع و سجود کے مکمل ہونے کے بعد رکوع یا سجدہ سے سر اٹھاتے تھے۔

(۸) جب وہ پہلے سجدہ سے سر اٹھاتے تھوڑی دیر ٹھہر جاتے اور سیدھے بیٹھ جاتے پھر دوسرے سجدے کے لئے جھکتے۔

(۹) میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو اپنے اور اپنے والدین اور مومن بھائیوں کے لئے اور فریضہ نماز کے فورا" بعد دعا کرتے ہوئے سنا؟ انہوں نے فرمایا ہاں حضرت امیرالمومنین ابو الحسن علیہ السلام نے فرمایا "من دعا لا خوانہ من المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات و کل اللّٰہ بہ من کل مومن ملکا" یدعولہ" کہ جو شخص مومن بھائیوں کے لئے دعا کرے اللہ تعالٰی اس کے لئے ہر مومن کے بدلے ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اس شخص کے لئے دعا کرتا ہے۔

(۱۰) میں نے پوچھا کہ آپ کو فریضہ نماز کے بعد تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حضرت زہراؑ کی تسبیح ہے جو سیدہ طاہرہؑ کو رسول اکرمؐ نے تعلیم فرمائی تھی اور وہ چونتیس مرتبہ اللہ اکبر تینتیس مرتبہ الحمدللہ تینتیس مرتبہ سبحان اللہ جو کہ کل سو (۱۰۰) مرتبہ بنتا ہے۔

بیٹا :- تسبیح زہراؑ کی فضیلت کیا ہے۔

باپ :- ہاں حضرت امام جعفر صادقؑ نے ابو ہارون سے فرمایا۔ اے ابو ہارون ہم اپنے بچوں کو تسبیح زہراؑ پڑھنے کا حکم ویسے ہی دیتے ہیں جیسے ان کو نماز کا حکم دیتے ہیں۔ پس تم اس کو ضرور پڑھا کرو کیونکہ جو بھی اس کو چھوڑ دے گا وہ بدبخت ہو گا اور فرمایا روزانہ ہر نماز کے بعد تسبیح زہراؑ میرے نزدیک ہزار رکعت روزانہ پڑھنے سے افضل ہے اگر اس تسبیح کی جگہ پر کوئی اور عمل اتنا

افضل ہوتا تو پیغمبرؐ فاطمہؑ کو اس کی تعلیم دیتے جیسا کہ آئمہؑ سے روایات میں آیا ہے۔

(۱۱) میرے والد بسا اوقات نماز ظہر کے فوراً بعد عصر کو بجا لاتے یا نماز مغرب کے فوراً بعد نماز عشاء بجا لاتے۔ جبکہ کبھی ان کو جداگانہ طور پر پڑھتے۔ نماز ظہر پڑھنے کے بعد کسی کام میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ نماز عصر کی (فضیلت کا) وقت داخل ہو جاتا تو اس کو بجا لاتے اور اس طرح مغرب و عشاء کو بجا لاتے' میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ آپ انکو اکٹھے اور جدا جدا دونوں طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں اگرچہ جداگانہ طور پر پڑھنا افضل ہے (پیغمبر اسلام نے بغیر کسی عذر اور سفر کے ظہر و عصر مغرب و عشاء کو اکٹھے پڑھا ہے اور اس کو فریقین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل بھی کیا ہے۔ ترجمہ)

(۱۲) میں نے پدر بزرگوار سے کہا کہ آپ کو سورۃ القدر پڑھتے وقت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر میں انزلناہ کے لام کو ظاہر کر کے پڑھتے ہوئے سنا ہے جب کے کچھ لوگ اس کو ظاہر نہیں کرتے اور "انزلنا" پڑھتے ہیں حتیٰ کہ یوں پڑھتے ہیں کہ گویا لام ہے ہی نہیں اور سبحان ربي العظیم وبحمدہ میں سبحان کی سین کو مضموم (پیش والا) اور ربي میں یاء کے فتحہ کو ظاہر کر کے پڑھتے سنا ہے جب کہ کچھ لوگ ان دونوں کو آپ کی طرح نہیں پڑھتے اور آپ کو تشہد پڑھتے وقت اللھم صل علی محمد پڑھ کر تھوڑا سا رک جاتے ہیں اور پھر وآل محمد پڑھتے ہیں (یا اللھم صل علی محمدٍ وّ آل محمد پڑھتے ہیں (☆ یعنی بغیر وقف کے ولو کو شد سے اور دال کو حرکت کے ساتھ پڑھتے ہیں ☆) جبکہ کچھ لوگ بغیر وقف کے محمد کی دال کو ساکن کر کے آگے ملا کر پڑھتے ہیں یعنی اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

باپ :۔ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا کہ آپ قرآت کے متعلق آگاہ رہیں اس کو صحیح طریقے پر پڑھیں۔

نماز مسافر

نماز کے متعلق دوسرا مکالمہ شروع ہونے سے پہلے میں نے چاہا کہ گذشتہ مکالمہ میں نماز کے متعلق ہونے والی گفتگو کو دھراؤں تاکہ میں یہ معلوم کر سکوں کہ کس قدر مسائل مجھے یاد ہیں اور میں اس چیز کے متعلق سوال کر سکوں جو مجھے یاد نہیں یا وہ اس میں بیان نہیں ہوئیں۔ جوں ہی میرے والد محترم تشریف لائے میں نے جلدی سے ایک سوال کر ڈالا جس کا جواب مجھے معلوم نہیں تھا۔

بیٹا :۔ کیا نماز عشاء کو دو رکعت پڑھنا درست ہے؟

باپ :۔ ہرگز نہیں۔ میں نے آپ کو بتایا نہیں؟ کہ وہ چار رکعتی ہے۔

بیٹا :۔ لیکن میں نے آپ کو ایک مرتبہ نماز عشاء دو رکعت پڑھتے دیکھا ہے۔

باپ :۔ کیا ہم سفر میں تھے؟

بیٹا :۔ ہاں۔

باپ :۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ چار رکعتی نمازیں (ظہر' عصر و عشاء) سفر میں دو رکعت واجب ہوتی ہیں جب قصر نماز کے شرائط پورے ہوں اور وہ یہ ہیں۔

(ا) جہاں آپ کی سکونت ہے وہاں سے چھیالیس (۴۶) کلومیٹر یا اس سے زیادہ کے سفر کا ارادہ ہو۔ چاہے یہ آنے اور جانے کی مسافت ہو اور چاہے فقط ایک طرف ہو۔

بیٹا :۔ آپ اس کی وضاحت کریں۔

باپ :۔ جب کوئی شخص اپنے گھر سے ۴۶ کلو میٹر دور کسی شہر کی طرف مسافرت کرنے کا قصد کرے تو اس مسافر پر دوران سفر اور اس مقام پر چار

رکعتی نماز کو دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔

بیٹا :۔ جب کوئی شخص اپنے شہر سے تیس کلو میٹر دور کسی شہر کی طرف سفر کرے اور اسی روز اپنے شہر کی طرف لوٹنے کا ارادہ ہو تو وہ شخص اس شہر میں نماز کیسے پڑھے گا؟ کیا اس پر قصر نماز واجب ہے؟

باپ :۔ ہاں اگر اس کی نماز چار رکعتی نمازوں (ظہر' عصر و عشاء) میں سے ہو تو اس پر قصر نماز پڑھنا واجب ہے۔

بیٹا :۔ کس جگہ سے سفر شروع ہو گا؟

باپ :۔ ۴۶ کلو میٹر سفر کی ابتداء شہر کے آخری گھروں سے ہو گی۔

(۲) کسی حرام کام کو انجام دینے کے لئے سفر نہ کرے جیسے شراب پینا' زنا' چوری یا لہو و لعب کے لئے۔

بیٹا :۔ اگر وہ کسی حرام کام کو کرنے کے لئے سفر کرتا ہے تو؟

باپ :۔ دوران سفر جاتے ہوئے نماز پوری پڑھے گا۔

(۳) سفر پر جاتے ہوئے مسافر کی دوران سفر اپنے وطن یا محل اقامت سے گزرنے کی نیت نہ ہو جس شہر کی طرف سفر کر رہا ہو اس میں دس دن یا اس سے زیادہ دن اقامت کا قصد نہ ہو۔ پس اس صورت میں وہ ابتداء سفر سے نماز قصر پڑھے گا۔ نہ کہ پوری نماز۔ اور اگر کوئی مسافر کسی شہر میں اس طرح رہتا ہے کہ اسے نہیں معلوم کہ وہ کب چلے گا اور اسی شک کی حالت میں تیس (۳۰) دن گزر جاتے ہیں تو ان تیس دنوں میں نماز قصر پڑھے گا اور اگر اس کے بعد رہتا ہے تو نماز پوری پڑھے گا۔ اگر کوئی مسافر اپنے وطن یا محل اقامت سے گزرنے کا قصد رکھتا ہو یا کسی شہر میں دس دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کرتا ہے یا کسی شہر میں تیس دن شک کی حالت میں رہتا ہے (کہ کب چلے گا) ؟ تو ان صورتوں میں پوری نماز پڑھے گا۔

(۴) اس کا شغل سفر نہ ہو جیسے ڈرائیور' ملاح' چرواہا وغیرہ۔

بیٹا :۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈرائیور سفر میں نماز پوری پڑھے؟

باپ :۔ ہاں۔ جس کا پیشہ ڈرائیونگ ہو' جب تک اس پیشہ میں مشغول ہو نماز پوری پڑھے۔

بیٹا :۔ تاجر' طالب علم اور ملازم کہ جن کی رہائش ایک شہر میں ہو اور مرکز تجارت یا یونیورسٹی یا دفتر کسی دوسرے شہر میں ہو جن دونوں شہروں کا درمیانی فاصلہ ۴۶ کلو میٹر سے زیادہ ہو اور وہ ہر روز یا دو دن میں سفر کرتے ہیں تو ان کا کیا حکم ہے؟

باپ :۔ نماز پوری پڑھیں گے' قصر نہیں۔

بیٹا :۔ مسافر قصر نماز کہاں سے پڑھنا شروع کرے؟

باپ :۔ جب شہر کی اذان سن نہ سکے اور اس شہر کے باشندوں کو نہ دیکھ سکے۔ اگر ان دو میں سے ایک صورت موجود ہو تو نماز قصر اور پوری دونوں پڑھے۔

بیٹا :۔ آپ نے فرمایا کہ مسافر جب اپنے وطن اور محل اقامت سے گزرے تو نماز پوری پڑھے۔ وطن اور محل اقامت سے کیا مراد ہے؟

باپ :۔ وطن سے مراد جہاں انسان رہتا ہو چاہے وہاں اس کی کوئی ملکیت ہو یا نہ۔ محل الاقامت۔ جس کو انسان طویل عرصے کے لئے اپنی اقامت کے لئے منتخب کرتا ہے۔ لیکن ہمیشہ رہنے کی نیت نہیں کرتا۔ جیسے وہ شہر جس میں طالب علم تحصیل علم کے لئے رہتے ہیں۔

بیٹا :۔ اس کا معنی یہ ہے (۱) جب مسافر اپنے وطن یا ایسی جگہ جہاں اس کا طویل عرصے تک رہنے کا پروگرام ہو' سے گزرے۔ (۲) جس شہر کی طرف سفر کیا ہے اس میں مسافر کا دس دن متواتر یا اس سے زیادہ رہنے کا ارادہ ہو۔

(۳) اور جب کسی شہر میں مسافر تیس دن تک متردد رہے نہ جانتا ہو کہ کب واپس جاؤں گا۔ تو کیا ان تین صورتوں میں مسافر نماز پوری پڑھے گا؟

باپ :۔ ہاں۔

بیٹا :۔ اگر کسی مسافر کو دوران سفر ان تین صورتوں میں سے کوئی صورت درپیش نہ ہو تو؟

باپ :۔ نماز قصر پڑھے گا۔

بیٹا :۔ اگر دوران سفر نماز کا وقت ہو جائے اور مسافر سفر میں نماز نہ پڑھے اور اپنے شہر پہنچ جائے اور ابھی وقت باقی ہو تو نماز کیسے پڑھے گا؟

باپ :۔ وہ پوری نماز پڑھے گا کیونکہ اس وقت اپنے شہر میں نماز پڑھ رہا ہے۔

بیٹا :۔ اگر نماز کا وقت داخل ہو جانے کے بعد کوئی شخص سفر کرے اور اس نے اپنے شہر میں نماز نہ پڑھی ہو اور سفر کی مسافت ۴۶ کلو میٹر سے کم نہ ہو تو؟

باپ :۔ نماز قصر پڑھے گا کیونکہ اب وہ سفر میں نماز پڑھ رہا ہے۔ جس کی مسافت شرعی پوری ہے۔

نماز جماعت

بیٹا :۔ کچھ لوگ فریضہ نمازوں کے رکوع و سجود و قیام ایک ساتھ کرتے ہیں۔

باپ :۔ وہ لوگ روزانہ کی فریضہ نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کر رہے ہوتے ہیں نہ کہ فرادیٰ۔

بیٹا :۔ ہم جماعت کے ساتھ کیسے نماز پڑھیں؟

باپ :۔ جب دو یا اس سے زیادہ افراد موجود ہوں اور ان میں کسی ایک میں امام جماعت کی شرائط موجود ہوں تو وہ اس شخص کو آگے کریں تاکہ ان کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھائے اور یہ جماعت کا ثواب حاصل کر لیں۔

بیٹا :۔ کیا نماز جماعت مستحب ہے؟

باپ :۔ ہاں نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے عالم دین اور قریشی امام جماعت کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اگر دونوں شرائط امامت کے حامل ہوں پس حدیث میں ہے کہ عالم کی اقتداء میں ایک نماز ہزار رکعت کے برابر ہے اور قریشی امام کی اقتداء میں ایک نماز سو۱۰۰ نمازوں کے برابر ہے۔

بیٹا :۔ اگر عالم قریشی امام جماعت ہو تو ــــــــ؟

باپ :۔ تو جتنا عدد زیادہ ہو گا ثواب زیادہ ہو گا۔

بیٹا :۔ امام جماعت کے جن شرائط کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے وہ کون سے ہیں؟

باپ :۔ امام جماعت میں شرط لازم ہے کہ وہ (☆ بالغ ہو ☆) مجنون نہ ہو حلال زادہ ہو شیعہ اثنا عشری ہو عادل ہو (☆ جب ماموم کی قرات درست ہو تو ان سورتوں میں جو امام کو نہیں پڑھنا ہوتیں امام کی قرات بھی درست ہونی

چاہئے ☆) اس پر شرعی حد نہ لگائی گئی ہو' احکام شرعیہ سے جاہل نہ ہو یعنی جہالت کی وجہ سے اکثر و بیشتر حکم شرعی کے خلاف کام سر انجام دیتا ہے تو ایسے جاہل کے پیچھے احکام جاننے والے شخص کی نماز درست نہیں ہے۔

بیٹا :۔ ہم کیسے جانیں کہ یہ شخص مومن عادل ہے تاکہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکیں؟

باپ :۔ اس میں حسن ظاہر کافی ہے یا دو ایسے عادل افراد کی گواہی جو اس کی عدالت سے آگاہ ہوں۔

بیٹا :۔ میں اپنی نماز کو جماعت کے ساتھ کیسے ادا کروں؟

باپ :۔ سابق الذکر شرائط کے حامل امام جماعت کو معین کر کے اس کی اقتداء میں نماز پڑھیں اور اس کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں۔

(۱) امام جماعت کے (☆ تھوڑا پیچھے ☆) ایک طرف یا بالکل اس کے پیچھے کھڑے ہوں۔

(۲) امام جماعت اور آپ کے درمیان کوئی چیز (دیوار وغیرہ) حائل نہ ہو امام جماعت کے کھڑے ہونے کی جگہ آپ کے کھڑے ہونے کی جگہ سے بلند نہیں ہونی چاہیے (☆ حتیٰ کہ تین انگلیوں سے بھی زیادہ نہ ہو ☆)۔

(۳) آپ کے اور امام جماعت کے درمیان یا تمہارے اور تمہارے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوئے دوسرے نمازی یا آپ سے آگے وہ نمازی جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے ان کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہئے (☆ جو سوا میٹر بنتا ہے ☆) یعنی ان میں سے کسی کے درمیان سوا میٹر سے زیادہ فاصلہ نہ ہو۔

بیٹا :۔ تو کیا نمازیوں کا آپس میں اور امام جماعت کے درمیان سوا میٹر سے زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہئے۔

باپ :۔ ہاں نمازی کا امام جماعت سے اتصال کسی بھی دوسرے نمازی کے ذریعہ کافی ہے چاہے وہ نمازی اس سے آگے ہو یا دائیں ہو یا بائیں۔

بیٹا :۔ اور اس کے بعد کیا ہوگا؟

باپ :۔ جب امام جماعت نماز کو شروع کرنے کے لئے تکبیر کہے تو نمازی بھی اس کی اقتداء میں تکبیر کہیں جب امام الحمد اور دوسری سورۃ پڑھے تو نمازی حمد و سورہ نہ پڑھیں افضل یہ ہے کہ وہ امام جماعت کی تلاوت سنیں اور خاموش رہیں اس لئے کہ امام کا تلاوت کرنا ہی ان کی تلاوت کے بدلے میں کافی ہے جب وہ رکوع میں جھکے تو یہ بھی اس کے ساتھ رکوع کریں اور جب وہ سجدہ کرے تو یہ بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں اور جب وہ بیٹھ جائے تو یہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ جائیں اور افضل یہ ہے کہ وہ تشہد پڑھیں امام جماعت کے تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پڑھیں امام جماعت کے سلام پڑھنے کے بعد۔

بیٹا :۔ کیا میں رکوع' سجود اور تشہد میں ذکر پڑھوں اور کیا میں تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات کی تلاوت کروں یا خاموشی سے سنتا رہوں؟

باپ :۔ آپ جماعت میں ذکر رکوع و سجود و تشہد اسی طرح پڑھیں جس طرح آپ فرادیٰ نماز میں پڑھتے تھے اور اسی طرح تسبیحات اربعہ بھی اپنی عادت کے مطابق پڑھیں۔

اگر آپ پہلی یا دوسری رکعت میں شامل ہو گئے ہیں تو امام جماعت کی قرآت کی وجہ سے فقط دو سورتیں پڑھنا آپ سے ساقط ہو گا باقی تمام افعال ان کی اتباع میں انجام دیں گے۔

بیٹا :۔ اس کا کیا مطلب؟

باپ :۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام جماعت جو عمل انجام دیتا ہے آپ بھی

وہی عمل انجام دیں اگر وہ رکوع کرے تو آپ بھی اس کے ساتھ رکوع کریں اگر وہ سجدے کی طرف جھکا ہے تو آپ سجدہ کے لئے جھکیں اور اگر وہ سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تو آپ بھی سجدہ سے سر اٹھائیں اسی طرح باقی اعمال بھی......

بیٹا :۔ میں امام جماعت کے ساتھ کب ملوں؟

باپ :۔ آپ امام جماعت سے رکوع سے پہلے پہلے مل سکتے ہیں

بیٹا :۔ اگر میں جماعت کے ساتھ شامل ہوں اور امام سورتیں پڑھ رہا ہے تو میں سورتیں نہیں پڑھوں گا کیونکہ بقول آپ کے امام کی قرات میرے لئے کافی ہے لیکن اگر امام رکوع کی حالت میں ہو اور اس سے ملوں تو؟

باپ :۔ آپ نماز کے لیے تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد رکوع میں شامل ہو جائیں اور رکوع کی حالت میں رہیں جب تک امام رکوع کو مکمل نہ کرے اور جب وہ کھڑا ہو آپ بھی اس کے ساتھ کھڑے ہوں

بیٹا :۔ میری دو سورتوں کی قرات؟

باپ :۔ جب آپ رکوع میں شامل ہوں تو دونوں ساقط ہیں

بیٹا :۔ اگر میں تیسری اور چوتھی رکعت میں امام سے ملوں تو؟

باپ :۔ تکبیر کہنے کے بعد آہستہ آواز میں دو سورتیں پڑھیں

بیٹا :۔ اگر دو سورتیں پڑھنے کے لئے وقت نہ ہو تو؟

باپ :۔ جتنا پڑھنا ممکن ہو پڑھیں

بیٹا :۔ اگر میں امام جماعت کے ساتھ شامل ہوتا ہوں جبکہ میری نماز ظہر ہے اور امام جماعت عصر کی پڑھ رہا ہے

باپ :۔ آپ جماعت کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں اگرچہ جہر و اخفات' قصر و اتمام قضاء واداء کے لحاظ سے آپ کی اور امام جماعت کی نمازیں مختلف ہی

باپ :- آپ جماعت کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں اگرچہ جہر و اخفات، قصر و اتمام قضاء واداء کے لحاظ سے آپ کی اور امام جماعت کی نمازیں مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔

بیٹا :- کیا مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے

باپ :- ہاں عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ مرد کے پیچھے نماز پڑھ سکتی ہے اسی طرح عورت عورتوں کو جماعت کرا سکتی ہے۔ (☆ جب کوئی عورت عورتوں کو نماز جماعت کے ساتھ پڑھا رہی ہو تو عورتوں کی صف سے تھوڑی آگے ہو نہ یہ کہ بالکل آگے ہو ☆)

بیٹا :- اگر عورتیں مردوں کے ساتھ ایک جماعت میں نماز پڑھنا چاہیں تو؟

باپ :- تو ضروری ہے کہ وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں یا اگر مرد و عورت ایک ہی صف میں ہوں تو درمیان میں پردہ کا ہونا واجب ہے۔ مرد عورت کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

نماز جمعہ

بیٹا :- میں نے ایک اور نماز کا نام سنا ہے جسے نماز جمعہ کہتے ہیں کیا یہ ان کے علاوہ ہے؟

باپ :- ہاں وہ صبح کی طرح دو رکعت ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ نماز جمعہ کی دو رکعت سے پہلے دو خطبے ہوتے ہیں۔ اس موقع پر امام کھڑا ہوتا ہے اور ان خطبوں میں کم از کم خداوند عالم کی حمد و ثنا اور تقویٰ کی نصیحت عربی زبان میں واجب ہے۔

اگر حاضرین عربی زبان نہ جانتے ہوں تو (☆ عربی اور حاضرین کی اپنی زبان دونوں ☆) میں تقویٰ کی وصیت کرے اور آخر میں قرآن مجید کی ایک سورۃ پڑھے۔ پھر تھوڑی دیر بیٹھ جائے۔ اور دوسرے خطبہ کے لئے کھڑا ہوا عربی زبان میں حمد و ثنا پروردگار بجا لائے۔ محمد و آل محمد علیہم السلام اور ائمہ اطہارؑ میں ہر ایک امامؑ کا نام لے کر درود پڑھے اور مومنین و مومنات کے لئے استغفار کرے جیسا کہ پہلے خطبہ میں بیان ہو چکا ہے۔

نماز جمعہ کے صحیح ہونے کے شرائط

(۱) زوال کے وقت منعقد کی جائے۔

(۲) امام جمعہ کے ساتھ کم از کم پانچ افراد موجود ہوں۔

(۳) جامع الشرائط امام جمعہ موجود ہو جن کی شرائط کا تذکرہ امام الجماعۃ کے احکام میں گذر چکا ہے اگر ہمارے شہر میں نماز جمعہ تمام شرائط کے ساتھ منعقد ہو تو مسلمانوں کو اختیار ہے کہ نماز جمعہ پڑھیں یا نماز ظہر کو بجا لائیں۔

نماز جمعہ کے واجب تخییری ہونے کی وجہ سے اذان کے بعد خرید و

فروخت حرام نہیں ہے۔ جب نماز جمعہ کا وقت ہو جائے اور امام جمعہ خطبہ پڑھنے لگ جائے تو خطبہ کے دوران گفتگو جائز نہیں ہے۔ بلکہ امام جمعہ کے خطبہ کو کان لگا کر سنیں۔

بیٹا :۔ اگر نمازی نماز جمعہ پڑھ لے تو؟

باپ :۔ اگر نمازی نماز جمعہ بجا لائے جو جامع الشرائط ہو تو نماز ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ دو چیزوں کی طرف اشارہ ضروری ہے۔

اول۔ ہر مسلمان کو نماز جمعہ اور نماز ظہر کے درمیان اختیار ہے۔ چاہے تو جمعہ پڑھے چاہے تو نماز ظہر پڑھے۔

دوم۔ دو نماز جمعہ کے درمیان تقریباً چھ کلومیٹر سے کم فاصلہ نہ ہو۔ یہ ہے نماز جمعہ۔

بیٹا :۔ میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن سوال کرنے سے شرم محسوس کر رہا ہوں۔

باپ :۔ آپ جو پوچھنا چاہتے ہیں سوال کریں۔ دینی مسائل پوچھنے میں شرم نہیں کرنا چاہیے۔

بیٹا :۔ اگر کچھ واجب نمازیں میں نے کسی عذر، غفلت، لاپرواہی یا جہالت کی وجہ سے نہ پڑھی ہوں تو؟

باپ :۔ آپ پر ان نمازوں کی قضا واجب ہے۔ اگر وہ نمازیں صبح مغرب اور عشا جیسی ہوں تو بلند آواز سے پڑھیں۔ اور اگر ظہر و عصر جیسی ہوں تو آہستہ ان کی قرات کریں اور اگر نماز سفر میں نہیں پڑھتے تو اس کی قضا قصر بجا لائیں۔ اور اگر پوری نماز چھوٹ جائے تو اس کی قضا پوری نماز بجا لائیں۔

یہ بات آپ کے ذہن میں رہے کہ اگر آپ نے ان نمازوں کو لاپرواہی اور خفیف سمجھتے ہوئے ترک کیا ہو تو یہ فعل حرام ہے لہذا آپ کے لئے توبہ کرنا

واجب ہے۔

بیٹا :۔ کیا میں ظہر کی نماز کی قضا زوال کے بعد اور عشاء کی نماز کی قضا عشاء کے وقت کے داخل ہونے کے بعد بجا لاؤں؟

باپ :۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ قضا نماز کو جب چاہیں بجا لا سکتے ہیں۔ رات ہو یا دن یہ بھی جائز ہے کہ آپ صبح کی قضا شام کو اور مغرب کی نماز کی قضا صبح کو بجا لائیں۔

بیٹا :۔ اگر مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ میری کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں تو میں کتنی نمازوں کی قضا بجا لاؤں؟

باپ :۔ جتنی نمازوں کے قضا ہونے کا یقین ہے اتنی بجا لائیں۔ اور وہ نمازیں جن کی قضا میں شک ہے ان کی قضا بجا لانا آپ پر واجب نہیں۔

بیٹا :۔ اس کی کوئی مثال پیش کریں۔

باپ :۔ اگر آپ کو یقین ہے کہ ایک ماہ نماز صبح نہیں پڑھی تو آپ پر واجب ہے کہ ایک ماہ کی نماز صبح کی قضا بجا لائیں لیکن اگر صبح کی نماز کی قضا کا یقین نہ ہو تو اس کی قضا بجا لانا واجب نہیں ہے۔

ایک اور مثال - اگر آپ کو یقین ہے کہ ایک زمانے سے نماز صبح نہیں پڑھی اور معاملہ دائر ہے دو باتوں میں یا تو ایک ماہ کی نماز قضا ہے یا ایک ماہ اور دس دن کی۔ تو اس وقت آپ کے لئے جائز ہے کہ آپ ایک ماہ کی قضا نمازیں پڑھیں۔ اور اس سے زائد واجب نہیں ہیں۔

بیٹا :۔ کیا قضا نمازوں کو فوری بجا لانا واجب ہے؟

باپ :۔ ہرگز نہیں۔ تاخیر جائز ہے مگر یہ کہ نماز کو سبک سمجھتے ہوئے نہ ہو۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جو نماز جس روز میں قضا ہوئی ہے اسی دن اس کو بجا لائیں۔ پس اگر نماز صبح کے لئے بیدار نہ ہوں تو نماز صبح کی قضا اس

دن نماز ظہر سے پہلے یا بعد میں بجا لائیں تاکہ بہت ساری قضا نمازیں اکٹھی نہ ہو جائیں۔ کہ جن کو بجا لانا آپ کے لئے پھر مشکل ہو۔ قضا نماز کو خفیف سمجھنے اور اس میں لا پرواہی کرنے سے اللہ آپ کو اپنی پناہ میں رکھے اور تمام نمازوں کو اپنے معین اوقات میں ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

بیٹا :۔ ہم تھوڑے پیچھے جاتے ہیں اور نماز کے پہلے مکالمہ میں آپ نے واجب نمازوں کو شمار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میت کی قضا نمازیں مرد وارثوں پر واجب ہیں اگر میت نے اپنی زندگی میں ان کی قضا بجا نہ لائی ہو تو؟

باپ :۔ ہاں میت کی قضا نمازیں میت کے مرد وارثوں پر واجب ہیں۔ اگر میت قضا کو بجا لانے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن وارث پر خود ان نمازوں کی قضا بجا لانا واجب نہیں بلکہ ان کی قضا بجا لانے کے لئے کسی کو اجیر بنا سکتا ہے جو اجرت پر میت کی قضا نمازوں کو بجا لائے۔

نماز آیات

بیٹا :- آپ نے نماز آیات کا تذکرہ کیا تھا؟

باپ :- نماز آیات حیض و نفاس والی عورتوں کے علاوہ ہر مکلف پر واجب ہے۔ سورج گرہن' چاند گرہن اگرچہ جزئی طور پر ہی ہو (☆ زلزلہ کے وقت' اگرچہ خوف کا موجب نہ بھی ہو ☆) اور ہر آسمانی آفت جس سے انسان خوفزدہ ہو جائیں جیسے بجلی کا گرنا' چیخ' سیاہ آندھی' وغیرہ (☆ اور زمین کا دھنس جانا ☆) ان تمام اسباب کے وقت' آپ پر نماز آیات جماعت کے ساتھ یا فرادیٰ پڑھنا واجب ہے۔

بیٹا :- نماز آیات کو کب ادا پڑھنا واجب ہے؟

باپ :- سورج گرہن اور چاند گرہن میں اس کا وقت وسیع ہوتا ہے اور وہ سورج گرہن اور چاند گرہن کے شروع ہونے سے ختم ہونے تک ہے۔

بیٹا :- زلزلہ' بجلی کا گرنا' اور ہر آسمانی اور زمینی ڈرانے والی آفت کی نماز آیات کا وقت؟

باپ :- ان میں نماز آیات کو فورا بجا لائیں۔

بیٹا :- میں نماز آیات کیسے بجا لاؤں؟

باپ :- نماز آیات دو رکعت ہے اور اس کی ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں۔

بیٹا :- وہ کیسے؟

باپ :- آپ پہلے تکبیرۃ الاحرام کہیں پھر سورۃ فاتحہ پڑھیں۔ اس کے بعد ایک مکمل سورت پڑھیں۔ پھر رکوع کریں۔ جب آپ رکوع سے سر اٹھائیں تو پھر سورہ فاتحہ اور ایک اور سورۃ پڑھیں پھر رکوع میں چلے جائیں اسی طرح پانچ

رکوع بجا لائیں- جب پانچویں رکوع سے سر اٹھائیں تو سجدے کے لئے جھکیں دو سجدے بجا لائیں جیسا کہ باقی نمازوں میں بجا لاتے ہیں- پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں اور پہلی رکعت کی طرح اسے بھی بجا لائیں پھر رکوع کریں رکوع کے بعد دو سجدے اور تشہد و سلام پڑھیں اور اسی پر نماز ختم کر دیں- اس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ دو رکعت نماز دس رکوع پر مشتمل ہے-

نماز آیات کا ایک اور آسان طریقہ ہے- آپ تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد سورہ فاتحہ پڑھیں اور پانچ یا اس سے زیادہ آیات پر مشتمل سورت کا انتخاب کریں اور پھر سورہ فاتحہ کے بعد اس سورت کی پہلی آیت پڑھیں- اس کے بعد رکوع کریں پھر کھڑے ہو کر دوسری آیت پڑھیں اور اس کے بعد رکوع کریں پھر کھڑے ہو کر تیسری پڑھیں اس طرح پانچ رکوع بجا لائیں- جب پانچویں رکوع سے سر اٹھائیں تو سجدے کے لئے جھکیں پھر دو سجدے کریں اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں پھر سورہ فاتحہ پڑھیں اور پانچ یا اس سے زیادہ آیات پر مشتمل سورہ کا انتخاب کریں- اور پہلی رکعت کی طرح اس کو بھی بجا لائیں- پانچویں رکوع کے بعد سجدے میں جائیں- دو سجدے بجا لائیں اور پھر تشہد و سلام پڑھیں اور نماز کو ختم کر دیں- واضح رہے کہ اگر آپ سورت کے پانچ اجزا کرتے ہیں تو پانچویں رکوع سے پہلے ہر رکعت میں سورت کو مکمل کریں- نیز بسم اللہ کو آیت شمار نہ کریں-

بیٹا :- سورج و چاند گرہن لگ جائے اور مجھے معلوم نہ ہو یہاں تک کہ وہ ختم بھی ہو جائے تو؟

باپ :- جب سورج و چاند گرہن مکمل طور پر ہو اس طرح کہ پوری ٹکی گھیرے میں آ گئی ہو تو آپ پر قضا واجب ہے- اور اگر سورج یا چاند گرہن

جزوی ہو اور مکمل نہ ہو یعنی پوری ٹکی کو گھیرے ہوئے نہ ہو تو آپ پر اس کی قضا واجب نہیں ہے۔

بیٹا :- زلزلہ اور ....؟

باپ :- جب ان کے واقع ہونے کا آپ کو علم ہو اور آپ نماز آیات نہ پڑھیں تو (☆ قضا واجب ہے ☆) اور اگر ان کے واقع ہونے کا علم نہ ہو یہاں تک کہ وقت گذر جائے تو آپ پر قضا واجب نہیں ہے۔

بیٹا :- اگر سورج یا چاند گرہن زمین کے کسی حصے میں نظر آئے تو کیا مجھ پر نماز آیات پڑھنا واجب ہے۔

باپ :- ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ پر نماز آیات اس وقت واجب ہے جب آپ کے شہر یا اس کے ساتھ ملحق شہر یا ایسے شہر میں کہ جہاں سورج یا چاند گرہن لگنے کی صورت میں دونوں شہروں میں نظر آئے اور اگر دنیا کے کسی دور شہر میں سورج و چاند گرہن لگے تو آپ پر نماز آیات واجب نہیں ہے۔

بیٹا :- آپ نے فرمایا تھا کہ نماز دو قسم کی ہے واجب اور مستحب۔ آپ نے مستحب نمازوں کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کی۔

باپ :- مستحب نمازیں بہت زیادہ ہیں۔ جن کو یہاں ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں سے کچھ کو میں ذکر کرتا ہوں۔

ا۔ نماز شب۔ (نماز تہجد) اس کی ادائیگی کا وقت نصف رات سے طلوع فجر تک ہے۔ جتنا طلوع فجر کے قریب وقت میں پڑھیں افضل ہے۔ اور وہ آٹھ رکعات ہیں۔ نمازی ہر دو رکعت کے بعد نماز صبح کی طرح سلام پڑھے گا۔ جب آٹھ رکعتیں مکمل ہو جائیں۔ دو رکعت نماز شفع پڑھے اور پھر ایک رکعت نماز وتر پڑھے یہ کل گیارہ رکعت پوری جائے گی۔

بیٹا :- مجھے بتائیں میں نے ایک رکعت نماز وتر کیسے پڑھنی ہے؟

باپ :- آپ پہلے تکبیر کہیں پھر حمد پڑھیں اور مستحب ہے کہ سورہ حمد کے بعد تین مرتبہ سورہ توحید اور سورہ الفلق والناس پڑھیں پھر دعا کے لئے ہاتھ بلند کریں اور جو چاہیں دعا کریں۔ مستحب ہے کہ خوف خدا سے روئیں اور چالیس مومنین کا نام لے کر استغفار کریں اور ستر مرتبہ (استغفر اللّٰہ ربی واتوب الیہ) سات مرتبہ (ھذا مقام العائذبلٔ من النار) تین سو مرتبہ العفو پڑھیں۔ اس کے بعد رکوع کریں اور پھر ویسے ہی سجدہ کریں۔ جیسے پنجگانہ نمازوں میں کرتے ہیں۔ پھر تشہد اور سلام پڑھیں۔ اور آپ فقط شفع اور وتر پر بھی انحصار کر سکتے ہیں۔ بلکہ جب وقت تنگ ہو تو فقط وتر پر بھی انحصار ہو سکتا ہے۔

بیٹا :- نماز شب کی فضیلت تو بیان کریں؟

باپ :- نماز شب کی بہت فضیلت ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا! کہ پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت میں فرمایا کہ۔ و علیلٔ بصلاۃ اللیل و علیلٔ بصلاۃ اللیل و علیلٔ بصلاۃ اللیل تمہارے لئے نماز شب ضروری ہے۔ تمہارے لئے نماز شب ضروری ہے تمہارے لئے نماز شب ضروری ہے۔ نیز حضورؐ فرماتے ہیں صلوٰۃ رکعتین فی جوف اللیل احب الی من الدنیا و ما فیھا۔ نصف شب میں دو رکعت نماز مجھے دنیا و ما فیھا سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت ابو عبداللہؑ فرماتے ہیں۔ اس شخص کے جواب میں جس نے بھوک کی شکایت کی کہ کیا تو نے نماز شب پڑھی ہے؟ اس نے کہا ہاں آپؑ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو نماز شب پڑھے اور پھر دن کو بھوکا ہو؟ کیونکہ اللہ تعالٰی نے نماز شب پڑھنے والے شخص کے دن کی خوراک کی خود ضمانت لی ہے۔

۲- نماز وحشت- یہ نماز میت کے دفن ہونے والی پہلی رات جب چاہیں پڑھ سکتے ہیں اور یہ دو رکعت ہے- پہلی رکعت میں سورۃ حمد کے بعد آیۃ الکرسی (☆ ھم فیھا خالدون ☆) تک پڑھیں- اور دوسری رکعت میں سورۃ حمد کے بعد دس مرتبہ سورۃ القدر پڑھیں- تشہد و سلام کے بعد پڑھیں اللھم صل علی محمد و آل محمد وابعث ثوابھا الی قبر فلان- فلان کی جگہ میت کا نام لیں-

۳- نماز غفیلہ- یہ دو رکعت نماز ہے جو مغرب و عشاء کی نمازوں کے درمیان پڑھی جاتی ہے- آپ پہلی رکعت میں سورۃ حمد کے بعد یہ آیت پڑھیں- و ذا النون اذ ذھب مغاضبا" فظن ان لن نقدر علیہ فنادی فی الظلمات ان لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجبنالہ و نجیناہ من الغم و کذالک ننجی المومنین سورۃ الانبیاء آیت- ۸۷ اور دوسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد یہ آیت پڑھیں- و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو و یعلم ما فی البر و البحر و ما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین○ سورۃ الانعام ۵۹
پھر دعا کے لئے ہاتھ بلند کریں اور پڑھیں- اللھم انی اسائلک بمفاتح الغیب التی لا یعلمھا الا انت ان تصلی علی محمد و آل محمد و ان تفعل بی ...... اس کے بعد اپنی حاجت کا تذکرہ کریں پھر کہیں- اللھم انت ولی نعمتی والقادر علی طلبتی تعلم حاجتی فاسائلک بحق محمد و آلہ علیہ و علیھم السلام لما قضیتھا لی پھر اپنی حاجت اللہ تعالٰی سے طلب کریں وہ حاجت پوری ہوگی انشاء اللہ -

۴- ہر ماہ کے پہلے دن کی نماز! وہ رکعت ہے پہلی رکعت میں سورۃ الحمد

کے بعد سورۃ توحید تین بار پڑھیں- اور دوسری رکعت میں سورۃ حمد کے بعد تین بار سورۃ القدر پڑھیں- پھر جتنا ممکن ہو صدقہ دیں- یہ نماز و صدقہ اس ماہ کی سلامتی کا سبب ہوگا اور اس کے بعد بعض مخصوص قرآنی آیات کی تلاوت بھی مستحب ہے-

۵- نماز حضرت امیرالمومنینؑ! یہ چار رکعت نماز ہے- اس کو نماز صبح کی طرح دو دو رکعت کرکے پڑھیں- ہر رکعت میں سورۃ الحمد ایک مرتبہ اور سورۃ توحید پچاس مرتبہ پڑھیں-

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں- جو شخص چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں پچاس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا-

۶- ہر مشکل کے حل کے لئے نماز! یہ بھی دو رکعت ہے- حضرت ابو عبداللہؑ فرماتے ہیں- جب تجھے کوئی مشکل درپیش ہو- تو دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ، قل ھو اللہ احد اور انا فتحنا..... و ینصرک اللہ نصراً عزیزاً تک پڑھیں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سورۃ قل ھو اللہ احد اور سورہ الم نشرح لک صدرک پڑھیں- بے شک یہ ایک مجرب عمل ہے-

روزہ

میرے والد نے ماہ رمضان سے متعلق گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا......
کہ جب ماہ مبارک کی آمد ہوتی پیغمبر اسلامؐ اپنے اہل بیتؑ اور اصحاب کو اکٹھا کرتے اور فرماتے۔

"اے لوگو! اللہ کا مہینہ تمہاری طرف رحمت، برکت اور مغفرت کے ساتھ آ رہا ہے یہ ایسا مہینہ ہے جو خدا کے نزدیک سب مہینوں سے بہتر ہے۔ جس کے دن تمام ایام سے افضل جس کی رات تمام راتوں سے جس کی گھڑیاں تمام گھڑیوں سے بہتر ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں تمہیں اللہ کی مہمانی کی طرف دعوت دی گئی ہے جس میں تمہیں اہل کرامت میں سے قرار دیا ہے۔ تمہارا اس ماہ میں سانس لینا تسبیح اور اس میں سونا عبادت کا ثواب رکھتا ہے۔ تمہارے اعمال اس میں قبول اور تمہاری دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ پس تم سچی نیت اور پاکیزہ دل سے خداوند عالم سے سوال کرو کہ وہ تمہیں اس مہینے کے روزے رکھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔ بدبخت ہے وہ جو اس بابرکت مہینے میں اللہ تعالیٰ کی بخشش سے محروم رہے.........

اے لوگو! اس مہینے میں جنت کے دروازے کھلے ہیں پس تم اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ ان دروازوں کو بند نہ کرے اور جہنم کے دروازے بند ہیں تم خدا سے التجا کرو کہ وہ ان دروازوں کو تم پر نہ کھولے۔ اس ماہ میں شیاطین کو قید میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس سے سوال کرو کہ وہ ان کو تم پر مسلط نہ کرے۔"

پھر میرے والد نے نبی اکرمؐ کے خطبہ کے آخری حصہ کی طرف مجھے

متوجہ کیا۔ گویا وہ میرے لئے اشارہ کرنا چاہتے تھے ان اعمال کی طرف جو مجھے اس مہینے میں بجا لانا ہیں۔ پس انہوں نے پیغمبرؐ کے فرمان کو پڑھا۔ اے لوگو! اس مہینے میں جو شخص کسی مومن روزہ دار کا روزہ افطار کرائے گا گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک غلام کو آزاد کیا۔ اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے تمام اس کی طاقت نہیں رکھتے! تو آپؐ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ سے بچو! اگرچہ وہ کھجور کے ٹکڑے کے ساتھ افطار کرانے کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ سے ڈرو اگرچہ پانی کے گھونٹ ہی کے ذریعہ روزہ افطار کراؤ! اللہ تعالیٰ اس تھوڑے عمل کا اجر عطا کرتا ہے اس کو جو اس تھوڑے سے عمل سے زیادہ کی قدرت نہ رکھتا ہو۔

اے لوگو! اس مہینے یں اچھے اخلاق رکھنے والا شخص پل صراط سے (آسانی) سے گذر جائے گا جس روز لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔ اس مہینے میں جو شخص اپنے غلام سے تھوڑا کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں تخفیف کر دے گا۔ جو شخص اس مہینے میں برائی سے رکے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے غضب کو اس سے روک لے گا۔ اس مہینے میں جو شخص یتیم کی عزت کرے گا اللہ تعالیٰ آخرت کے دن اس کی عزت کرے گا۔ اس ماہ میں جو شخص صلہ رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو اس کے شامل حال رکھے گا۔ اس ماہ میں جو قطع رحمی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنی رحمت کو روک لے گا۔ اس ماہ میں جو شخص قرآن مجید کی ایک آیت کی تلاوت کرے گا۔ اس کا ثواب اس شخص کا سا ہے جس نے ماہ رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ میں ختم قرآن کیا ہو۔

پیغمبر اسلامؐ کے خطبے کے اس مقام تک پہنچنے کے بعد میرے والد نے ان

روزے داروں پر تنقید کرنا شروع کی جو روزہ فقط کھانے اور پینے سے رکنے کا نام سمجھتے ہیں۔ حضرت امیرالمومنینؑ کے اس فرمان کو دلیل قرار دیتے ہوئے کہ بہت سارے روزے دار ایسے ہیں کہ جن کو سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور بہت سے قیام (رات کو عبادت) کرنے والے ایسے ہیں کہ جنہیں سوائے تھکاوٹ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پھر میرے والد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان پڑھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب تو روزہ رکھے تو تیرے کان، آنکھ، بال اور چمڑا حتی کہ تمام جوارح کا روزہ ہونا چاہیے۔

نیز حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں فقط کھانے اور پینے سے رکنے کا نام روزہ نہیں۔ جب تم روزہ رکھو اپنی زبانوں کو جھوٹ سے بچاؤ، محرمات سے آنکھیں بند رکھو، جھگڑا و فساد، حسد، غیبت، سب و شتم، کسی پر ظلم نہ کرو..... تم جھوٹی بات، دشمنی، فساد، سوء ظن، غیبت چغلی سے بچو، آخرت کی طرف متوجہ رہو۔ آئندہ دنوں کا انتظار کرو۔ اللہ کے وعدوں کے منتظر رہو۔ آخرت کے لئے زاد راہ لے لو۔ آپ کے لئے اطمینان، سنجیدگی، خشوع و خضوع لازم ہے تم ایسے غلام کی طرح اپنے مولی کے مطیع رہو جو ہر وقت مولی سے خائف بھی ہو اور رحمت کی امید بھی رکھے ہوئے ہو۔

پھر میرے والد نے ایک واقعہ بیان کیا جو حضرت پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ پیغمبر اسلامؐ نے ایک روزے دار عورت کو دیکھا جو اپنی ہمسایہ عورت کو گالیاں دے رہی تھی۔ حضرت نے کھانا منگوایا اور اسے دیا کہ اسے کھا لو اس نے کہا یا رسول اللہؐ میرا تو روزہ ہے تو آپ نے فرمایا تیرا روزہ کیسے ہے؟ جب تو اپنی ہمسایہ عورت کو گالیاں دے رہی تھی۔ یاد رکھو روزہ کا مقصد فقط کھانے اور پینے سے رکنا نہیں ہے بے شک روزہ ان دو کے علاوہ تمام برے افعال و اقوال سے رکنے کا نام ہے۔ روزہ کس قدر کم ہے اور

بھوک کس قدر زیادہ ہے۔

یعنی بھوکے رہنے والے بہت زیادہ ہیں اور حقیقی روزے والا کس قدر کم ہیں۔

بیٹا :- میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے مجھے اتنا ڈرایا۔ اب میرے اوپر واجب ہے کہ میں اسی سال ماہ مبارک کے روزے رکھوں لیکن مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ ماہ رمضان شروع ہو گیا ہے تاکہ میں روزے رکھوں۔

باپ :- آپ ماہ رمضان کو چاند کے دیکھنے کے ذریعہ معلوم کریں۔ پس جب ماہ رمضان کا چاند ثابت ہو جائے تو آپ پر اس مہینے کے روزے رکھنا واجب ہیں۔ اور چاند چند طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ آپ خود چاند دیکھیں۔

۲۔ چاند دیکھنے کی دو عادل مرد گواہی دیں۔

۳۔ ماہ شعبان سے تیس روز گذر جائیں ۔ جب شعبان کے تیس دن مکمل ہو جائیں گے تو ماہ رمضان شروع ہو جائے گا۔

۴۔ عام لوگوں کے ہاں ماہ رمضان کے چاند کا ثبوت عام ہو جائے۔ جس سے آپ کو پہلی کے چاند کے ثبوت کا یقین ہو جائے۔

بیٹا :- تو ایسی صورت میں کہ میں نہیں جانتا کل آنے والا دن شعبان کی تیسویں تاریخ ہے یا ماہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے تو کیا میں اس روز روزہ رکھوں؟

باپ :- آپ آخر شعبان کی نیت سے روزہ رکھیں اور جب دن میں معلوم ہو جائے کہ آج ماہ رمضان کی پہلی ہے تو تجدید نیت کر لیں۔ اور یہ آپ کے لئے ماہ رمضان کا روزہ شمار ہو گا اور آپ پر کچھ نہیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ یوم الشک کا روزہ نہ رکھیں۔

بیٹا :- مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ ماہ رمضان ختم ہو گیا ہے اور ماہ شوال شروع ہو گیا ہے۔ پس ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھوں!

باپ :- چاند کے ثبوت کا جو طریقہ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کے متعلق گذر چکا ہے وہی یہاں جاری ہوگا۔ کہ آپ خود چاند دیکھیں یا دو عادل افراد چاند دیکھنے کی گواہی دیں یا....

بیٹا :- ہاں -- ہاں -- اگر میرے لئے ماہ رمضان کا چاند ثابت ہو جاتا ہے تو؟

باپ :- تو آپ پر اور ہر مسلمان ' بالغ' عاقل جس کے لئے روزہ نقصان دہ نہ ہو۔ اور وہ اپنے وطن میں موجود ہو مسافر نہ ہو بے ہوش نہ ہو ان پر روزہ رکھنا واجب ہے۔

اور عورتوں کے لئے اس وقت روزہ رکھنا واجب ہے جب وہ حیض و نفاس سے پاک ہوں پس حیض اور نفاس والی عورت روزہ نہیں رکھ سکتی۔

بیٹا :- اگر روزہ رکھنے سے جان کا خطرہ ہو تو؟

باپ :- جس شخص کو روزہ کی وجہ سے کسی بیماری کے لگنے یا بیماری کے شدید ہونے یا مرض سے دیر سے شفایاب ہونے کا خطرہ ہو تو وہ روزہ نہ رکھے۔

بیٹا :- اور مسافر؟

باپ :- اگر زوال کے بعد سفر کرتا ہے تو اس کا روزہ درست ہے۔

بیٹا :- اور اگر فجر کے بعد سفر کرتا ہے؟

باپ :- اگر فجر کے بعد سفر کرے اور رات سے ہی سفر کا ارادہ تھا تو روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر اس نے رات کو سفر کی نیت نہیں کی تھی اور فجر کے بعد سفر شروع کر دیتا ہے تو روزہ کو مکمل کرے۔

بیٹا :- اگر میں روزہ رکھنے کا ارادہ کروں تو میں کیسے رکھوں؟

باپ :- آپ اول فجر سے غروب شمس تک تمام مبطلات روزہ کے ترک

کرنے کی قربتہ الی اللہ نیت کریں

بیٹا :- مبطلات روزہ کونسی چیزیں ہیں؟

باپ :- نو چیزوں کا انجام دینا روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔

۱، ۲ - جان بوجھ کر کھانا اور پینا تھوڑا ہو یا زیادہ۔

بیٹا :- اگر میں بھول کر کچھ کھا پی لوں تو؟

باپ :- جب تک جان بوجھ کر نہ کھائیں آپ کا روزہ صحیح ہے۔

بیٹا :- کیا روزہ کی حالت میں میرے لئے جائز ہے کہ پانی منہ میں ڈالوں اور پھر باہر پھینک دوں۔

باپ :- ہاں یہ آپ کے لئے جائز ہے لیکن اگر پانی سہوا" حلق تک پہنچ گیا تو اس روزہ کی قضا واجب ہوگی مگر واجب وضو کے لئے کلی کرتے وقت پانی حلق میں سہوا" پہنچ جائے تو قضا واجب نہیں ہے۔

۳- اللہ ، رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ پر عمدا" جھوٹ بولنا۔

۴- عمدا" ملاپ جنسی- یا جماع کرنا چاہے قبل میں ہو (یا دبر میں) فاعل ہو یا مفعول۔

بیٹا :- روزے دار میاں ، بیوی کا کیا حکم ہے؟

باپ :- وہ ماہ مبارک کی رات میں مباشرت کر سکتے ہیں دن میں نہیں۔

۵- استمناء - منی کا خارج کرنا۔

۶- طلوع فجر تک جنابت پر باقی رہنا- پس اگر کوئی رات میں مجنب ہو جاتا ہے تو اسکے لئے واجب ہے کہ وہ طلوع فجر سے پہلے غسل کرے۔ تاکہ طلوع فجر کے وقت وہ پاک ہو تو روزہ رکھے گا۔

بیٹا :- اگر کوئی شخص رات کے وقت مجنب ہو جاتا ہے اور کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے غسل نہیں کر سکتا تو؟

باپ :۔ اگر آپ کو معلوم ہے کہ میں غسل نہیں کر سکوں گا تو مجنب ہونے سے اجتناب کریں اور جنب کرنا جائز نہیں، اور اگر عمداً" مجنب ہو گئے تو آپ کا روزہ باطل ہوگا۔ اور آپ پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے اور اگر یہ نہیں جانتے کہ مجنب ہونے کے بعد غسل پر قدرت نہیں رہے گی اور مجنب ہو جاتے ہیں تو کوئی شی نہیں ہے۔

بیٹا :۔ اور عورت؟

باپ :۔ اگر عورت رات کو حیض اور نفاس سے پاک ہو گئی ہے تو اس پر طلوع فجر سے پہلے غسل کرنا واجب ہے تاکہ طلوع فجر کے وقت پاکیزہ ہو اور روزہ رکھ سکے۔ واضح رہے کہ عورت حیض اور نفاس کے ایام میں روزہ نہیں رکھے گی اور جتنے روزے ماہ مبارک میں نہیں رکھ سکے گی بعد میں ان کی قضا بجا لائے گی۔ البتہ حیض و نفاس کے ایام میں نہ پڑھی جانے والی نمازوں کی قضا عورت پر واجب نہیں ہے۔

بیٹا :۔ اگر روزہ کی حالت میں دن میں مجھے احتلام ہو جاتا ہے اور منی خارج ہوتی ہے میں جب نیند سے بیدار ہوتا ہوں تو اپنے آپ کو مجنب پاتا ہوں تو؟

باپ :۔ اگر روزے دار کو احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔ پس جب بھی اسے پتہ چلے کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے وہ غسل کر لے اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ ہاں اگر ماہ مبارک کے قضا روزہ میں اسے علم ہے کہ نیند میں فجر سے پہلے احتلام ہو جائے گا تو پھر اسی حالت میں روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے۔

بیٹا :۔ کیا روزہ دار شخص روزہ کی حالت میں غسل کر سکتا ہے۔

باپ :۔ ہاں روزے دار اپنے جسم کو پانی سے صاف کر سکتا ہے اور جب چاہے اسے دھو سکتا ہے۔ اس کا اس کے روزے پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ لیکن سزاوار یہ ہے کہ روزہ دار روزے کی حالت میں اپنا سر پانی میں نہ ڈبوئے۔

اس سے بچنے کے لئے اپنے سر اور جسم پر پانی ڈال سکتا ہے حتیٰ کہ اسے پورا دھو سکتا ہے۔

۷۔ تمباکو نوشی۔ ۸۔ جان بوجھ کر قے کرنا۔

بیٹا :۔ اگر عمداً قے نہ کرے؟

باپ :۔ تو اس کا روزہ درست ہے۔

۹۔ جان بوجھ کر پانی یا کسی اور بہنے والی چیز سے حقنہ کرنا۔

بیٹا اگر روزے دار سابق الذکر مفطرات میں سے کسی کا جان بوجھ کر ارتکاب کر دیتا ہے تو؟

باپ :۔ اس دن کا روزہ باطل ہے اور دن کے باقی وقت میں مفطرات سے رکنا واجب ہے۔ اگر اس نے حلال چیز کے ساتھ روزہ کو باطل کیا ہو تو اس دن کا کفارہ اور قضا واجب ہوگی اور کفارہ تین چیزوں میں سے کسی ایک کو ادا کرنا۔ ایک غلام آزاد کرنا' یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دو مہینے پے در پے روزے رکھنا۔

لیکن حقنہ کرنے ' جان بوجھ کر قے کرنے اور اللہ و رسول اور آئمہ علیہم السلام پر جھوٹ باندھنے سے کفارہ واجب نہیں ہے۔

بیٹا :۔ اگر کسی ایسی چیز سے روزہ افطار کرتا ہے جو حلال نہیں ہے تو؟

باپ :۔ اگر انسان شراب پینے یا زنا جیسی حرام چیزوں سے روزہ باطل کر دیتا ہے تو اس پر ہر دن کے بدلے میں تینوں کفارے واجب ہوں گے۔ پھر اس کے بعد اس دن کی قضا بھی بجا لانی ہوگی۔

بیٹا :۔ تین کفاروں سے آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ ہر دن کے بدلے دو مہینوں کے متواتر روزے رکھے' ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور غلام آزاد کرے۔

باپ :۔ ہاں ہر دن کے بدلے یہ تین کفارے واجب ہیں۔

بیٹا :- اگر غلام نہ ہونے کی وجہ سے وہ غلام کو آزاد کرنے پر قادر نہ ہو تو؟
باپ :- فقط دو پر انحصار کرے گا۔
بیٹا :- اگر مجھ پر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہو تو میں ہر مسکین کو کتنا کھانا کھلاؤں؟
باپ :- کھجور، گندم، آٹا، چاول یا دال یا ان کے علاوہ جس کو طعام کہا جاتا ہے آپ ہر دن کے بدلے میں ۹۰۰ گرام مسکین کو دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں۔ طعام کے بدلے میں مال دینا جائز نہیں بلکہ فقط طعام بغیر کسی دوسری شے کے دینا جائز ہے۔ ہاں یہ جائز ہے کہ آپ اس کو نقدی دیں اور اس کو وکیل بنائیں کہ وہ آپ کی طرف سے طعام خریدے اور پھر اپنے قبضہ میں لے لے۔
بیٹا :- میں دو ماہ کے متواتر روزے کیسے رکھوں؟
باپ :- آپ اکتیس دن متواتر روزے رکھیں اور باقی روزے وقفے کے ساتھ بھی رکھ سکتے ہیں۔
بیٹا :- اگر کسی عذر شرعی (مرض یا سفر) کی وجہ روزہ نہ رکھوں تو؟
باپ :- مرض یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی صورت میں سال میں عیدین کے علاوہ جب چاہیں قضا روزہ رکھیں۔
بیٹا :- اگر مرض یا کوئی اور عذر آئندہ ماہ رمضان تک پورا سال باقی رہے تو؟
باپ :- اس وقت آپ سے قضا ساقط ہے اور فدیہ واجب ہے۔

روزہ سے متعلق گفتگو ختم کرنے سے پہلے میں چند چیزوں کی طرف اشارہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

۱۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا روزہ جائز نہیں، قضا و غیر قضا وغیرہ۔

۲۔ اگر کسی شخص پر قضا روزے باقی ہوں اور ان کو بجا لانے کا ارادہ بھی رکھتا

تھا اور مر گیا تو اس کے مرد وارثوں پر ان کی قضا واجب ہے۔ اگرچہ کسی شخص کو اجیر بنا کر میت کی طرف سے روزے رکھوائے جائیں۔

۳۔ درج ذیل افراد پر ماہ رمضان کا روزہ واجب نہیں ہے۔

(الف) بوڑھا مرد یا عورت۔ اسی طرح ایسا مریض جس کو پیاس کی مرض ہو۔ جب اس کے لئے روزہ رکھنا مشکل ہو۔ یا روزہ رکھنا مشقت کا باعث ہو۔ اس وقت ان پر فدیہ واجب ہے۔ ہر روزے کے بدلے ۹۰۰ گرام گندم دینا واجب ہے۔ یہ گندم باقی چیزوں سے افضل ہے اور ان افراد پر روزے کی قضا بھی واجب نہیں ہے۔

(ب)۔ حاملہ عورت جس کا بچہ پیدا ہونے والا ہو اور روزہ اس کے لئے باعث مشقت ہو جنین اور خود اس عورت کے لئے ضرر نہ ہو تو بھی اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے قضا اور فدیہ دونوں دے۔

(ج)۔ بچے کو دودھ پلانے والی عورت پر روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ جب اس کا روزہ رکھنا دودھ میں کمی یا خشک ہو جانے کا باعث بنے۔ چاہے اس کو یا اس کے بچے کو ضرر نہ بھی ہو اس کے بعد اس پر قضا اور فدیہ دونوں واجب ہوں گے۔

بیٹا :۔ یہ تو وہ صورت ہے کہ جب روزہ دونوں کے لئے نقصان دہ نہ ہو پس اگر روزہ بچہ اور اس کی ماں یا فقط بچے کے لئے نقصان کا باعث بنتا ہو تو اور کوئی اور عورت بھی نہ ہو جو بچے کو دودھ پلائے تو؟

باپ :۔ تو اس عورت پر روزہ نہ رکھنا واجب ہے جیسا کہ مریض پر روزہ نہ رکھنا واجب ہے۔ مگر ان دونوں پر اس دن کی قضا واجب ہے۔

۴۔ نماز کی طرح روزہ بھی مستحب اور واجب ہوتا ہے۔ بلکہ روزہ سنت موکدہ میں سے ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ روزہ جہنم سے ڈھال ہے اور یہ بدن کی

زکواۃ ہے اور اس کے ذریعہ بندہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور روزے دار کا سونا عبادت ہے۔ اس کا سانس لینا اور خاموشی تسبیح ہے۔ اس کا عمل اللہ کے ہاں قبول اور اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسرا جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔

مستحب روزے درج ذیل ہیں۔

(ا) - ہر قمری مہینے کے تین روزے روزہ رکھنا مستحب ہیں۔ پہلی جمعرات ' آخری جمعرات اور دوسری دھائی کے پہلے بدھ کو روزہ رکھنا بہتر ہے۔

(ب)- عید میلادالنبیؐ اور ۲۷ رجب

(ج)- عید غدیر ۱۸ ذوالحجہ

(د)- ۲۵ ذوالقعدہ کو

(ھ)- ۲۴ ذوالحجہ کو (عید مباہلہ)

(و)- پورا رجب کا مہینہ یا رجب کے کچھ دن

(ز)- پورا شعبان کا مہینہ یا شعبان کے کچھ دن

اس کے علاوہ بھی مستحب روزے بہت زیادہ ہیں جن کے ذکر کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔

زکواۃ فطرہ

ہر بالغ، عاقل سال بھر کے اخراجات رکھنے والے شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنی اور ان افراد کی طرف سے فطرہ ادا کرے کہ جن کا یہ کفیل ہے وہ نزدیک کے رشتہ دار ہوں یا دور کے چھوٹے ہوں یا بڑے حتیٰ کہ وہ مہمان جو عید کی رات شروع ہونے سے پہلے آئے اور اس کے دسترخوان پر کھانا کھانے والوں میں شمار ہو تو اسکا فطرہ بھی واجب ہے۔

بیٹا :۔ سال بھر کے اخراجات رکھنے والے شخص کی تعریف کیا ہے اور اس کی حدود کیا ہیں؟

باپ :۔ سال بھر کے اخراجات کا مالک اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے وہ تمام اخراجات جو اس کی شان کے مطابق ہوں رکھتا ہو یا سال کے اخراجات مہیا کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ ہر روز کام کرنے کے ذریعے یا تجارت وغیرہ کے ذریعے۔

بیٹا :۔ زکواۃ فطرہ کی مقدار کتنی ہے؟

باپ :۔ زکواۃ فطرہ فی نفر ایک صاع ساڑھے تین کلو گرام ہے۔ گندم، جو، کھجور، کشمش یا ہر وہ چیز جس کو اس کے عیال عام طور پر کھاتے ہوں یا ان کی قیمت مستحق کو دے یا عید کے دن فجر سے (☆ زوال تک ☆) فطرہ کی نیت سے الگ کر دے۔ اور بعد میں اس کی ادائیگی کر دے عید نماز پڑھنے والے شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے فطرہ ادا کرے۔ فطرہ کا وہی مستحق ہے جو زکواۃ کا مستحق ہے جیسے فقیر اور مسکین وغیرہ۔

واضح رہے کہ غیر سید فطرہ دینے والا سید کو فطرہ نہیں دے سکتا۔ اور نہ ہی ان کو فطرہ دے سکتا ہے جن کا خرچہ اس پر واجب ہے جیسے باپ، ماں، زوجہ، بیٹا۔

حج

بیٹا :- میرے والد کے دل میں عبادت خدا' ذکر الہیٰ' دعا و مناجات اور بیت اللہ کی زیارت کی یاد ابھی تازہ ہی تھی- کہ میں نے سوال کیا کہ آپ اپنے پہلے حج کی روئیداد سنائیں-

باپ :- فرمایا آپ نے قرآن مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی "و اذ جعلنا البیت مثابة للناس وامنا" سورہ البقرہ ۲۵

ترجمہ- اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے ایک مقام رجوع اور امن قرار دیا-

اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرمان ابراهیم علیہ السلام کی زبان پر اس طرح جاری ہوا ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوات فاجعل افئدة من الناس تھوی الیھم- (سورہ ابراہیم ۳۷)

ترجمہ- اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک بنجر "زمین" میدان میں آباد کر دیا ہے تیرے معظم گھر کے قریب (یہ اس لئے) اے ہمارے پروردگار کہ وہ لوگ نماز کا اہتمام کریں سو تو کچھ لوگوں کے دل انکی طرف مائل کر دے-

انہوں نے فرمایا- میرا دل چاہتا ہے کہ میں دوبارہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کروں اور وہ وادی جس میں نہ پانی ہے نہ گھاس لیکن وحی الہیٰ کے نور سے سرسبز ہے-

پھر میرے والد محترم نے اپنا سر نیچے کر لیا اور آہستہ آہستہ دل میں کچھ

پڑھنے لگے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کچھ اشعار پڑھ رہے ہیں۔

پھر سر بلند کر کے فرمایا! کہ اب بھی جب حج کا موسم آتا ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں یہ سعادت دوبارہ حاصل کروں! میں نے اس کی دعا بھی مانگی تھی کہ اے اللہ مجھے دوسری..... تیسری.... چوتھی مرتبہ حج کی سعادت نصیب فرما!

بیٹا :- کیا پہلے حج کے بعد دوسرا پھر تیسرا اور پھر چوتھا حج واجب ہے ؟

باپ :- ہرگز نہیں۔ حج زندگی میں ایک مرتبہ استطاعت کے بعد واجب ہوتا ہے۔ اللہ تعالے کا قرآن مجید میں ارشاد ہے "وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا" - (سورہ آل عمران ۹۷)

ترجمہ۔ اور لوگوں میں اس شخص پر اللہ کے گھر کا حج واجب ہے جو وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔

دوسرا اور تیسرا حج مستحب ہے نہ واجب اور پھر انھوں نے یوں حج کی کہانی شروع کی۔

مقام جحفہ ان پانچ مواقیت (احرام باندھنے کی جگہیں) میں سے ایک میقات ہے۔ جہاں پہنچنے کے بعد میں نے اپنا لباس تبدیل کیا اور (☆ احرام کی چادریں پہن لیں ☆) احرام عمرہ تمتع کی نیت کی۔ پھر میں نے فصیح عربی زبان میں تلبیہ کہا (لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ' ان الحمد و النعمة لک والملک" لا شریک لک لبیک

جب میں نے "لبیک" کہا تو میرے جسم کے جوڑ کانپنے لگے۔ خوف خدا سے جسم میں کپکپی طاری ہو گئی اس جیسی کیفیت اس سے پہلے کبھی طاری نہیں ہوئی تھی۔ تب مجھے احساس ہوا کہ آپ کے امامؑ جب تلبیہ پڑھتے تو خوف خدا سے ان کا رنگ زرد ہو جاتا۔ زبان لڑکھڑا جاتی۔ اور تلبیہ کہتے ہوئے رک

جاتے احرام باندھنے کے وقت مجھ پر چند چیزیں حرام ہو گئیں۔ عورتوں سے مجامعت و ملاعبت' خوشبو کا استعمال ' آئینہ دیکھنا زینت کے لئے' مردوں کے لئے سلا ہوا لباس پہنا' بالوں کا اکھاڑنا' ناخن اتارنا' جوراب پہننا اور سر کو ڈھانپنا' اور اس کے علاوہ کچھ دیگر چیزیں ہیں جن کا تذکرہ مفصل فقہ کی کتابوں کے اندر موجود ہے۔

بیٹا :- احرام باندھنے کے بعد؟

باپ :- احرام باندھنے کے بعد میں با طہارت ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف چلا تاکہ خانہ کعبہ کا طواف کروں جو بیت اللہ کے ارد گرد سات چکر کی صورت میں حجر اسود سے ابتداء اور حجر اسود پر انتہا کرتے ہوئے مکمل ہوتا ہے۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کی جو سات چکروں پر مشتمل تھی صفا سے شروع ہوئی اور مروہ پر ختم ہوئی۔ جب میں نے سعی کا ساتواں چکر مکمل کر لیا تو تقصیر کی' سر کے تھوڑے سے بال کاٹے۔ اور اسی کے ساتھ میں نے حج کا عمرہ تمتع مکمل کر لیا۔ اور میں نے احرام کھول دیا اور آٹھ ذوالحجہ کا انتظار کرنے لگا تاکہ اس روز دوسری مرتبہ حج تمتع کے لئے احرام باندھوں۔ وہ دن آگیا اور میں نے آٹھ ذوالحجہ (یوم ترویہ) کو احرام باندھا۔ اور حج تمتع کی نیت کی۔ تلبیہ کہا۔ پھر میں کھلی گاڑی میں عرفات کی طرف چلا۔ عرفات میں میرے لئے نو ذوالحجہ کے زوال سے لے کر غروب تک ٹھہرنا واجب تھا۔ ناویں ذوالحجہ کا سورج غروب ہوا تو میں مزدلفہ کی طرف روانہ ہوا مزدلفہ (مشعرالحرام) میں دسویں ذوالحجہ کی رات گذاری (☆ مزدلفہ میں دسویں کی آدھی رات سے لے کر طلوع فجر کے بعد اتنی دیر تک رہنا واجب ہے کہ جب انسان کو چلنے کے لئے راستہ نظر آئے ☆)

جب دسویں ذوالحجہ کا سورج طلوع ہوا تو میں مزدلفہ سے منیٰ کی طرف گیا اور ساتھ ہی مزدلفہ سے کنکریاں بھی اٹھا لیں۔ کیونکہ اس دن تین کام مجھ پر واجب تھے۔۔

(۱) رمی جمرہ عقبہ بڑے شیطان کو ایک ایک کر کے سات کنکریاں مارنا۔

(۲) قربانی۔

(۳) حلق - سر منڈانا۔ بالوں کا منیٰ میں چھوڑنا واجب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ حلق منیٰ ہی میں ہو جب میں نے تین کام مکمل کر لئے تو حلق کے بعد میں نے احرام کھول دیا۔ پھر دوبارہ میں مکہ مکرمہ کی طرف آیا تاکہ حج کا طواف کروں اور طواف کی دو رکعت نماز پڑھوں۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کروں جیسا کہ میں نے پہلے طواف کیا تھا اور نماز پڑھی تھی اور سعی کی تھی اب کی مرتبہ بھی ویسے ہی کیا۔ جب میں نے ان کاموں کو مکمل کیا تو میں نے طواف النساء کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میں منیٰ کی طرف لوٹا۔ کیونکہ وہاں گیارہویں اور بارہویں رات گذارنی واجب تھی۔ اور بارھویں ذوالحجہ کے زوال کے بعد تک مجھے منیٰ میں رہنا تھا۔ اس عرصے میں مجھے تین جمرات کو پتھر مارنے تھے۔ جمرۂ اولیٰ۔ جمرۂ وسطیٰ - جمرۂ عقبہ کو گیارہویں ذوالحجہ کو مندرجہ بالا ترتیب کے مطابق ہر ایک کو سات سات کنکریاں مارنی تھیں۔ پھر بارہویں ذوالحجہ کو اسی ترتیب سے تینوں کو کنکریاں مارنی تھیں۔ جب بارھویں ذوالحجہ ظہر کا وقت آیا تو میں منیٰ میں تھا۔ زوال ہونے کے بعد میں نے منیٰ کو چھوڑ دیا۔ اور میں نے حج کے تمام واجبات مکمل کر لئے تھے۔

لوگوں کے شدید اژدھام، سورج کی گرمی، ریت کی تپش کے باوجود میں نو ذوالحجہ کو عرفات کی حدود میں موجود رہا اور اسی طرح دسویں ذوالحجہ کی رات کو دسویں ذوالحجہ کی صبح طلوع فجر تک مزدلفہ میں اور گیارہویں اور بارہویں کی

راتیں منیٰ میں گزاریں۔ سخت گرمی، تپش و حرارت کے باوجود حج کے موقع پر عبادت دعا و مناجات کا موسم بہار ہوتا ہے۔ اس رونق، عبادت کی لذت، دعا و مناجات کا مجمع کو بادل ناخواستہ غم زدہ اور پریشانی کی حالت میں مکہ چھوڑا اور رسول اکرمؐ سیدہ طاہرہؑ، امام حسن مجتبیٰؑ، امام سجادؑ، امام محمد باقرؑ امام جعفر الصادقؑ، جنت البقیع اور شہدا احد کی قبور کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کی طرف چلا۔

یہ میرے پہلے حج کی مختصر روئیداد تھی۔ جس کو میں نے بطور خلاصہ بیان کر دیا۔ اگر آپ مستطیع ہو جائیں تو پہلے خمس و زکوٰۃ کے ذریعہ اپنے مال کو پاک کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب فرمائے۔

بیٹا :- میں نے کہا خمس و زکوٰۃ کے ذریعہ مال کو کیسے پاک کیا جائے گا؟

باپ :- ابھی وقت نہیں۔ یہ بحث لمبی ہے جس کے متعلق کسی اور نشست میں علیحدہ علیحدہ گفتگو کریں گے۔

نوٹ:- حج کے تفصیلی مسائل جاننے کے لئے حضرت آیت اللہ العظمیٰ کی کتاب مناسک حج مطبوعہ مکتب الصدائی تلہ گنگ چکوال کی طرف رجوع کریں۔

"زکوٰۃ"

اسلام کی بنیاد جن پانچ ارکان پر رکھی گئی ہے (نماز' روزہ' حج' زکواۃ ولایت) زکواۃ ان میں سے ایک ہے۔ یہ ضروریات مذہب میں سے ہے میرے باپ نے کہا۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی اہمیت وارد ہوئی ہے کہ زکواۃ نہ دینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

میرے باپ نے یہ بیان کرنے کے بعد قرآن مجید کی اس آیت کا اضافہ کیا کہ خذ من اموالھم صدقہ تطھر ھم و تزکیھم بھا" سورۃ التوبہ ۱۰۳

ترجمہ۔ (اے رسول) تم ان کے مال کی زکواۃ لو (اور) اس کی بدولت ان کو (گناہوں سے) پاک صاف کر دو۔

پیغمبر اسلامؐ نے منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمہارے اوپر زکواۃ ایسے ہی فرض کی ہے جیسے نماز اور جب مال پر سال گذر گیا (پورا ہو گیا) تو پھر نبی اکرمؐ نے مسلمانوں میں اعلان کرایا۔ لوگو! اپنے اموال کی زکواۃ نکالو تاکہ تمہاری نمازیں قبول ہوں پھر زکواۃ وصول کرنے والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگوں سے زکواۃ وصول کرو!

میرے والد نے فرمایا۔ پیغمبر اسلامؐ مسجد میں تھے۔ جب فرمایا اے فلاں کھڑا ہو' اے فلاں کھڑا ہو' اے فلاں کھڑا ہو۔ اے فلاں کھڑا ہو۔ اے فلاں کھڑا ہو۔ حتیٰ کہ پانچ افراد کو مسجد سے نکال باہر کیا۔ اور فرمایا تم ہماری مسجد سے نکل جاؤ۔ اس میں نماز نہ پڑھو (کیونکہ) زکواۃ نہیں ادا کرتے۔

میرے پدر بزرگوار نے مزید فرمایا۔

امام ابو جعفرؑ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو قبروں سے اٹھائے گا ان کے

ہاتھ گردن کے پیچھے باندھے ہوئے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خیر کثیر میں خیر قلیل کو روکا یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا تھا۔ پس انہوں نے اپنے مال میں سے اللہ کا حق نہیں دیا۔

میرے باپ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں بہت سارے مقامات پر زکواۃ کو نماز کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس سے شریعت اسلامیہ میں زکواۃ کی اہمیت آشکار ہوجاتی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے سوال کیا کہ زکواۃ کیوں فرض کی گئی ہے۔ تو انہوں نے حضرت امام صادقؑ کی حدیث کے ساتھ جواب دیا "آپؑ نے فرمایا کہ زکواۃ کو فرض کیا گیا ہے۔ امیروں کی آزمائش اور فقرا کی مدد کے لئے اگر سارے لوگ زکواۃ دیتے تو (دنیا میں) کوئی مسلمان فقیر نہ ہوتا اور وہ زکواۃ سے مستغنی ہو جاتے۔ اور لوگوں میں فقیر' مسکین' بھوکے اور ننگے لوگ فقط امیروں کے گناہ (زکواۃ نہ دینا) کی وجہ سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو حق ہے کہ وہ ان لوگوں سے اپنی رحمت کو روک لے جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق نہیں ادا کرتے۔

بیٹا :- کیا ہر مال میں زکواۃ واجب ہے؟

باپ :- درج ذیل اموال میں زکواۃ واجب ہے۔

(۱) نقدین - سونا اور چاندی میں چند شرائط کے ساتھ۔

(۲) غلہ۔ گندم' جو' کھجور اور کشمش میں چند شرائط کے ساتھ۔

(۳) حیوانات۔ اونٹ' گائے' بھینس' بھیڑ' بکری' اپنے شرائط کے ساتھ۔

مال تجارت میں (☆ زکواۃ مستحب ہے ☆) واجب نہیں ہے۔ اور زمین سے اگنے والی ہر وہ فصل جو بیج کی صورت میں ہوتی ہے جیسے تل' چاول' باجرا' مسور' ماش وغیرہ میں بھی زکوۃ مستحب ہے۔

(۱) نقدین

بیٹا :- نقدین میں زکواۃ کے وہ کونسے شرائط ہیں جن کی طرف آپ نے

ابتداء میں اشارہ کیا تھا۔

باپ وہ چند شرائط ہیں۔

(۱) نصاب۔ یعنی سونا بیس دینار کی مقدار ہو۔ تو اس میں چالیسواں حصہ زکواۃ واجب ہوگی اور پھر جب چار دینار ہو جائیں گے تو اس کا بھی چالیسواں حصہ زکواۃ ادا کرنی واجب ہوگی۔ دینار کا وزن سوا چار گرام ہے۔

چاندی کا نصاب ۲۰۰ درھم ہے۔ اس کی زکواۃ بھی چالیسواں حصہ ہے اور پھر ہر چالیس درھم پر زکواۃ ادا کرنی واجب ہوگی۔ درھم کا وزن سوا تین گرام بنتا ہے۔

بیٹا اگر نقدین (سونا اور چاندی) مذکورہ مقدار سے کم ہوں تو؟

باپ اس میں زکواۃ واجب نہیں ہے۔

(۲) دوسری شرط۔ یعنی سونے اور چاندی میں زکواۃ تب واجب ہوگی جب انسان گیارہ مہینے نصاب کا مالک رہا ہو۔ اور بارھواں مہینہ داخل ہو جائے۔

(۳) تیسری شرط۔ سونا چاندی سکہ کی صورت میں ہوں کہ جس سے کاروبار ہوتا ہو۔

بیٹا :۔ پگھلے ہوئے سونے یا چاندی کا ڈلا۔ یا وہ زیورات جو سونے اور چاندی سے بنائے گئے ہوں ان کا کیا حکم ہے؟

باپ :۔ ان میں زکواۃ واجب نہیں ہے۔

(۲) گندم' جو' خرما' کشمکش!

اگر خشک ہونے کے بعد ان کی مقدار ۸۴۷ کلوگرام تک پہنچ جائے تو اس میں زکواۃ واجب ہوگی۔

(الف) اگر یہ بارش' نہر وغیرہ کے پانی سے کہ جس میں انسان کو زیادہ زحمت نہیں کرنی ہوتی سیراب ہوں تو دس فیصد زکواۃ واجب ہوگی۔

(ب) اگر ہاتھ، ڈول وغیرہ سے سیراب ہوتی ہوں تو زکواۃ پانچ فیصد واجب ہوگی۔اگر دونوں سے اس طرح سیراب ہوں کہ ان میں سے کوئی ایک غالب بھی نہ ہو اور اتنی قلیل بھی نہ ہو کہ شمار ہی نہ کی جاسکے تو ساڑھے سات فیصد زکواۃ واجب ہوگی۔

بیٹا :- اگر یہ خشک ہونے کے بعد ۱۰۴۴ کلوگرام سے کم ہو جائیں تو۔

باپ :- زکواۃ واجب نہیں ہوگی۔

(۳) اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری کی زکواۃ

اونٹ۔ اس کے چند نصاب ہیں۔

(۱) پانچ اونٹ، ان کی زکواۃ ایک بکری (۲) دس اونٹ ان کی زکواۃ دو بکریاں (۳) پندرہ اونٹ، ان کی زکواۃ تین بکریاں (۴) بیس اونٹ ان کی زکواۃ چار بکریاں

(۵) پچیس اونٹ ان کی زکواۃ پانچ بکریاں (۶) چھبیس اونٹ ان کی زکواۃ ایک ایسا اونٹ جو دوسرے سال میں داخل ہو۔ (۷) چھتیس اونٹ ان کی زکواۃ ایک ایسا اونٹ جو تیسرے سال میں داخل ہو۔ اس کے علاوہ بھی نصاب کی کچھ تعداد ہے جس کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔

"بھیڑ، بکری"۔ ان کے بھی چند نصاب ہیں۔

(۱) چالیس بکریاں ان کی زکواۃ ایک بکری (۲) ایک سو اکیس بکریاں ان کی زکواۃ دو بکریاں (۳) دو سو ایک بکریاں ان کی زکواۃ تین بکریاں (۴) تین سو ایک بکریاں ان کیزکواۃ چار بکریاں اور جب یہ تعداد چار سو یا اس سے زیادہ ہو جائے تو پھر ہر سو سے ایک بکری ہوگی۔ عدد جتنا بھی بڑھتا رہے۔

"گائے بھینس"۔ ان کے دو نصاب ہیں۔

(۱) تیس گائے کی زکواۃ ایک ایسی گائے ہو گی جو دوسرے سال میں داخل ہو۔

(۲) چالیس گائے کی زکواۃ ایک ایسی گائے یا بھینس جو تیسرے سال میں داخل ہو۔

اونٹ، گائے، بکری کے دو نصابوں کے درمیان کچھ بھی واجب نہیں ہوگا جب تک تعداد بعد والے نصاب تک نہ پہنچ جائے۔

(۲) حیوانات میں زکواۃ کی دوسری شرط۔

اللہ کی زمین (جنگل) میں چرتے ہوں اگر یہ حیوانات مالک کا چارہ کھاتے ہوں اگرچہ یہ سال کے کچھ دنوں ہی میں کیوں نہ ہو۔ زکواۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳) یہ جانور پورا سال بے کار ہوں اگر ان سے کام لیا جاتا ہو جیسے کنویں سے پانی نکالنے یا سامان بار کرنے کے لئے تو زکواۃ واجب نہ ہوگی۔

(۴) تمام شرائط کے ساتھ پورا سال گذر جائے۔ فقط بارہویں مہینے میں داخل ہونا کافی ہے۔ آخری مہینے میں کچھ شرائط کے مفقود ہو جانے سے کوئی حرج نہیں ہے۔

مستحقین زکواۃ

بیٹا :۔ اگر میں زکواۃ نکالوں تو کس کو دوں؟

باپ :۔ زکواۃ مستحقین کو دی جائے گی اور ان کی آٹھ قسمیں ہیں شرائط کے ساتھ۔ ارشاد پروردگار ہے۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم و فی الرقاب والغارمین و فی سبیل الله و ابن السبیل فریضة من الله والله علیم حکیم۔

(سورۃ التوبہ - ۶۰)

ترجمہ۔ صدقات (واجبہ) فقراء مساکین اور ان کارکنوں کا حق ہے جو ان پر مقرر ہیں گردنوں (کے چھڑانے) میں اور قرضداروں (کے قرض ادا کرنے) میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی امداد) میں یہ سب فرض ہے اللہ کی

طرف سے اور اللہ بڑا علم والا ہے۔

بیٹا :- فقیر و مسکین میں کیا فرق ہے؟

باپ :- فقیر و مسکین دونوں وہ ہوتے ہیں جو اپنے اور اپنے عیال کے سال کے اخراجات نہیں رکھتے۔ نہ ہی ان کے پاس کوئی ہنر یا کام ہوتا ہے کہ جس کے ذریعہ وہ سال کے اخراجات پورے کر سکیں اور مسکین فقیر کی نسبت زیادہ قابل رحم ہوتا ہے۔

بیٹا :- عاملین کون لوگ ہیں۔

باپ :- عامل وہ لوگ ہوتے ہیں جو زکواۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں تاکہ زکواۃ وصول کر کے مستحقین تک پہنچائیں۔

بیٹا :- اور مولفۃ القلوب؟

باپ :- اس سے مراد وہ مسلمان ہیں کہ جن کو زکواۃ دے کر ان کے اسلام کو قوی کیا جائے یا ان کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جائے تاکہ وہ دین اسلام کے ساتھ مانوس ہوں اور زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج کو چھوڑ دیں۔

بیٹا :- رقاب کون ہیں؟

باپ :- رقاب سے مراد وہ غلام ہیں جنہیں زکواۃ سے خرید کر کے آزاد کیا جاتا ہے۔

بیٹا :- غارمین کسے کہتے ہیں؟

باپ :- غارمین! ان مقروض لوگوں کو کہتے ہیں جو اپنا قرض اتار نہیں سکتے۔

بیٹا :- فی سبیل اللہ اور ابن سبیل سے کیا مراد ہے؟

باپ :- فی سبیل اللہ سے مراد ہر کار خیر ہے۔ جیسے مساجد بنانا' پل وغیرہ..... اور ابن سبیل سے مراد وہ مسافر ہے کہ دوران سفر جس کا زاد راہ ختم ہو گیا ہو اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو جسے فروخت کر کے سفر کا خرچ پورا کر

سکے۔ تو اس کو بھی زکواۃ اتنی مقدار میں دی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے شہر تک پہنچ جائے۔ بشرطیکہ اس کا سفر کسی حرام کام کے لئے نہ ہو۔

یہ ہیں مستحقین کی قسمیں۔ مگر ان میں شرط یہ ہے کہ جس شخص کو زکواۃ دی جائے وہ مومن ہونا چاہیے۔ شراب نہ پیتا ہو (☆ یا اس سے بڑے گناہ مثلاً نماز کا ترک کرتا ☆) بلکہ ہر وہ نافرمانی خدا کرنے والا شخص جس کو زکواۃ نہ دے کر اس نافرمانی سے روکا جا سکتا ہو تو اس کو زکواۃ نہ دینا واجب ہے۔ اور نہ ہی ایسا شخص کہ جس کا خرچہ زکواۃ دینے والے پر واجب ہے اور نہ ہی غیر ہاشمی کسی ہاشمی کو زکواۃ دے۔

خمس

میرے والد صحن میں ٹہل رہے تھے ان کے سامنے قرآن مجید تھا ان کے چہرے پر رعب و جلال تھا جیسے ہی میرے سامنے بیٹھے۔ قرآن مجید پر جھکے اس کا بوسہ لیا پھر انتہائی احترام کے ساتھ ہاتھوں پر اٹھایا اور قران مجید مجھے دے دیا۔

اور جب میں نے قرآن مجید والد کے ہاتھوں سے لیا ' اسے چوما میرے جسم میں خوف اور ڈر سا پیدا ہو گیا۔ مجھے عظمت و جلال نے گھیر لیا۔ جب میں نے قرآن کریم کو اچھی طرح اپنے ہاتھوں میں تھام لیا تو میرے والد نے مجھے کہا۔ اللہ کی کتاب کو کھولو اور دسویں پارے کی ابتدائی چند آیتیں تلاوت کرو۔

میں نے قرآن کریم کو کھولا اور اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم پڑھنے کے بعد پڑھا۔ " واعلمو انما غنمتم من شی فان للّٰہ خمسہ وللرسول ولذی القربٰی والیتامٰی والمساکین و ابن السبیل ان کنتم آمنتم باللّٰہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان واللّٰہ علی کل شی قدیر ○

(سورۃ الانفال - ۴۱)

ترجمہ۔ "اور یہ جان لو کہ تمہیں جس چیز سے بھی فائدہ حاصل ہو اس کا پانچواں حصہ اللہ' رسول' رسول کے قرابتدار' یتامیٰ' مساکین اور مسافران غربت زدہ کے لئے ہے اگر تمہارا ایمان اللہ پر ہے اور اس نصرت پر ہے جو ہم نے اپنے بندے پر حق کو باطل کے فیصلے کے دن جب دو جماعتیں آپس میں ٹکرا رہی تھیں نازل کی تھیں۔ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے"۔

میں یہاں تک پہنچا ہی تھا کہ باپ نے کہا! دوبارہ ابتداء سے پڑھو! میں نے دسواں پارہ ابتدا سے دوبارہ پڑھنا شروع کیا! جب میں دوبارہ "وابن السبیل" تک پہنچا تو

میرے باپ نے کہا بس کافی ہے۔ کافی ہے۔ پھر کچھ دیر کے لئے اپنا سر جھکائے رکھا پھر سر اٹھایا گویا کہ وہ اپنے آپ سے کہہ رہے تھے۔ واعلموا انما غنمتم من شی ء فان للّٰہ خمسہ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا اللّٰہ سبحانہ و تعالٰی فرماتے ہیں "واعلموا" کیا تم جانتے ہو کہ خمس واجب ہے؟

بیٹا :۔ میرے اوپر خوف اور سکتہ کا عالم تھا میں نے کہا۔ ہاں۔ ہاں۔ میں جانتا ہوں۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھے مجھے ایک اور کتاب دی۔ جس کا نام "الوسائل" تھا۔ میں نے اس کے پہلے صفحہ پر مصنف کا نام پڑھا تو لکھا تھا۔ محمد بن الحسن الحر العاملی
مجھے کہا اس کتاب سے باب الخمس نکالیں اور پڑھیں۔ میں نے کتاب الخمس نکالی اور اس سے نبی اکرمؐ ، امام علیؑ ، امام محمد باقرؑ، امام جعفر الصادقؑ اور امام موسیٰ کاظمؑ کی خمس کے متعلق احادیث پڑھیں۔ ان احادیث میں سے جو میں نے پڑھیں ایک حدیث سماعۃ کی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوالحسنؑ سے خمس کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہر وہ چیز جس سے جو فائدہ حاصل کریں اس میں خمس ہے۔ یہ حدیث محمد بن حسن الاشعری روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ہمارے کچھ علماء نے امام ابو جعفر ثانیؑ کو لکھا کہ آپ ہمیں خمس کے متعلق بتائیں کہ کیا ان تمام چیزوں میں خمس ہے جن سے انسان استفادہ کرتا ہے۔ وہ فائدہ کم ہو یا زیادہ۔ ہر قسم کے مال اور ہر قسم کے کاروبار پر؟ اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟ تو امامؑ نے اپنے خط مبارک سے لکھا " الخمس بعد المونۃ " سال کا خرچ نکالنے کے بعد جو بچے اس پر خمس ہے۔

بیٹا :۔ یہ حدیث پڑھ لینے کے بعد میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سوال کیا کہ آپ نے نماز کی گفتگو میں فرمایا تھا کہ جس کپڑے میں خمس واجب ہو اور نہ نکالا گیا ہو اس میں نماز نہ پڑھنا؟ پھر دوسری مرتبہ حج سے متعلق گفتگو میں بھی آپ نے فرمایا تھا کہ خمس و زکواۃ نکال کے اپنا مال پاک کریں! اگر اس مال پر خمس و زکواۃ واجب ہوں یہ کام حج کرنے سے پہلے کریں!

آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ میرے اوپر تمام مال کا خمس نکالنا واجب ہے۔

باب :- خمس درج ذیل چیزوں میں واجب ہے۔

(۱) جن کفار سے جنگ کرنا جائز ہے ان کے اموال منقولہ کہ جن کو مسلمان جنگ ہی میں حاصل کریں اور وہ جنگ (☆ جو شرعاً جائز ہو ☆)۔

(۲) سونا' چاندی' لوہا' تانبا' گندھک' تیل' کوئلہ وغیرہ جو معدنیات سے ہیں اگر انسان زمین سے نکال لے اور تمام اخراجات منہا کرنے کے بعد اس کی قیمت بیس مثقال سونے کے برابر ہو (بیس مثقال ۸۵ گرام بنتے ہیں) تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

(۳) خزانہ - (وہ مال جو زمین کے اندر سے کوئی پا لے) بشرطیکہ اس کی قیمت ۸۵ گرام سونا یا ۵۹۵ گرام چاندی تقریباً کے برابر ہو۔ خزانہ میں تب خمس واجب ہوگا جب وہ سونے یا چاندی کا سکہ ہو کہ جس سے بازار میں کاروبار ہوتا ہو ورنہ اگر سونے اور چاندی کا سکہ نہ ہو تو اس پر خمس واجب نہیں ہوگا۔

(۴) سمندر یا نہر سے غوطہ یا کسی آلہ کے ساتھ سمندر وغیرہ سے قیمتی موتی جیسے لولو و مرجان وغیرہ نکالے جائیں بشرطیکہ ان کی قیمت سوا چار گرام سونے کے برابر ہو اس تفصیل کے مطابق جو فقہ کی کتابوں میں درج ہے۔

(۵) حلال مال کا حرام مال کے ساتھ مل جانا (اس طرح کہ نہ مال جدا ہو سکے نہ اس کی مقدار کا علم ہو نہ ہی مالک کا علم ہو۔ تو اس کا خمس نکالنا واجب ہے)

(۶) وہ زمین (☆ باغ یا گھر☆) جو کسی کافر ذمی نے مسلمان سے خریدا ہو (☆ یا ہبہ وغیرہ کے ذریعہ حاصل کیا ہو ☆)

(۷) سالانہ آمدنی جو تجارت' صنعت' ہدیہ' زراعت یا کسی اور ذریعہ سے حاصل

ہو۔

بیٹا :- میں نے کہا کہ کیا منافع تجارت میں خمس واجب ہے؟

باپ :- فقط تجارت سے حاصل ہونے والے نفع پر خمس واجب نہیں بلکہ ہر قسم کے منافع میں خمس واجب ہے جو کسی طریقہ سے بھی حاصل ہو۔ البتہ سرمایہ اور نفع حاصل کرنے پر کئے گئے تمام مصارف' آلات وغیرہ' یا نقل و انتقال کے اخراجات ان سب کو نفع سے منہا کریں اس کے علاوہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سالانہ اخراجات جو اپنی شخصیت و حیثیت کے مطابق ہوں نکالیں پھر جو بچے گا اس کا خمس دینا واجب ہے۔

بیٹا :- نفع سے سالانہ اخراجات نکالنے کا مطلب یہ ہے کہ فقط خالص نفع سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سالانہ اخراجات نکالنے کے بعد باقی کا خمس واجب ہے؟

باپ :- اصل سرمایہ جب مخمس ہو (یعنی اس کا خمس نکالا گیا ہو) تو اس سے حاصل ہونے والے نفع پر خمس واجب ہوگا اخراجات نکالنے کے بعد۔ مثلاً آپ کے پاس دس ہزار دینار ہیں،اس میں اصل سرمایہ نو ہزار دینار ہیں ایک ہزار دینار نفع ہوا ہے تو اب اس میں خمس واجب ہوگا اور وہ دو سو دینار بنتا ہے۔

بیٹا :- میں (تجارت وغیرہ سے حاصل ہونے والے) نفع کا حساب کس تاریخ سے کروں تاکہ سال گذرنے کے بعد خمس ادا کر دوں؟

باپ :- جس دن آپ کو نفع حاصل ہوا ہے اسی دن سے حساب کریں۔ اگر آپ کو نفع حاصل ہو اور اس پر قمری سال بھی گذر گیا ہو اور آپ نے سال کے دوران اس نفع سے کھانے پینے' پہننے' علاج معالجہ' گھر کا سامان' یا سفر کے اخراجات اس نفع سے نہ کئے ہوں تو جتنا آپ کو نفع حاصل ہوا ہے اس کا خمس واجب ہے۔

بیٹا :- اگر میں ایک لباس خریدوں اور پھر اسے نہ پہنوں تو؟

باپ :- اگر اس پر سال گذر جائے (اور اسے استعمال میں نہ لایا گیا ہو) تو اس کا خمس ادا کریں اسی طرح سربراہ خانہ ان تمام چیزوں کا خمس ادا کرے جن کو استعمال کے لئے خریدا گیا ہو اور سال گذر جائے اور انہیں استعمال نہ کیا گیا ہو مثلاً آٹا' گندم' چاول' چینی' چائے' دالیں' میوہ جات' تیل گھی' گیس' مٹھائی وغیرہ۔

بیٹا :- اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو بچت ہو اور اسے نہ کھانے نہ پینے کے لئے استعمال کیا گیا ہو؟

باپ :- ہاں - جس روز خمس نکالنے کی تاریخ آ جائے اور گھر میں جو چیزیں بچی ہوئی ہیں ان کی قیمت نکال کر خمس ادا کریں۔

بیٹا :- قیمت خرید یا اس روز کی بازار کی قیمت کا حساب کیا جائے گا؟

باپ :- آپ اس کی موجودہ بازاری قیمت کے حساب سے خمس ادا کریں۔ نہ اس روز کی قیمت کے حساب سے جب آپ نے اس کو خریدا ہے۔

بیٹا :- جس چیز کا خمس واجب تھا اگر میں کسی وجہ سے نہ نکالوں تو؟

باپ :- جب تک آپ اس کا خمس نہ دیں اس کا استعمال جائز نہیں۔ ہاں حاکم شرعی (مجتہد جامع الشرائط) کی اجازت سے تاخیر جائز ہے جب اس میں کوئی مصلحت ہو۔ حتی کہ وہ شخص جو فوت ہو گیا ہے اگر اس کے ذمہ خمس باقی تھا تو (☆ اصل ترکہ سے خمس نکالنا واجب ہے اگر وہ زندگی میں خمس دینے پر آمادہ تھا حتی کہ خمس کی ادائگی وصیت اور میراث تقسیم کرنے سے بھی مقدم ہے ☆)

بیٹا :- آپ نے سال بیان کیا ہے لیکن اس کی تفصیل نہیں بتائی؟

باپ :- سال سے مراد وہ پہلا دن ہے جس دن آپ نے کوئی نفع حاصل کیا ہو

یا جس دن کسی مال کا مالک ہوا ہو اگرچہ یہ بچپن کے زمانہ میں ہی ہو۔ پس آپ کے حساب کا وہ دن ہوگا جس روز آپ کو نفع حاصل ہوا ہے اور خمس نکالنے کا دن بھی وہی ہوگا جب اس پر قمری سال گذر جائے۔

بیٹا :۔ جس تاجر، کاشتکار، کارخانہ دار، مزدور، ملازم، طالب علم وغیرہ جس نے کئی سالوں سے خمس نہ نکالا ہو اور ان سالوں میں اس نے نفع کمایا ہو، مکان بنایا، گھر کی ضروری چیزیں خریدی ہوں بعد میں وجوب خمس کی طرف متوجہ ہوا ہو؟

باپ :۔ منافع سے خریدی جانے والی چیزوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ان سے خمس نکالنا واجب ہے اگر آپ نے ان منافع کو اس سال کے اخراجات میں صرف نہ کیا ہو بلکہ وہ اس سال کی ضروریات سے بچ گئے ہوں۔

بیٹا :۔ آپ اس کی کوئی مثال دیجئے۔

باپ :۔ مثلاً ایک شخص نے ایک گھر خریدا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کو استعمال میں نہیں لایا۔ ایک اور گھر میں رہ رہا ہے تو اس گھر کا خمس ادا کرنا واجب ہوگا۔

ایک شخص نے گھر کے لئے سامان خریدا تھا جس کو استعمال نہیں کیا کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے تو اس کا بھی خمس نکالنا واجب ہے ان کے علاوہ کچھ اور چیزیں خریدی تھیں جن کی ضرورت نہیں ہے تو ان کا بھی خمس واجب ہے۔

بیٹا :۔ وہ چیزیں جو اس کے سالانہ اخراجات میں سے شمار ہوتی ہیں مثلاً ایک شخص نے رہنے کے لئے مکان اور گھر کے لئے سامان اس نے خریدا اور پھر استعمال ہونے لگا۔ یا اس کی مثل، ان کا کیا حکم ہے؟

باپ :۔ اگر انسان گھر خریدے یا اس سال کے منافع میں سے کوئی سامان خریدے یعنی جس سال کا منافع ہے اسی سال کے اندر خرچ ہونے والی چیزیں

خریدتا ہے یا مکان خریدتا ہے اور سال کے دوران ہی سکونت اختیار کر لیتا ہے تو اس پر خمس نہیں ہوگا۔

بیٹا :۔ اگر وہ چند سال پہلے کے جمع شدہ پیسہ سے گھر خریدتا ہے اور اس سال کا منافع بھی اس میں شامل کر دیتا ہے جیسا کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں کہ چند سالوں کا منافع جمع کرکے اور اس سال کا منافع بھی شامل کرکے مکان خریدتے ہیں تو اب خمس کا حساب تو مخلوط ہو گیا ہے تو ایسی صورت میں کیا کرے؟

باپ :۔ حاکم شرعی مجتہد (جامع الشرائط) یا انکے وکیل کی طرف رجوع کرکے مصالحت کرے۔ حاکم شرعی یا ان کا وکیل مقدار خمس کو معین کرے گا اور اس کا مالی سال مقرر کرکے تاریخ بھی معین فرمائیں گے اور آئندہ اس تاریخ سے اپنے مال کا حساب کرے اگر اس تاریخ کوئی چیز بچ گئی تو خمس نکال دے ورنہ نہیں۔

بیٹا :۔ اگر میں آپ کے گھر میں رہائش رکھوں تو کیا میرے لئے اپنے مال کا خمس نکالنا واجب ہے یا آپ کا اپنے گھر کا خمس نکال دینا کافی ہے؟

باپ :۔ آپ پر اپنے مال میں خمس نکالنا واجب ہے۔ حتی کہ اگر آپ میرے ساتھ میرے گھر میں رہیں اور اپنے مال سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ اور وہ نفع ایک سال آپ کے پاس باقی رہے اور ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے اس کو خرچ نہیں کرتے۔ تو اس کا خمس واجب ہے۔

بیٹا :۔ اگر میں گرمیوں کی چھٹیوں میں کوئی کام کرتا ہوں جبکہ میں طالب علم ہوں اور آپ مجھ سے اس اجرت میں سے کچھ نہیں لیتے بلکہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے اوپر (کپڑے وغیرہ پر) اس کو خرچ کریں تو کیا اس ماہانہ تنخواہ میں میرے اوپر خمس واجب ہے؟

باپ :- اگر آپ اس رقم کو اپنی ضروریات زندگی میں خرچ کر دیں تو خمس واجب نہیں ہے اور اگر اس کو خرچ نہ کریں یا کچھ خرچ کریں اور کچھ باقی رکھیں تو سال گذر جانے کے بعد بچت پر خمس واجب ہو گا۔

بیٹا :- ایک شخص نے دکان سامان کے ساتھ پگڑی پر خریدی۔ پہلے سال پورا خمس نکالا پھر بعد میں اس کی قیمت زیادہ ہو گئی تو کیا ہر سال اس زیادتی کا خمس واجب ہو گا؟

باپ :- ہرگز نہیں۔ اگر دکان اور سامان کو بیچے اور اس پر منافع ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہو گا۔

بیٹا :- کھانے اور پینے کے برتن اگر بطور زینت گھر میں استعمال ہوں تو کیا ان میں خمس ہو گا؟

باپ :- اگر اس قسم کے لوگوں کا ان برتنوں کو بطور زینت استعمال کرنا سال کے اخراجات میں شمار کیا جاتا ہو تو ان پر خمس نہیں ہو گا۔

بیٹا :- اگر کھانے پینے کی اشیاء گورنمنٹ سے کنٹرول ریٹ پر ملیں اور مالک ان کو پورا سال استعمال نہ کرے۔ یہاں تک کہ سال گذر جائے کیا اب ان کی بازاری قیمت لگائی جائے گی یا اسی گورنمنٹ ریٹ کے مطابق خمس نکالا جائے گا۔

باپ :- خمس دیتے وقت بازاری قیمت کا حساب کیا جائے گا۔ مثلاً اس نے ایک چیز ہزار روپے کی خریدی ہے بازار میں اب اس کی قیمت ۹۰۰ روپے ہے تو ۹۰۰ روپے کا خمس دیا جائے گا نہ کہ ہزار روپے کا۔

بیٹا :- ایک شخص حکومت سے زمین (پلاٹ) خریدتا ہے یا حکومت اسے مفت پلاٹ دیتی ہے وہ زمین اس کے نام رجسٹری بھی ہو جاتی ہے ایک سال تک زمین اسی طرح پڑی رہتی ہے یعنی مالک تعمیر وغیرہ نہیں کرتا۔ تو کیا سال

گذرنے کے بعد اس کا خمس دینا واجب ہے؟

باپ :- جب تک اس کی چار دیواری نہیں بناتا اس پر خمس واجب نہیں ہے ہاں اس کی چار دیواری بنا دے اور اس پر تعمیر کرے لیکن سکونت اختیار نہ کرے اور سال گذر جائے تو خمس واجب ہے؟

بیٹا :- ریٹائرمنٹ کے بعد حکومت کی طرف سے ملازمین کو جو پنشن دی جاتی ہے تو کیا پنشن لیتے ہی اس پر خمس واجب ہو جاتا ہے یا سال گذرنے کے بعد بچت پر خمس واجب ہوگا۔

باپ :- پنشن پر مال مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا اس پر سال گذر جائے تو اس کے بعد خمس واجب ہوگا۔

بیٹا :- اگر میں خمس نکال لوں تو کس کو دوں؟

باپ :- خمس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ حضرت امام مہدی المنتظر عج .... کا ہوتا ہے۔ جس کو وہاں خرچ کیا جائے گا جہاں امامؑ کے راضی ہونے کا یقین ہو اور مجتہد عادل جو آگاہ اور ان تمام جہات پر اطلاع رکھتا ہو جہاں اس کو صرف کرنا اچھا ہے' کی اجازت ہو۔

دوسرا حصہ شیعہ ہاشمی فقراء یتیموں اور مسافرین کا حق ہے۔

بیٹا :- ہاشمیوں سے کیا مراد ہے؟

باپ :- ہاشمیوں سے مراد وہ لوگ ہیں کہ باپ کی طرف سے جن کا شجرہ نسب پیغمبر اسلامؐ کے جد امجد حضرت ہاشمؑ سے جا ملتا ہو۔ اس کے علاوہ ایک اور شرط یہ ہے کہ خمس اس شخص کو نہ دیا جائے جو اس کو گناہ میں صرف کرے اور نہ ہی خمس اس شخص کو دیا جا سکتا ہے کہ جس کا خرچہ صاحب مال پر واجب ہو۔ جیسے باپ ' ماں' زوجہ' بیٹا وغیرہ۔ ہاں جن افراد کا خرچہ واجب ہے ان کو خمس ایسے امور کے لئے دیا جا سکتا ہے جن کی ادائگی صاحب مال پر

واجب نہ ہو جیسے قرض ادا کرنا۔ مثلاً بیٹا مقروض ہے۔ تو باپ خمس میں سے بیٹے کا قرض اتار سکتا ہو۔

بیٹا :۔ کیا خمس کے صرف میں مجتہد عادل کی اجازت واجب ہے؟

باپ :۔ ہاں مجتہد عادل عارف کی طرف رجوع واجب ہے۔اگرچہ کسی واسطہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی وکیل کے ذریعہ

میرے پیارے بیٹے ! جان لو ! خمس اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے جس کو مالدار افراد کے ہاتھ میں بطور امانت دیا گیا ہے اور اس امانت میں مجتہد عادل کو اس کے ساتھ شریک قرار دیا گیا ہے۔ وہ مجتہد عادل کہ جس کو امام زمانہؑ نے اپنے شیعوں پر حجت قرار دیا ہے۔ اس لئے مالدار اور مجتہد عادل میں باہمی تعاون ضروری ہے تاکہ یہ امانت اپنے اہل کے پاس پہنچ جائے لہٰذا سہم سادات کو فقراء سادات میں تقسیم کیا جائے تاکہ اس کے ذریعہ وہ اپنی ضرورتیں پوری کریں۔ اور سہم امامؑ جو مالدار اور مجتہد عادل کے ذمے امامؑ کی امانت ہے۔ جس کو خدمت دین ' دفاع مذہب' مجبور و مضطر شیعہ اہل بیت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خرچ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا' وہی کافی اور بہترین کار ساز ہے۔

تجارت

اگر آپ تجارت کرنا پسند کرتے ہیں؟ تو پہلے تجارت سے متعلق مسائل فقہ معلوم کرلیں یہ میرے باپ نے کہا۔

جو تجارت کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ پہلے تجارت سے متعلق فقہی مسائل حاصل کرے تاکہ حلال کو حرام سے جدا کر سکے۔ اور جس نے تجارت کے فقہی مسائل جاننے کے بغیر تجارت کی تو وہ حرام کا ارتکاب کر بیٹھے گا۔

میرے والد نے تجارت سے متعلق گفتگو کا آغاز امام جعفر الصادقؑ کے اس فرمان سے کیا۔ آپ نے فرمایا۔ "بہت سارے لوگ تجارت کے مسائل سے غافل ہیں یا غافل بنے ہوئے ہوتے ہیں پس وہ مسائل نہ جاننے کی وجہ حرام کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں"۔

بیٹا :- (چونکہ میں فقہ اور تجارت کے باہمی ربط کو نہ جانتا تھا لہذا میں نے اپنے باپ سے سوال کیا۔)

پدر مہربان! فقہ و تجارت کا باہمی کیا تعلق ہے؟

باپ :- انہوں نے پرسکون لہجہ اور مخصوص انداز میں وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ شریعت اسلامی نے ہماری اقتصادی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے لئے قوانین مقرر کئے ہیں کہ جن میں انصاف۔ نفع کا حصول۔ معاشرے کے مختلف طبقات و افراد میں سرمایہ کی تقسیم اور نقل و انتقال کی ضمانت موجود ہے کیونکہ اس میں پورے معاشرے کی بھلائی اور سعادت ہے۔

یہ فطری امر ہے کہ شارع مقدس ایسے قوانین وضع کرے جو بعض موقعوں پر تجارت کو جائز یا ناجائز قرار دیں یا بسا اوقات وسیع یا محدود پیمانے پر تجارت کو جائز قرار دے تاکہ ایسے قوانین کو ان موقعوں پر نافذ کیا جا سکے۔

اگر انسان اپنے اور اپنے اہل و عیال (زوجہ ' اولاد' ماں باپ جب وہ خرچ نہ رکھتے ہوں) کے اخراجات نہ رکھتا ہوں تو شارع مقدس اس پر کسب کو واجب قرار دیتا ہے کہ اہل و عیال کے لئے اخراجات مہیا کرے شارع مقدس معاشرہ کے ہر فرد پر ضروری قرار دیتا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے کسب معاش کرے لیکن فقط ان راستوں کے ذریعہ جن کی شارع نے اجازت دی ہے نہ یہ کہ اسے ہر راستے کی اجازت دی گئی ہے۔ کیونکہ تجارت کے کچھ راستے ایسے ہیں جن کو شریعت اسلامیہ میں حرام قرار دیا گیا ہے۔

بیٹا :- مثلاً ؟

باپ :- درج ذیل کی خرید و فروخت حرام ہے۔ شراب' کتوں سوائے شکاری کتے' خنزیر ' مردار' غیر شرعی طریقے سے ذبح شدہ حیوانات کا چمڑا اور گوشت' غصبی مال اور ایسے آلات جو فقط حرام میں استعمال ہوتے ہیں جوئے اور لہو لعب کے آلات وغیرہ اسی طرح ملاوٹ' سود' مال کا غصب کرنا' حق یا باطل کے فیصلے پر رشوت ' جوئے کے آلاوت سے کھیلنا شرط کے ساتھ ہو یا بغیر شرط کے حرام ہے۔ تو یہ بھی حرام ہے۔ وہ مال جو جوئے یا چوری کے ذریعہ حاصل کیا جائے حرام ہے۔ احتکار (ناجائز ذخیرہ اندوزی) حرام ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت ساری چیزیں حرام ہیں جو کتب فقہ میں ذکر ہیں۔

بیٹا۔ کن چیزوں کا احتکار حرام ہے؟

باپ :- احتکار کی دو قسمیں ہیں؟

(۱) گندم ' جو' کھجور' کشمش' تیل اور گھی کا احتکار حرام ہے۔ جن اشیاء کی لوگوں کو احتیاج ہو اور ان کے بازار میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے لوگ مشکلات سے دوچار ہوں -

(۲) ہر شئی کی ناجائز ذخیرہ اندوزی جس سے لوگوں کو بہت زیادہ نقصان ہو جیسے

سخت امراض کے علاوج کی دوائیں۔ یا ان چیزوں کا احتکار جو اجتماعی نظام میں خلل کا سبب ہو۔ احتکار کی یہ قسم غذائی اشیاء میں محدود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دواؤں وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ بلکہ ان اعمال میں بھی احتکار حرام ہے کہ جن کو انجام نہ دینے کی وجہ لوگوں کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑے۔ لہٰذا علماء دانشور اطباء اور ہنر مند افراد کا لوگوں کو تعلیم نہ دینا حرام ہے۔ جب اس سے جامعہ کو بہت زیادہ نقصان ہو یا اجتماعی نظام میں رکاوٹ بنے۔

تجارت کی کچھ اقسام ایسی ہیں کہ شارع مقدس کی نظر میں جنکا ترک کرنا بہتر ہے لیکن ان کو انجام دینا حرام نہیں ہے اور وہ مکروہ ہیں۔

بیٹا :۔ اس کی مثال پیش کریں۔

باپ :۔ جائیداد کی بیع مکروہ ہے ہاں اگر اس کی قیمت سے کوئی اور جائیداد خریدی جائے تو پھر مکروہ نہیں ہے' طعام فروشی' کفن فروشی' سونے کی بیع سونے کے ساتھ' چاندی کی بیع چاندی کے ساتھ' مکروہ ہے۔ جیسا کہ قصاب اور زرگری کے پیشے کو اپنانا بھی مکروہ ہے۔

اس کے علاوہ شارع مقدس کے نزدیک تجارت کے بعض طریقے اور اسلوب بھی مکروہ ہیں۔

بیٹا :۔ مثال کے طور پر

باپ :۔ مال میں موجود عیب کو چھپانا مکروہ ہے بشرطیکہ وہ دھوکے کی حد تک نہ پہنچے ورنہ اگر دھوکے کی حد تک پہنچ جائے تو حرام ہے۔

تجارت میں اگر سچی قسم کھائے گا تو یہ مکروہ ہے اور اگر جھوٹی قسم کھائے گا تو یہ حرام ہوگی۔ مومن سے ضرورت سے زیادہ منافع لینا مکروہ ہے۔ معاملہ طے

ہو جانے کے بعد قیمت میں کمی کرانا مکروہ ہے ۔ تاریک جگہ پر معاملہ کرنا جہاں مال میں عیب نظر نہ آئے۔ بیچنے والے کا اپنے مال کی تعریف کرنا اور خریدنے والے کا اس کی مذمت کرنا اور عیب بیان کرنا مکروہ ہے۔

بیٹا :۔ یہ ساری چیزیں تو شارع مقدس کے نزدیک نا پسندیدہ ہیں۔ تو کونسی چیزیں شارع کی نظر میں پسندیدہ ہیں؟

باپ :۔ ہاں کچھ چیزیں شارع مقدس کی نظر میں پسندیدہ ہیں لیکن مکلف کے لئے واجب نہیں ہیں بلکہ مستحب ہیں۔

کسی مومن کو واپسی پر زیادتی کے مطالبہ کے بغیر قرض دینا' مومن کا زراعت کرنا اور زمین میں درخت لگانا' جائیداد خریدنا' مضاربہ' خود کام کرنا مستحب ہے۔ مویشی چرانا مستحب ہیں۔ اسی طرح کاروبار/ تجارت کے کچھ ایسے طریقے ہیں جو شارع کی نظر میں پسندیدہ ہیں۔

بیٹا :۔ مثلاً

باپ :۔ مسلمانوں کے درمیان قیمت میں مساوات قائم رکھے۔ اس شخص کے درمیان جو قیمت کی کمی میں اصرار کرتا ہے اور اس کے درمیان جو قیمت کم کرانے میں اصرار نہیں کرتا فرق نہ کرے۔ (سب سے برابر قیمت لے) بیچنے والے کے لئے مستحب ہے کہ اس مشتری سے سامان واپس کر لے جو بیع اور معاملہ پر نادم ہے اور اس کی قیمت اس کو واپس کر دے۔ مستحب ہے کہ کم لے اور زیادہ دے۔ قیمت مقرر کرنے میں نرمی کرنا۔ دکان کھول کے بیٹھنا۔ رزق تلاش کرنے کے لئے سعی و کوشش کرنا۔ بیع میں احسان اور بخشش۔ اچھی چیز خریدنا اور بیچنا۔ رزق کی تلاش میں غروب تک بیٹھنا اور صبح سویرے نکلنا مستحب ہے۔

میرے والد محترم نے کہا' تجارت کے کچھ اسلوب و طریقے مباح بھی

ہیں۔ جیسا کہ آج کل کے مروجہ تجارتی معاملات ہیں۔ انہوں نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ کہ بیچنے والے' خریدنے والے' اور مال کے کچھ شرائط ہیں۔

بیٹا :۔ مال کے شرائط بیان کریں؟

باپ :۔ وہ چند شرائط ہیں۔

(۱) بیچی جانے والی چیز کی مقدار وزن' پیمائش' عدد' ماپنے کے ذریعہ معلوم ہونی ضروری ہے۔ یعنی اگر وہ چیز وزن کی جاتی ہے تو اس کے وزن کی مقدار معلوم ہونی ضروری ہے اور اسی طرح اگر شمار کی جاتی ہے تو عدد معلوم ہونا چاہئے اگر پیمائش کی جاتی ہے تو اس کی پیمائش معلوم ہونی چاہئے اور اگر ماپی جاتی ہے تو اس کی مقدار بھی معلوم ہونی ضروری ہے۔ ہاں اگر عام طور پر اس کی بیع مقدار معلوم کئے بغیر ہوتی ہے تو مقدار کا معلوم ہونا ضروری نہیں۔

(۲) بیچنے والا' مال کو خریدنے والے کے سپرد کرنے پر قدرت رکھتا ہو۔ دریا کی مچھلیوں' ہوا میں اڑتے پرندوں کی بیع جائز نہیں۔

(۳) ایسی شی کی بیع جائز نہیں جس میں کسی دوسرے کا حق ہو۔ جیسے وقف مال کی بیع یا اس مال کی بیع جس کی نذر مانی گئی ہو کسی خاص مقصد کے لئے تو اس قسم کی بیع جائز نہیں۔

(۴) خود مال کی بیع کی جائے جیسے گھر' کتاب' سامان مثلاً ان کی منفعت کی بیع جائز نہیں۔

جو چیز کسی شہر میں تول کر بیچی جاتی ہے اس کو اس شہر میں تول کر ہی بیچا جائے اسی طرح جو چیز کسی شہر میں ناپ کر بیچی جاتی ہے اسے پیمائش کے ذریعے ہی بیچا جائے تاکہ فریقین میں کسی کو دھوکہ یا نقصان نہ ہو۔

بیٹا :۔ مثال بتائیں؟

باپ :- مثلاً فروٹ ایک شہر میں تول کر بیچا جاتا ہے تو اس میں تول کر ہی بیچا جائے۔ کپڑا پیمائش کے ذریعہ عام طور پر بیچا جاتا ہے تو اس کو ناپ کر ہی بیچیں۔ تاکہ بیع میں نقصان سے محفوظ ہو جائیں۔

اس طرح معاملہ کے وقت ایسی چیز کی شرط لگانا جو بیع کے وقت موجود نہ ہو۔

بیٹا :- مثال دیجئے۔

باپ :- جائز نہیں کہ بیچنے والا خریدار سے کہے کہ میں یہ گھر تیرے پاس بیچتا ہوں اگر آج چاند نظر آ گیا اور اس طرح اگر بیچنے والا خریدار سے کہے کہ میں یہ گاڑی تیرے ہی پاس بیچتا ہوں اگر میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ ایسی صورت میں معاملہ صحیح نہیں اگرچہ لڑکا پیدا بھی ہو جائے اور چاند بھی نظر آ جائے تو دوبارہ معاملہ کرنا ہوگا۔

یہ وہ شرائط ہیں جن کا خریدی جانے والی اور بیچی جانے والی چیز میں ہونا ضرور ہے۔

بیٹا :- خریدار اور بیچنے والے کے شرائط کیا ہیں؟

باپ :- بائع (خریدار) اور مشتری (بیچنے والا) کا بالغ، عاقل، سمجھدار ہونا ضروری ہے۔ وہ بیچنے کی نیت و ارادہ سے معاملہ کریں۔ مختار ہوں مجبوری یا زبردستی کی حالت میں بیع نہ کر رہے ہوں۔ مال میں تصرف کرنے کا بھی حق رکھتے ہوں۔ مالک ہوں یا وکیل، یا ولی یا اس مال میں تصرف کی انہیں اجازت دی گئی ہو۔

بیٹا :- اگر مالک کو بیع پر مجبور کیا جائے تو؟

باپ :- اگر ظالم مالک کو مال کے فروخت کرنے پر مجبور کرے اور مالک اپنی جان، مال یا متعلقین کو ظالم کی طرف سے نقصان پہنچنے کے خوف سے مال کو فروخت کردے تو یہ بیع صحیح نہیں ہے۔

بیٹا :- بسا اوقات کسی انسان کو کوئی ظالم سکونت تبدیل کرنے پر مجبور کرتا ہے پس وہ شخص اپنی بعض املاک یا بعض ضرورت کی چیزیں بیچنے پر مجبور ہو جائے تو۔

باپ :- یہ بیع صحیح ہے۔

بیٹا :- آپ نے مال فروخت کرنے والے کے شرائط میں بیان کیا ہے کہ وہ مالک یا وکیل یا ولی سے مال کے بیچنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ پس اگر ان کے علاوہ کسی کا دوست یا ہمسایہ کوئی قریبی رشتہ کسی کا مال فروخت کر دے تو؟

باپ :- اس قسم کی بیع صحیح نہیں البتہ مالک یا وکیل یا ولی یا ایسا شخص جس کو مال کے فروخت کرنے کا اختیار دیا گیا ہو اس بیع کی تائید کر دیں تو بیع صحیح ہوگی ورنہ باطل۔

بیٹا :- غصبی مال کی بیع مکمل ہو جانے کے بعد مال کا مالک اس بیع پر راضی ہو جائے تو؟

باپ :- بیع صحیح ہے۔

بیٹا :- آپ نے فرمایا کہ بیچنے والا اور خریدار دونوں کو بالغ ہونا چاہیے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نابالغ بچے کی بیع صحیح نہیں ہے؟

باپ :- ہاں نابالغ بچے کی بیع صحیح نہیں ہے مگر ولی کی اجازت سے' اس کے اپنے مال کی بیع صحیح ہے۔ غیر کے مال کی بیع میں مالک کی اجازت ضروری ہے۔

بیٹا :- مذکورہ تمام شرائط کے مطابق بیع واقع ہو جانے کے بعد کیا خریدار کو یہ حق ہے کہ خریدا ہوا مال بیچنے والے کو لوٹا دے اور اس سے اس مال کی قیمت واپس لے لے۔

باپ :- چند صورتوں میں خریدار بیع کو لغو کر سکتا ہے۔

(ا) خریدار اور بیچنے والا معاملہ کر لینے کے بعد جدا نہ ہوئے ہوں اور محل

بیٹا :- اگر محل بیع سے چلے جائیں اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو؟

باپ :- اب کسی کو بیع کے فسخ کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۲) اگر خریدار اور بیچنے والے میں سے کسی ایک کے ساتھ غبن ہوا ہو تو جس کے ساتھ غبن ہوا ہے اسے بیع کو فسخ کرنے کا حق ہے۔ جیسے اگر مال بیچنے والا اپنا مال بازاری قیمت سے اتنی کم قیمت پر بیچے کہ جس کو نظرانداز نہ کیا جا سکتا ہو۔ اور وہ اس کو نہ جانتا ہو۔ اور بعد میں اسے علم ہو تو اسے بیع کو فسخ کرنے کا حق ہے۔ اسی طرح اگر خریدار سامان بازاری قیمت سے بہت زیادہ قیمت پر خرید لے اور وہ اس کو نہ جانتا ہو۔ پھر اس کے لئے معاملہ واضح ہو جائے تو اسے حق حاصل ہے کہ سامان لوٹا دے اور اس کی قیمت واپس لے لے۔

(۳) اگر خریدار جنس میں کوئی خصوصیت دیکھتا ہے اور اس کو خرید لیتا ہے پھر اس جنس میں اس خصوصیت کو نہیں دیکھتا۔ یا اگر بیچنے والا مال کے اوصاف بیان کرے اور خریدار مال کے ان اوصاف کو دیکھے بغیر خرید لیتا ہے پھر اسے بعد میں معلوم ہو کہ بیچنے والے نے جن اوصاف کا ذکر کیا تھا وہ صفات اس میں نہیں ہیں تو خریدار کو بیع کے فسخ کرنے کا حق ہے۔

(۴) اگر خریدار یا بیچنے والا ایک دوسرے پر شرط لگائیں کہ وہ مدت معینہ کے درمیان جنس واپس کر سکتے ہیں تو ایسی صورت میں انہیں حق حاصل ہے کہ اس مدت کے دوران سامان واپس کر دیں۔

(۵) اگر کوئی شے خریدنے کے بعد خریدار اس میں عیب دیکھے تو اسے بیع کو فسخ کرنے کا حق ہے جیسا کہ بیچنے والا شخص اس شی کے بدلے میں لی جانے والی چیز میں عیب دیکھے تو وہ بھی فسخ کا رکھتا ہے۔

(۶) اگر کوئی ضرورت کی چند اشیاء ایک ہی سودے میں خریدے اور بعد میں

پتہ چلے کہ ان میں کچھ کی بیع نہیں ہو سکتی تھی مثلاً وہ بیچنے والے کی ملکیت نہیں تھی کسی اور شخص کی ملکیت تھی تو اس قسم کی بیع پورے معاملے میں فسخ ہو جائے گی۔ جیسا کہ بیچنے والے کو بھی اس قسم کی بیع کے فسخ کرنے کا حق ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص کسی سے حیوان خریدے تو خریدار کو حق حاصل ہے کہ تین دن کے اندر بیع کو لغو قرار دے اور جنس بیچنے والے کو لوٹا دے اور اس کا عوض اس سے واپس کر لے۔

(۸) اگر بیچنے والا اپنا مال اس سے بہتر کر کے دکھائے جو اصل میں ہے تاکہ بازاری قیمت سے زیادہ قیمتی ہو جائے تو خریدار کو حق حاصل ہے کہ بیچنے والے کو مال لوٹا دے اور اس کی قیمت واپس کر لے اگر وہ مال اس نمونے کے مطابق نہ ہو جو خریدار نے دیکھا تھا۔

(۹) اگر بائع اور مشتری بیع میں کسی خاص طریقے پر عمل کی شرط لگائیں اور پھر وہ عمل اس طرح نہ کیا جائے جس طرح قرارداد کی گئی تھی۔ یا مشتری سامان میں کسی خاص صفت کے موجود ہونے کی شرط لگائے اور خریدنے کے بعد اس چیز کو اس صفت کے ساتھ متصف نہ پائے۔ یا مشتری سامان تحویل دینے کے لئے معین وقت کی شرط لگائے اور بائع اس کو پورا نہ کرے یا اس کی مثل معاملہ ہو تو مشتری کو ثمن (قیمت) کے واپس کرنے کا حق ہے۔ اسی طرح جب بائع مشتری پر شرط لگائے کہ مشتری ثمن فلاں تاریخ تک پہنچائے گا اور اگر مشتری اس شرط کو پورا نہ کرے تو بائع کو بیع کے لغو کرنے کا حق ہے۔ شرط میں ضروری نہیں کہ وہ وضاحت کے ساتھ ذکر بھی ہو بلکہ اس قسم کی بیع کے ضمن میں بھی اگر وہ شرط سمجھی جاتی ہو تو بس اتنا ہی کافی ہے۔

(۱۰) اگر بائع نے کوئی معین چیز فروخت کی ہو اور مشتری وہ سامان لینے نہ آئے

بائع تین دن تک اس کا انتظار کرے اس کے بعد بائع کو بیع کے لغو کرنے کا حق ہے۔ چاہے مشتری نے بائع کو ثمن دے دی ہو یا نہ دی ہو۔ بائع تاخیر میں راضی ہو یا (☆ راضی نہ ہو ☆) یہ اس صورت میں ہے کہ جب بائع اور مشتری کے درمیان سامان کے جلدی یا دیر سے وصول کرنے پر اتفاق نہ ہو۔ اور اسی طرح جب مشتری سامان کو قبضے میں لے لے اور ثمن کی ادائگی میں تاخیر کرے تو (☆ بائع تین دن تک انتظار کرے ☆) اس کے بعد بائع کو معاملے کے باطل کرنے کا حق ہے۔

بیٹا :- کیا جنس نقد اور قیمت ادھار پر بیع صحیح ہے؟

باپ :- بیع صحیح ہے (☆ لیکن قرض کی مدت اس طرح معین ہونی چاہئے کہ وہ قابل زیادتی یا نقصان نہ ہو اور نہ ہی غیر واضح ہونی چاہئے۔ مثلاً اگر دونوں اس بات پر اتفاق کر لیتے ہیں کہ قیمت فصل کے کاٹنے کے وقت ادا کریں گے تو یہ معاملہ باطل ہوگا کیونکہ فصل کاٹنے کی تاریخ معین نہیں ہوتی ☆)

بیٹا :- اگر قیمت (جو قرض تھی) کی ادائگی کا وقت آ جاتا ہے اور دونوں (فریقین) اس قرض کو زیادتی کے بدلے میں ایک معین مدت تک موخر کر دینے میں اتفاق کر لیں تو؟

باپ :- یہ جائز نہیں .کیونکہ یہ سود ہے اور سود حرام ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "احل اللّٰہ البیع و حرم الربا" اللہ تعالیٰ نے بیع (تجارت) کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا۔

بیٹا :- بسا اوقات بیچنے والا اور خریدنے والا سو کلو گندم ایک سو بیس کلو گندم کے مقابلے میں فروخت کرنے پر راضی ہو جاتے ہیں تو کیا حکم ہے؟

باپ :- یہ سود ہے اور حرام ہے۔

بیٹا :- اگر فریقین ایک سو کلوگرام گندم کو ایک سو کلوگرام گندم اور ۵۰۰

روپیہ کے بدلے میں فروخت کرنے پر اتفاق کرلیں تو؟

باپ :۔ یہ بھی سود ہے اور حرام ہے۔ ہاں اگر ناقص چیز کے ساتھ کوئی اور مالیت والی شے ملا دیں تو یہ جائز ہے۔

بیٹا :۔ مجھے کیسے معلوم ہو کہ یہ سودی معاملہ ہے تاکہ میں اس سے اجتناب کروں؟

باپ :۔ تجارت میں دو شرطوں کے ساتھ سود ثابت ہو جاتا ہے۔

بیٹا :۔ (ا) عوضین (جنس اور اس کی قیمت) میں سے ہر ایک مکیل یا موزوں شی ہو (یعنی ماپوائی جاتی ہو یا وزن کی جاتی ہو) جیسے گندم' جو' چاول' دال ماش' دال مسور' پھل' سونا' چاندی ان میں ہر ایک کو یا تو وزن کے ذریعہ اور یا ماپنے کے ذریعہ فروخت کیا جاتا ہے۔

(۲) دونوں ایک جنس سے ہوں۔

بیٹا :۔ اگر عوضین میں سے ہر ایک درجنوں کے حساب سے شمار کئے جاتے ہیں اور وزن وغیرہ کرکے فروخت نہیں کئے جاتے۔ مثلاً انڈے یا اس کو پیائش کے ذریعہ فروخت کیا جاتا ہے۔ مثلاً کپڑا تو کیا حکم ہے۔

باپ :۔ اس وقت ان کی بیع زیادتی کے ساتھ جائز ہے دونوں کا برابر ہونا ضروری نہیں۔ مثلاً تیس میٹر کپڑا چالیس میٹر کپڑے کے بدلے بیچا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ دو درجن انڈے تین درجن انڈوں کے بدلے میں فروخت کئے جاسکتے ہی۔

بیٹا :۔ تو سونا؟

باپ :۔ اس میں زیادتی جائز نہیں کیونکہ یہ موزوں ہے۔

بیٹا :۔ کیا ڈھلے ہوئے سونے کی بیع غیر ڈھلے ہوئے سونے کی زیادتی کے ساتھ جائز ہے جیسا کہ آج کل یہ طریقہ رائج ہے؟ مثلاً پانچ تولے ڈھلا ہوا سونا اور سات تولہ غیر ڈھلا ہوا ہو۔

باپ :۔ یہ سود ہے اور حرام ہے ہاں ناقص کے ساتھ کوئی اور شے شامل کرلیں تو کوئی حرج نہیں۔

بیٹا :۔ اگر گندم مختلف اقسام کی ہو۔ مثلاً اگر سو کلو گرام ناقص گندم کو نوے کلوگرام عمدہ گندم کے بدلے یا سو کلوگرام گھٹیا چاول کو اسی (۸۰) کلوگرام اچھے چاول کے بدلے میں فروخت کیا جائے تو؟

باپ :۔ اس طرح بھی جائز نہیں کیونکہ یہ بھی سود ہے اور حرام ہے ہاں اگر ناقص کے ساتھ کوئی اور چیز شامل کر لیں۔ تو جائز ہو جائے گی۔

بیٹا :۔ اگر سو کلوگرام گندم کو پچاس کلوگرام چاول کے بدلے فروخت کیا جائے تو؟

باپ :۔ یہ جائز ہے۔ کیونکہ گندم اور چاول کی جنس الگ الگ ہے۔ پس سو کلوگرام گندم کی ستر کلوگرام جو کے بدلے بیع جائز نہیں۔ کیونکہ گندم اور جو کی جنس ایک ہے۔ کھجور کی تمام اقسام کی ایک جنس ہے۔ گندم' آٹا اور روٹی کی ایک جنس ہے۔ دودھ' پنیر کی ایک جنس ہے۔ تازہ کھجور اور خشک کھجور ایک ہی جنس سے ہیں۔ (☆ کھجور اور اس کا شیرہ انگور اور اس کا رس ہم جنس ہیں ☆)

اس کے علاوہ بھی سود کی ایک قسم ہے۔

بیٹا :۔ وہ کیا؟

باپ :۔ وہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو سال کے لئے ایک ہزار روپیہ قرض دے اور شرط لگائے کہ سال کے بعد گیارہ سو روپیہ واپس لوں گا۔ یہ بھی سود اور دونوں کے لئے حرام ہے۔ (مقروض اور قرض خواہ)

بیٹا :۔ یہ تو قرض زیادتی کے ساتھ ہے اگر کسی کو بغیر زیادتی کی شرط کے قرض دیا جائے تو؟

باپ :۔ مومن کو (بغیر سود) کے قرض دینا سنت موکدہ ہے۔ جیسا کہ میں نے اس سے پہلے بھی ایک موقع پر آپ کو بتایا! خاص کر ان مومنین کو قرض دینا

جو ضرورت مند اور محتاج ہوں۔

پیغمبر اسلامؐ سے منقول ہے۔ من اقرض مومنا قرضا ینظر به میسوره کان ماله فی زکوٰة و کان هو فی صلوٰة من الملائکة حتی یودیه
"جو شخص کسی مومن کو اس کی خوشحالی کے لئے قرض دیتا ہے تو یہ قرض اس کے مال کی زکواۃ ہے۔ جب تک وہ مومن قرض واپس نہیں کرے گا ملائکہ اس پر رحمت بھیجتے رہیں گے"۔

نبی اکرم ﷺ سے ایک اور روایت ہے۔

من شکا الیه اخوه المسلم و لم یقرضه حرم الله عز و جل علیه الجنة یوم یجزی المحسنین
"اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے قرض مانگے اور وہ اسے نہ دے تو اللہ تعالیٰ جس روز (قیامت کے دن) نیک لوگوں کو جزاء دے گا (اس روز) اس پر جنت کو حرام کر دے گا"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مکتوب علی باب الجنة الصدقة بعشرة والقرض بثمانية عشر
جنت کے دروازے پر لکھا ہے کہ "صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے"۔

بیٹا :۔ یہ تو قرض ہے شرکت کا کیا حکم ہے؟

باپ :۔ جو اشخاص شرکت کے ذریعہ ایک دوسرے کے شریک کار بن جائیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ بالغ، عاقل، رشید، مختار اور مجبور نہ ہوں۔

بیٹا :۔ شرکت کیسے ہوگی؟

باپ :۔ شرکت سے مراد یہ ہے کہ دو آدمی یا اس سے زیادہ اپنے سرمایہ کو ایک دوسرے سے مخلوط کر کے کاروبار کریں اس طرح کہ ان میں سے ہر ایک

کے لئے حصہ معین ہونا چاہئے۔

معاملہ میں شریک کوئی بھی شخص جب چاہے مال کی تقسیم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ جب تک اس کے دوسرے ساتھی یا ساتھیوں کو واضح طور پر نقصان نہ ہو۔ اگر دو افراد میں سے ایک مال کی تقسیم کا مطالبہ کرے تو دوسرا مال مشترک میں اپنے ساتھی کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا۔

اگر معاملہ میں شریک افراد کا سرمایہ برابر ہو تو نفع و نقصان بھی برابر ہوگا اور اگر سرمایہ برابر نہ ہو تو نفع اور نقصان بھی سرمایہ کی نسبت سے ہوگا۔

بیٹا :۔ شراکت کے معاملہ میں شریک افراد میں سے ایک شخص کام کرتا ہو یا ایک شخص دوسرے شریک کی نسبت زیادہ کام کرتا ہو اگر وہ دونوں اس کام کرنے والے کے زیادہ نفع لینے پر اتفاق کر لیں تو؟

باپ :۔ صحیح ہے۔

بیٹا :۔ شرکاء میں سے جو شخص کام کرتا ہے۔ اگر اس کے ہاتھ سے کوئی شے ضائع ہو جائے تو؟

باپ :۔ جو شریک شرکت کے سرمایہ سے معاملہ کرتا ہے۔ اگر سرمایہ کا کچھ بغیر کوتاہی کے اس سے ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔

بیٹا :۔ اگر کوئی شخص اپنا سرمایہ کسی ایسے شخص کو دے جو تجارت کرنے کی قدرت رکھتا ہو کہ وہ اس کے سرمایہ سے تجارت کرے اس شرط کے ساتھ کہ اس کا نفع ۱/۲ ، ۱/۳ ، ۱/۴ کی نسبت ان کے درمیان تقسیم کیا جائے گا تو؟

باپ :۔ اگر دونوں اس پر اتفاق کر لیں تو معاملہ صحیح ہے۔ بشرطیکہ دونوں بالغ' عاقل مالک و مختار اور رشید ہوں۔ تجارت شروع کرنے سے پہلے یا بعد' نفع حاصل ہونے سے پہلے یا بعد دونوں کو اس معاہدہ کو لغو قرار دینے کا حق ہے۔ اگر عامل نے مالک کے ساتھ کئے گئے معاہدے کی خلاف ورزی اور کوتاہی

وغیرہ نہ کی ہو تو خسارہ کا ذمہ دار نہیں ہے۔

بیٹا :۔ اگر سرمایہ دار، کام (مزدور) کرنے والے شخص پر شرط لگائے کہ نفع کی طرح نقصان بھی دونوں پر تقسیم ہوگا؟

باپ :۔ شرط صحیح نہیں ہے مالک کے لئے فقط اصل سرمایہ ہوگا اور عامل سارے منافع کا مالک ہو جائے گا۔

بیٹا :۔ اگر سرمایہ دار اور عامل، عامل کے حصہ کے بارے میں اختلاف کریں سرمایہ دار کم اور عامل زیادہ حصہ کا دعویدار ہو اور عامل کے پاس گواہ بھی کوئی نہ ہو تو؟

باپ :۔ تو سرمایہ دار کا دعویٰ قابل قبول ہوگا اور حاکم شرعی سرمایہ دار سے حلف لے گا۔

بیٹا :۔ اگر سرمای ہدار یہ دعویٰ کرے کہ عامل نے سرمایہ میں خیانت کی ہے یا اس کی حفاظت میں کوتاہی کی ہے تو؟

باپ :۔ ایسی صورت میں عامل کا دعویٰ قابل قبول ہوگا۔

بیٹا :۔ اگر عامل دعویٰ کرے کہ سرمایہ ضائع ہو گیا ہے یا سرمایہ میں نقصان ہوا ہے۔ یا نفع نہیں ہوا اور مالک اس کا منکر ہو تو؟

باپ :۔ حاکم شرعی کے پاس قضیہ لے جانے کی صورت میں عامل کا دعویٰ قابل قبول ہوگا۔

بیٹا :۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے انسان کو وکیل قرار دے کہ وہ اس کے کام کو خود بجا لائے مثلاً ایک شخص کسی کو اپنے گھر یا جگہ وغیرہ بیچنے میں وکیل بنائے تو؟

باپ :۔ اس کے لئے جائز ہے۔ وکیل اور موکل دونوں میں شرط ہے کہ وہ بالغ، عاقل، مختار ہوں مجبور نہ ہو اور وکالت کا اقدام قصد و ارادہ سے کریں۔

بیٹا :۔ آیا وکالت کے لئے کوئی مخصوص الفاظ اور صیغہ ہے؟

باپ :۔ ہرگز نہیں۔ وکالت کے لئے کوئی مخصوص لفظ یا کوئی معین صیغہ نہیں ہے بلکہ ہر قول یا عمل یا تحریر جو وکالت پر دلالت کرے کافی ہے اور وکیل یا موکل کی موت سے وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

بیٹا :۔ اور اجارہ کیا ہے؟ (یعنی کرایہ پر کوئی چیز دینا)

باپ :۔ مالک یا وکیل یا ولی کی طرف سے اجارۃ (کوئی شی کرایہ دینا) صحیح ہے۔ (ان کے علاوہ) دوسروں کی طرف سے بھی اجارہ صحیح ہے اگر مالک' اجارہ کر لینے کے بعد اس کی اجازت دے دے۔

موجر (کوئی چیز کرائے پر دینے والا) اور مستاجر (کرایہ پر کوئی چیز لینے والا) کے لئے ضروری ہے کہ دونوں بالغ' عاقل مختار اور رشید ہوں۔ جس شی کو کرایہ پر دیا جا رہا ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی مدت اور کیفیت معین ہونی چاہئے۔ (☆ اور عرف عام کے طریقے پر کیفیت معین کی جا سکتی ہے ☆)۔ (☆ اور موجر اس شی کو مستاجر کے حوالے کرنے کی قدرت رکھتا ہو ☆) اور وہ شے قابل استفادہ ہو۔ نیز اس سے استفادہ کرنا شرعاً" حلال بھی ہو۔ لہذا کسی مکان کو شراب بیچنے یا کسی حرام کام کے لئے کرایہ پر دینا صحیح نہیں ہے۔

بیٹا :۔ کیا اجارہ کے لئے کوئی مخصوص صیغہ ہے؟

باپ :۔ اجارہ کے لئے کوئی مخصوص لفظ / صیغہ نہیں ہے بلکہ ہر وہ کام جو اجارہ پر دلالت کرے یہ اجارہ کے صحیح ہونے کے لئے کافی ہے۔ مثلاً اگر اشارے سے سمجھا دے کہ ملک کرایہ پر لے رہا ہے یا کرایہ پر دے رہا ہے تو بھی صحیح ہے۔

بیٹا :۔ اگر کوئی شخص کسی سے مکان یا دوکان کرایہ پر لے اور موجر شرط لگائے۔۔ کہ وہ اس میں خود رہے گا یا خود اس کے اندر کام کرے گا۔ تو کیا

مستاجر وہ گھر یا دکان کسی اور شخص کو کرایہ پر دے سکتا ہے؟

باپ :- ہرگز نہیں- اسے یہ حق نہیں کہ کسی اور کو اجارہ پر دے-

بیٹا :- اگر موجر مستاجر پر اس قسم کی شرط نہ لگائے تو؟

باپ :- تو مستاجر کو یہ حق ہے کہ وہ شے آگے کسی اور کو کرایہ پر دے بشرطیکہ کرایہ اتنا ہی مقرر کرے جتنا اس نے خود دیا ہے-مگر یہ کہ مستاجر نے اس کی مرمت یا رنگ و روغن یا تعمیر کی ہو تو کرایہ زیادہ بھی لے سکتا ہے-

اگر اجارہ کی مدت معین نہ ہو تو اجارہ صحیح نہیں ہے پس جو شخص اپنے مکان کو کرایہ پر دے تو اس پر واجب ہے کہ اجارہ کی مدت معین کرے-

بیٹا :- اس اجارہ کی مثال دیں جس کی مدت معین نہ ہو؟

باپ :- اگر مالک مکان مستاجر سے کہے " میں تجھے اپنا مکان ایک ہزار روپے ماہوار کرایہ پر دیتا ہوں جب تک تو اس میں رہے گا"- اور مستاجر اس کو قبول کرلیتا ہے تو اجارہ صحیح ہے- اور اگر مالک مکان کرایہ دار سے یہ کہے کہ "میں اپنا مکان فقط اس مہینہ پانچ سو روپے پر تجھے کرایہ پر دیتا ہوں اور اس کے بعد جب بھی تو اس میں رہے گا تو کرایہ اسی حساب سے ہوگا تو فقط پہلے مہینے کا اجارہ صحیح ہے- دوسرے مہینوں کا باطل ہے- یہ اس صورت میں ہے جب سابقہ معاملہ اجارہ کے عنوان کے تحت ہو-

بیٹا :- اگر موجر (مالک مکان) اپنا مکان یا دکان مستاجر کے حوالے کردے تو؟

باپ :- مستاجر پر کرایہ دینا واجب ہے-

بیٹا :- اگر اجارہ کی مدت کے دوران گھر گر جائے تو؟

باپ :- اگر مستاجر نے اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو اور کوئی ایسی زیادتی نہ کی ہو جو اس کے گرنے کا سبب بنے تو وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے-

بیٹا :- اگر موجر اپنی گاڑی مستاجر کو کرایہ پر دے تو؟

باپ :- (☆ تو اس کے استعمال کی تعیین ضروری ہے ☆) کہ وہ اس کو سواری یا سامان اٹھانے یا ان دونوں کاموں کے لئے استعمال کرے گا۔ کسی چیز کا عام طور پر کسی کام کے لئے استعمال ہونا ہی اس کی تعیین کے لئے کافی ہے۔ اسی طرح دوسری چیزوں میں بھی استفادہ کی کیفیت کو معین کرنا واجب ہے۔

بیٹا :- اگر غیر شرعی طریقہ پر ذبح شدہ گوشت کو بازار میں منتقل کرنے کے لئے گاڑی کرایہ پر دے تو؟

باپ :- میں پہلے بتا چکا ہوں کہ شراب بیچنے کے لئے مکان کرایہ پر دینا جائز نہیں۔ یہ بھی اس کی مثل ہے لہٰذا اجارہ صحیح نہیں ہوگا۔

بیٹا :- اگر کوئی شخص کسی کو وکیل بنائے کہ وہ اس کے لئے اتنی اجرت پر مزدور لائے۔ پس وکیل اس اجرت سے کم مقدار پر مزدور لے آتا ہے تو؟

باپ :- وکیل پر واجب ہے کہ اضافی رقم مالک کو واپس کرے۔

بیٹا :- اگر کوئی رنگ کرنے والا کسی کے مکان کو مالک کی مرضی کے مطابق رنگ نہ کرے تو؟

باپ :- وہ بالکل اجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔

بیٹا :- پگڑی کے متعلق سوال باقی رہ گیا ہے۔

باپ :- اگر مالک مکان و دکان اور مستاجر (کرایہ دار) اس پر اتفاق کر لیں کہ مالک مکان' نہ تو کرایہ میں اضافہ کرے گا اور نہ ہی کرایہ دار سے دوکان خالی کرائے گا تو مستاجر کو حق ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر وہ دکان کسی اور شخص کو کرایہ پر دے اگر یہ اتفاق کر لیں تو مالک کے لئے پگڑی لینا بھی جائز ہے۔ یا مکان و دکان مستاجر کے حوالے کرنا جائز ہے۔ اور مستاجر اول کو حق ہے کہ اس حالت میں کسی اور مستاجر سے پگڑی لے کر مکان اس کے حوالے کر

دے۔

بیٹا :۔ اگر کوئی شخص کسی کو کوئی شے "ھدیۃ" دے اور ھبہ بلا معوض ہو تو؟

باپ :۔ اگر ھبہ اور ھدیہ دینے والا بالغ، عاقل، ارادہ و اختیار سے دے۔ مختار ہو اور نہ ہی اس کا اپنے مال میں تصرف ممنوع ہو تو اس کا ھبہ اور ھدیہ صحیح ہوگا اگرچہ مرض الموت میں ہی کیوں نہ ھدیہ دے۔ جس کو ھبہ یا ھدیہ دیا جا رہا ہے وہ اس کو اپنی تحویل میں لے سکتا ہے۔ اسی ھدیہ کے ساتھ وہ شے اس کی ملک ہو جائے گی۔ مخفی نہ رہے کہ ھبہ ایسا عقد ہے جس میں ایجاب و قبول شرط ہیں اور ایجاب و قبول میں ایسا لفظ یا عمل کافی ہے جو ان دونوں (ایجاب و قبول) پر دلالت کرے۔

بیٹا :۔ اگر ھبہ یا ھدیہ موھوب لہ کے پاس نہ ہو اور واھب موھوب لہ کو قبضہ نہ دے تو؟

باپ :۔ جب تک موھوب لہ (جس کو ھبہ / ھدیہ دیا گیا ہے) اپنے قبضہ اور تحویل میں نہیں لیتا وہ واھب کی ملک رہے گا۔ واھب کی زندگی میں موھوب لہ کے قبضہ کرنے کے بعد وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔

بیٹا :۔ اگر کوئی مکان کسی کو بطور ھدیہ دے تو اس پر کس طرح قبضہ ممکن ہے؟

باپ :۔ ھبہ کرنے والا اس گھر، جائیداد سے ہاتھ اٹھا لے اور موھوب لہ (جسے ھدیہ دیا گیا ہے) کے لئے خالی کر دے اور اس کے قبضہ میں دے دے۔ جب قبضہ مکمل ہو جائے گا تو ھدیہ اور ھبہ بھی صحیح ہو جائے گا۔

بیٹا :۔ اگر ھبہ کرنے والا کوئی شی موھوب لہ کے حوالے کرنے سے پہلے یا موھوب لہ قبضہ کرنے سے پہلے مر جائے تو؟

باپ :۔ ھبہ باطل ہو جائے گا۔ اور وہ شے جسے ھبہ کیا گیا تھا وہ واھب کے

وارث کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

بیٹا :۔ اگر کسی شخص کو کہیں سے پڑا ہوا مال مل جائے وہ اس کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اٹھا لے تو؟

باپ :۔ اگر وہ مال تین گرام سکہ دار چاندی سے کم قیمت کا ہو تو اسے اپنی ملکیت میں لے سکتا ہے۔ (☆ لیکن جب وہ شی کسی گھر کے دروازے پر پڑی ہو یا کسی شخص کے ساتھ پڑی ہو اور احتمال یہ ہو کہ یہ چیز اس کی ہے تو اس شخص سے پوچھنا واجب ہے ☆) اس کے بعد اگر اس کا مالک مل جائے اور وہ چیز بھی اس کے پاس موجود ہو تو اسے دے دے۔

بیٹا :۔ اور اگر اس مقدار سے زیادہ ہو تو؟

باپ :۔ تو اس مال کو اٹھانے والے پر واجب ہے کہ اس کا جلد اعلان کرے جس دن اس نے وہ چیز اٹھائی ہے سے پورا سال تک مالک کو تلاش کرے۔ اگر وہ چیز کسی شارع عام یا بازار یا مرکزی وسیع میدان سے اٹھائی ہو تو اس کا اعلان ایسی جگھوں پر کرے جہاں لوگ زیادہ جمع ہوتے ہیں۔ مثلاً بازار' عموی اجتماعات وغیرہ میں۔ جہاں مالک کے ملنے کی توقع ہو۔ یہ اس صورت میں ہے جب مالک کی کوئی علامت و نشانی موجود ہو۔

بیٹا :۔ اگر وہ ایک سال کی تلاش اور اعلان کرنے کے بعد مالک کو نہ پا سکے تو؟

باپ :۔ مال اٹھانے والے کو اختیار ہے کہ تین کاموں میں سے کوئی ایک کام کرے۔

(۱) اس مال کو اپنی ملکیت میں لے لے لیکن ضامن ہوگا۔

(۲) اس کے مالک کی طرف سے صدقہ دے اور ضامن بھی ہوگا۔

(۳) اپنے پاس امانت رکھے۔ اگر اس کے بعد اس کا مالک مل جائے تو یہ اس

کا ضامن ہوگا۔ (☆ حتی کہ اگر بغیر کوتاہی کے تلف بھی ہو گئی تو بھی ضامن ہوگا ☆)

بیٹا :۔ اگر کسی کو کچھ درہم یا دینار گرے ہوئے ملیں تو؟

باپ :۔ اگر نقدی کے بعض خصوصیات کی وجہ سے مالک کی شناخت ممکن ہو مثلاً اس کی تعداد یا وہ خاص وقت جس میں نقدی ملی ہے یا وہ خاص جگہ تو اس کا انہی خصوصیات کے ساتھ اعلان کرنا واجب ہے۔

بیٹا :۔ اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ یہ مال میرا مال ہے تو؟

باپ :۔ اگر یقین ہو کہ یہ سچ بول رہا ہے تو اس کو دینا واجب ہے۔اور اگر وہ اس کی صفات و نشانیاں بتائے جو حقیقت کے مطابق ہوں اور اس کی بات سے اطمینان حاصل ہو جائے تو بھی اس کو واپس کر دینا واجب ہے۔

بیٹا :۔ اگر اس کی بات سے اطمینان حاصل نہ ہو بلکہ ظن حاصل ہو تو؟

باپ :۔ ظن کافی نہیں ہے۔

بیٹا :۔ یہ تو اس مال کا حکم تھا کہ جو کہیں پڑا ہوا ملے اور اس کا مالک معلوم نہ ہو اور اگر کوئی انسان کسی کے مال یا سامان یا جائیداد پر ظلم و زیادتی کے ذریعہ قبضہ کرلے اور اس کے مال کو غصب کر لے تو؟

باپ :۔ غصب گناہان کبیرہ میں سے ہے اور حرام ہے۔ غاصب کو قیامت کے دن مختلف اقسام کا سخت عذاب دیا جائے گا۔ نبی اکرمؐ فرماتے ہیں من غصب شبرا من الارض طوقه الله من سبع ارضين يوم القيامة۔

"جو شخص زمین کا ایک بالشت بھی غصب کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سات زمینوں کا طوق اسے پہنچائے گا"۔

غاصب پر واجب ہے کہ گھر ہو یا سامان نقدی ہو یا کوئی اور چیز اس کے مالک کو واپس کرے۔

بیٹا :۔ کیا غصبی گھر اس کے مالک کو واپس دے دینا واجب ہے؟

باپ :۔ ہاں ہاں گھر واپس کرنا واجب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ جتنی مدت اس میں اقامت کی ہے اس کا کرایہ بھی دے۔

بیٹا :۔ اگر کوئی انسان زمین غصب کرے اور اس میں درخت اور زراعت کاشت کرے تو؟

باپ :۔ غاصب پر واجب ہے کہ فوراً درخت اور جو فصل بھی اس نے کاشت کی ہے اس سے زمین کو خالی کر دے۔ اگرچہ غاصب کو اس سے نقصان ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑے بلکہ درخت اکھاڑنے وغیرہ سے اگر زمین کی قیمت میں کمی ہو جاتی ہے' تو غاصب پر اس نقصان کو بھی پورا کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ جتنا عرصہ اس نے زمین کو قبضہ میں رکھا ہے اور اس میں زراعت وغیرہ کی ہے اس کا کرایہ دینا بھی واجب ہے۔

بیٹا :۔ اگر غاصب کے ہاتھ سے غصبی شئی سہواً ضائع ہو جائے تو؟

باپ :۔ غاصب پر اس کا عوض دینا اور جتنا عرصہ اس نے اس غصبی چیز کو اپنے پاس رکھا ہے اس کے منافع کا عوض دینا واجب ہے۔

بیٹا :۔ اگر کوئی شی غاصب سے لے لی جائے اور پھر وہ لینے والے سے ضائع ہو جائے تو؟

باپ :۔ تو مالک کو حق حاصل ہے کہ غاصب اول یا غاصب دوم میں سے جس سے چاہے اس کے عوض کا مطالبہ کرے۔

بیٹا :۔ اگر مالک کو یقین ہو کہ اس کا مال غاصب کے پاس موجود ہے تو یہ کیا کرے؟

باپ :۔ مالک کو حق ہے کہ وہ اپنی چیز غاصب سے چھین لے' چاہے طاقت ہی کے ذریعہ ہو۔ اور اگر مالک کے پاس غاصب کا کچھ مال ہو جو غصبی مال کے

مساوی ہو تو اس کو لے لے۔

بیٹا :- اگر غاصب کا مال جس پر اس نے قبضہ کیا ہے قیمت کے لحاظ سے اس کے اس مال سے زیادہ ہو جس کو غصب کیا گیا ہے تو؟

باپ :- تو وہ شخص اپنے غصب شدہ مال کی قیمت کے برابر غاصب کے مال پر قبضہ کر سکتا ہے۔

بیٹا :- اس عنوان پر گفتگو کو ختم کرنے سے پہلے میں آپ سے ایک ذاتی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

باپ :- بے شک سوال کریں۔

بیٹا :- میں آپ کو عام طور پر صدقہ دیتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

باپ :- جی ہاں۔ لیکن آپ نے مجھے کیسے دیکھا ہے جبکہ صدقہ دیتے ہوئے میری کوشش ہوتی ہے کہ مجھے کوئی نہ دیکھے۔ کیونکہ مستحب صدقہ لوگوں کے سامنے ظاہر بظاہر دینے سے چھپا کر دینا افضل ہے۔ آپ کے امام علی بن الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صدقۃ السر تطفئی غضب الرب چھپا کر "صدقہ دینا خدا کے غضب کو بجھا دیتا ہے"۔

بیٹا :- صدقہ میں کیا شرط ہے؟

باپ :- صدقہ میں قصد قربت الی اللہ شرط ہے۔

بیٹا :- کیا صدقہ کا کوئی وقت معین ہے؟

باپ :- ہرگز نہیں۔ لیکن مستحب ہے کہ صدقہ صبح سویرے دیا جائے۔ کیونکہ صبح سویرے صدقہ دینا اس دن کے شر کو دور کر دیتا ہے۔ اور مستحب ہے کہ رات کے ابتدائی حصے میں صدقہ دیا جائے کیونکہ وہ رات کے شر کو دور کر دیتا ہے۔

معلی بن خنیس کہتے ہیں کہ ابو عبداللہ حضرت امام جعفر صادقؑ ایک رات

کو نکلے آسمان سے بارش برس رہی تھی آپ بنی ساعدہ کے سائبان (جہاں غریب لوگ گرمی کے دنوں میں سو جاتے تھے) کی طرف جانا چاہتے تھے میں بھی امام کے پیچھے چلا کہ اچانک آپ کے ہاتھ سے کوئی چیز گری۔ تو آپ نے فرمایا بسم اللہ اللھم رد الینا اللہ کے نام اے اللہ اس کو ہمارے پاس واپس پلٹا دے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امامؑ کے نزدیک ہو کر سلام کیا۔ امامؑ نے فرمایا تو معلی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں میں آپ پر قربان جاؤں امامؑ نے مجھے فرمایا اپنا ہاتھ زمین پر مارو اور جو کچھ ملے اسے جمع کر کے میرے سپرد کر۔ معلی کا بیان ہے کہ میں نے زمین پر ہاتھ مارا۔ دیکھا کہ روٹیاں زمین پر گری پڑی ہیں۔ پس میں نے روٹیاں جمع کر کے حضرت کو دیں تو اچانک میں نے روٹیوں کی ایک بوری دیکھی پس میں نے عرض کی آپ پر قربان جاؤں آپ رہنے دیجئے میں انہیں اٹھا کر لے چلتا ہوں۔ فرمایا نہیں بلکہ میں ان کو اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہوں لیکن میں تجھے اجازت دیتا ہوں کہ میرے ساتھ چلو۔ پس میں حضرت کے ساتھ بنی ساعدہ کے دالان تک گیا۔ تو میں نے وہاں فقراء و مساکین کا ایک گروہ دیکھا جو سوئے ہوئے تھے۔ حضرت ایک روٹی یا دو روٹیاں انکے تکیہ کے نیچے رکھتے گئے۔ یہاں تک کہ آخر تک پہنچے پھر ہم واپس چلے۔تو میں نے امامؑ سے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں۔ کیا یہ لوگ حق کی معرفت رکھتے ہیں۔ تو امامؑ نے فرمایا اگر یہ حق کی معرفت رکھتے ہوتے تو ہم روٹیوں کے ساتھ نمک بھی دیتے۔ یعنی ہم نمک تک میں انہیں شریک کرتے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ذخیرہ اور جمع کرنے لئے خازن پیدا کیا ہے اور صدقہ کو خود اللہ تعالیٰ جمع کرتا ہے"۔

میرے والد محترم جب کسی سائل کو صدقہ دیتے تو اس کے ہاتھ سے واپس لے کر چومتے اور خوشبو سونگھ کر واپس سائل کو پلٹا دیتے تھے۔ اس لئے

کہ صدقہ سائل کے پاس جانے سے پہلے دست خدا میں جاتا ہے۔

بیٹا :۔ اس واقعہ سے میں نے صدقہ کی بہت بڑی فضیلت سمجھ لی ہے۔

باپ :۔ بہت ساری متواتر روایات میں صدقہ دینے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔روایات میں آیا ہے کہ صدقہ مرض کی دوا' بلاؤں کو ٹالنے' وسعت رزق' قرض کی ادائگی' مال کی زیادتی' بری موت سے تحفظ اور بری بیماریوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ صدقہ کے ذریعہ ستر مصیبتوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ باوجودیکہ صدقہ دینے کی بڑی فضیلت ہے۔ لیکن اپنے اہل و عیال کو صدقہ دینا غیروں کو صدقہ دینے سے افضل ہے۔ جیسا کہ قریبی ضرورت مند کو صدقہ دینا غیر کی نسبت افضل ہے۔ پھر غیروں کی نسبت دور کے رشتہ داروں کو صدقہ دینا افضل ہے۔

بیٹا :۔ دور کے رشتہ دار؟

باپ :۔ ہاں دور کے رشتہ داروں کو صدقہ دینا غیروں کی نسبت افضل ہے۔

بیٹا :۔ کیا صدقہ قرض دینے سے افضل ہے؟

باپ :۔ نہیں قرض صدقہ سے افضل ہے۔ جیسا کہ اس کے بارے میں روایات گذر چکی ہیں۔ واللہ اعلم

حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات

ذبح کرنے والے شخص کے لئے مستحب ہے کہ حیوان کو ذبح خانہ کی طرف نرمی سے لے جائے ذبح کرنے سے پہلے پانی پلائے' کسی دوسرے حیوان کے سامنے ذبح نہ کرے' ذبح کرتے وقت حیوان کی گردن پر چھری تیز اور طاقت سے چلائے (تاکہ حیوان کو تھوڑی تکلیف ہو) جلدی ذبح کرے دیر نہ کرے (مثلاً اس کے پاؤں باندھنا روبقبلہ کرنا چھری چلانا) حیوان کی روح نکل جانے سے پہلے ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ لے جائے۔

حیوان کو ذبح کرنے کے مکروحات۔

(۱) کسی دوسرے حیوان کے سامنے حیوان کو ذبح کرنا۔

(۲) جس جانور کو پالا ہو اس کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا۔

(۳) حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا۔

یہ میرے باپ نے کہا اور ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان فرمائی کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر معاملہ میں تمہارے لئے عمل خیر کو ضروری قرار دیا ہے اگر قتل کرو اچھے طریقے پر قتل کرو۔(یعنی مثلہ نہ کرو۔ لاش کی توہین نہ کرو) اور اگر کسی حیوان کو ذبح کرو تو اچھے انداز سے ذبح کرو چھری تیز ہونی چاہئے تاکہ حیوان کو تکلیف نہ ہو۔

بیٹا :- پدر مہربان میں ذبح کیسے کروں؟

باپ :- اگر آپ حیوان ذبح کرنا چاہیں تو اس کی مکمل چار رگوں کو کاٹیں۔

بیٹا :- وہ چار رگیں کون سی ہیں؟

باپ :- کھانے کی نالی۔ سانس کی نالی۔ اور دو رگیں جنہوں نے کھانے اور سانس کی نالیوں کو گھیرا ہوا ہوتا ہے۔

بیٹا :- ابا جان اس کی کچھ اور وضاحت کریں۔

باپ :- ذبح کے ماہرین کہتے ہیں کہ اگر آپ چار رگوں کو کاٹیں' تو دیکھیں گے کہ حلق کے نیچے سر کی طرف ابھری ہوئی جگہ ہو گی اور اگر (وہ) حلق کے نیچے ابھری ہوئی جگہ سر والی طرف نہ ہو تو گویا آپ نے چار مکمل رگوں کو نہیں کاٹا کیونکہ حلق کے نیچے اس ابھری ہوئی جگہ پر سانس اور کھانے کی نالیاں ہوتی ہیں اور اس ابھری ہوئی جگہ سے سر والی طرف نہ سانس کی نالی ہوتی ہے اور نہ کھانے کی نالی۔

بیٹا :- اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جب کسی حیوان کو ذبح کرنا چاہوں تو اس ابھری ہوئی جگہ سے نیچے بدن کی طرف سے ذبح کروں؟ نہ ابھری ہوئی جگہ سے سر کی طرف

باپ :- ہاں بالکل اسی طرح ابھری ہوئی جگہ سے نیچے کی طرف چار رگوں کو کاٹیں

بیٹا :- اگر میں غلطی سے گردن کو ابھری ہوئی جگہ سے اوپر سر کی طرف کو کاٹ دوں نہ ابھری ہوئی جگہ سے نیچے کی طرف سے کاٹوں اور پھر فوراً اس طرف متوجہ ہو جاؤں تو؟

باپ :- دوبارہ ابھری ہوئی جگہ سے نیچے بدن کی طرف سے حلق کو کاٹیں اگر حیوان میں جان باقی ہو ورنہ اس کا گوشت کھانا حرام ہو گا۔

میرے باپ نے مزید فرمایا اونٹ کو ذبح نہیں کیا جاتا بلکہ نحر کیا جاتا ہے

بیٹا :- میں اونٹ کو نحر کیسے کروں؟

باپ :- اگر آپ اونٹ کو نحر کرنا چاہیں تو چھری یا نیزہ یا ان جیسا لوہے کا تیز دھار آلہ اونٹ کی گردن کے نیچے نشیب والی جگہ پر گھونپ دیں

بیٹا :- نشیب والی جگہ ؟

باپ :- سینے کے ساتھ گردن کے نیچے والا حصہ۔

بیٹا :- میں نے اونٹ کو نحر کرنا تو سمجھ لیا اب آپ فرمائیں کہ بھیڑ، گائے مرغی کبوتر وغیرہ کو کیسے ذبح کروں۔

باپ :- اگر آپ نے یہ سمجھ لیا ہے تو اب آپ کے لئے مندرجہ بالا حیوانات کا گوشت کھانا تب حلال ہو گا جب ان میں ذبح کی درج ذیل شرائط پائی جائیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) ذبح کرنے والا شخص مرد ہو یا عورت یا ممیز بچہ مسلمان ہونا چاہئے بس کافر کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

(۲) حتی الامکان لوہے کے تیز دھار آلہ سے ذبح کیا جائے اگر موقعہ پر لوہے کا آلہ نہ ہو اور حیوان کو ذبح کرنا ضروری ہو (یعنی اگر اس کو ذبح نہ کیا گیا تو وہ مر جائے گا) تانبا۔ پیتل۔ سیسہ (ایسی دھات جس سے بندوق کے چھرے اور گولیاں بنائی جاتی ہے) شیشہ' تیز پتھر وغیرہ یا ایسی چیز جو چار رگوں کو کاٹ سکے' کے ساتھ ذبح کرنا جائز ہے۔ رگوں کو قینچی وغیرہ سے نہ کاٹا جائے۔

بیٹا :- اسٹیل کی بنی ہوئی چھری کا کیا حکم ہے؟

باپ :- جب تک لوہے کی شمار ہوتی ہو جائز ہے۔

(۳) ذبح کرتے ہوئے ذبیحہ کے بدن کا اگلا حصہ (چہرہ' ہاتھ' منہ' گردن کو) قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

بیٹا :- اگر ذبح کے وقت قبلہ کی طرف نہ ہو تو؟

باپ :- اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہو تو اس کا کھانا حرام ہے۔

بیٹا :- اور اگر جان بوجھ کر نہ کیا ہو تو؟

باپ :- نسیان یا غلطی یا جہت قبلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ' یا قبلہ رخ کرنے پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے یا یہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کہ قبلہ رخ کرنا ان شرائط میں سے ہے جن کی وجہ سے ذبیحہ کا گوشت کھانا حلال ہوتا

ہے۔ اگر ان اسباب میں سے کسی سبب سے قبلہ رخ نہ ہو سکے تو ذبیحہ کا گوشت حرام نہیں ہے۔

(۴) ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے' ذبح کا ارادہ کرتے وقت یا چھری حیوان کی گردن پر رکھتے وقت ذبح کی نیت سے بسم اللہ کہے۔

بیٹا :- تو کیا کہے؟

باپ :- بسم اللہ یا اللہ اکبر یا الحمدللہ کہے۔

بیٹا :- اگر اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو؟

باپ :- ذبیحہ حرام نہیں ہے۔

(۵) حیوان کو ذبح کرنے والا گردن کو اگلی طرف سے کاٹے (☆ پس گردن کو (گدی) پچھلی طرف سے نہ کاٹے اسی طرح چار رگوں کے نیچے سے چھری داخل کر کے پھر رگوں کو نہ کاٹے ☆) بلکہ ذبح والی جگہ پر چھری رکھ کر رگوں کو کاٹے۔

بیٹا :- میں نے کچھ قصاب کو دیکھا ہے کہ وہ حیوان کو ذبح کرتے وقت سر جدا کر دیتے ہیں۔

باپ :- اگر ایسا کیا ہو چاہے عمداً ہو یا غلطی سے تو ذبح حرام نہیں ہے۔

(۶) حیوان کو ذبح کرنے کے بعد معمول کے مطابق خون نکل جائے۔ اگر ذبیحہ سے خون نہ نکلے یا اس حیوان کی جنس کے حیوانات کی نسبت کم خون نکلے تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

(۷) ذبح کے وقت حیوان کو زندہ ہونا چاہئے۔ بلکہ واجب ہے کہ وہ ذبح کے بعد حرکت کرے۔ اگرچہ پاؤں کو حرکت دے یا آنکھ جھپکے۔

یہ تھیں ذبیحہ کی واجب شرائط!

بیٹا :- اگر ذبح کے وقت حیوان کے زندہ ہونے کا یقین ہو تو؟

باپ :- تو پھر ذبح کے بعد حرکت کی ضرورت نہیں۔

بیٹا :- آپ نے فرمایا ہے کہ اونٹ کو نحر کرنا واجب ہے تو اس کے گوشت کے حلال ہونے میں نحر کے علاوہ بھی کوئی شرائط ہیں۔

باپ :- نحر کی وہی شرائط ہیں جو ذبح کی شرائط ہیں نحر میں اونٹ کا قبلہ رخ ہونا' نحر کرنے والے کا بسم اللّٰہ پڑھنا' اونٹ کا نحر کے وقت زندہ ہونا' اور نحر کے بعد معمول کے مطابق خون کا نکل جانا اور اس کا حرکت کرنا واجب ہے۔

بیٹا :- حیوان کے پیٹ میں بچے کا کیا حکم ہے؟

باپ :- اگر وہ ماں کے پیٹ سے زندہ نکلا جائے تو اس کا اپنی ماں والا حکم ہے۔ یعنی ذبح کیا جائے گا یا نحر جو اس کی ماں کا حکم ہو گا وہی اس کا حکم ہو گا۔

بیٹا :- وہ کبھی ماں کے بطن سے مردہ نکلا جاتا ہے؟

باپ :- اگر اس کی ماں کو ان شرائط کے مطابق جو گزر چکی ہیں۔ ذبح یا نحر کیا گیا ہو پس اس کا بچہ ماں کے پیٹ ہی میں مرجائے اور وہ تام الخلقہ ہو یعنی اس کی خلقت مکمل ہو چکی ہو اس کے بال وغیرہ اگ آئے ہوں تو اس کا گوشت کھانا حلال ہے۔ حیوان کے ذبح کرنے کے بعد جنین کا زیادہ دیر اس کے پیٹ میں رکھنا جائز نہیں بلکہ ذبح کے فوراً" بعد پیٹ چاک کر کے اس کو نکال لینا واجب ہے۔

بیٹا :- اگر اس کی ماں کو ذبح یا نحر نہ کیا گیا ہو اور وہ مرجائے اور اس کا بچہ بھی پیٹ ہی میں مرجائے تو؟

باپ :- اس کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ اگر کسی حیوان میں ذبح یا نحر کی تمام شرائط موجود ہوں تو ہم اس کو "مذکی" کہیں گے۔ یعنی یہ شریعت اسلامیہ کے قواعد و ضوابط کے مطابق ذبح کیا گیا ہے۔

میرے والد نے بات آگے بڑھاتے ہوئے مزید وضاحت کی۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ کچھ حیوانات کا گوشت کھانا حلال ہے اور کچھ حیوانات کا گوشت کھانا حرام۔ حلال گوشت حیوانات میں بھیڑ' گائے وغیرہ اور حرام گوشت حیوانات میں شیر' چیتا' لومڑی' شکرا' گدھ اور حشرات الارض وغیرہ ۔ حیوانات میں کچھ ایسے حیوان بھی ہیں جو ہمیشہ نجس ہوتے ہیں۔ حلال گوشت حیوانات کو جب شرعی طریقہ سے ذبح کیا جائے تو وہ پاک اور ان کا گوشت کھانا حلال ہو جاتا ہے۔ نجس العین حیوانات کسی طریقے سے پاک نہیں ہو سکتے۔

بیٹا :- اور وہ حیوانات جو حلال گوشت نہیں ہیں۔ کیا ان کا تذکیہ ہو سکتا ہے؟

باپ :- ہاں ۔ ان کا تذکیہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔ اور ان کے چمڑے کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس سے پانی یا گھی کے لئے برتن بنایا جائے تو وہ نجس نہیں ہوں گے۔ اگرچہ تر ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ یہ چمڑا تذکیہ شدہ حیوان کا ہے۔

بیٹا :- اگر ہم کسی مسلمان شخص کے ہاتھ سے گوشت یا چمڑا لیں اور نہ جانتے ہوں کہ یہ تذکیہ شدہ ہے یا نہیں تو؟

باپ :- جب تک مسلمان کے ہاتھ میں ہے آپ اسے تذکیہ شدہ سمجھیں۔ مگر آپ کے لئے ثابت ہو جائے کہ اس کا تذکیہ نہیں ہوا۔

میرے والد نے مزید فرمایا۔

کہ جب آپ دیکھیں کہ مسلمان چمڑا یا گوشت بیچ رہا ہے اور اس نے وہ کافر کے ہاتھ سے لیا ہو اور احتمال یہ ہو کہ مسلمان نے اس کے تذکیہ کے متعلق تحقیق کی ہو گی تو آپ اسے تذکیہ شدہ سمجھیں۔ مگر یہ کہ ثابت ہو جائے کہ وہ تذکیہ شدہ نہیں ہے۔ اس کے لئے بہت زیادہ تحقیق کی ضرورت

ہے۔ اگر آپ کو یقین ہو کہ مسلمان نے گوشت یا چمڑا کافر سے بغیر تحقیق کے لیا ہے تو آپ اسے غیر تذکیہ شدہ سمجھیں۔

بیٹا :- آپ نے مجھے فرمایا ہے کہ اگر مسلمان کے ہاتھ میں گوشت یا چمڑا دیکھیں تو چاہے نہ جانتے ہوں کہ حیوان کو شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہے یا نہیں۔ آپ اس کو تذکیہ شدہ سمجھیں حتیٰ کہ آپ کے لئے ثابت ہو جائے کہ اس کا تذکیہ نہیں ہوا'
کیا آپ نے اسی طرح فرمایا ہے ؟

باپ :- ہاں۔ اسی طرح کہا ہے۔

بیٹا :- مسلمانوں کے تو کئی فرقے اور مذاہب ہیں۔

باپ :- آپ اس کو تذکیہ شدہ سمجھیں چاہے اس کا اور آپ کا مذہب ایک ہو یا نہ ہو۔

بیٹا :- کچھ مذاہب اسلامیہ ایسے بھی ہیں جو، تذکیہ کے وہ ساری شرائط ضروری نہیں سمجھتے جو آپ نے بیان کی ہیں۔ مثلاً قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں جانتے' بسم اللہ پڑھنا یا ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا اور نہ ہی چار رگوں کو کاٹنا ضروری جانتے ہیں؟ اور مجھے معلوم نہیں کہ حیوان کو کیسے ذبح کیا گیا ہے۔؟

باپ :- مجھے معلوم ہے یہ اتنا اہم نہیں۔ کوئی بھی مسلمان ہو جب تک وہ مسلمان ہے آپ اس حیوان کو تذکیہ شدہ سمجھیں۔ جب تک مسلمان اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کو تذکیہ شدہ جانتے ہیں۔

بیٹا :- ممالک اسلامیہ میں جو حیوانات مشینوں کے ذریعہ ذبح کیے جاتے ہیں۔ ان کا کیا حکم ہے؟

باپ :- مشین پر کام کرنے والا مسلمان ہونا چاہئے جو مشین کی چھری کو اپنے

ہاتھ سے حرکت دے تاکہ ذبح کی نسبت عامل کی طرف ہو نہ کہ مشین کی طرف۔ چونکہ یہ شخص خود اپنے ہاتھ سے مشین کی چھری کو چلا رہا ہے اور مشین بطور آلہ استعمال ہو رہی ہے اس قسم کا ذبح جائز ہے۔ اگرچہ اس طریقے سے آن واحد میں کئی حیوانات کیوں نہ ذبح کیے جائیں۔

بیٹا :- وہ گوشت اور چمڑا جو کافر کے ہاتھ سے لیا جائے اس کا کیا حکم ہے؟

باپ :- آپ اس کو غیر مذکی سمجھیں حتیٰ کہ اگر کافر کہے کہ یہ تذکیہ شدہ ہے۔ ہاں اگر وہ اپنے قول میں اس قدر سچا ہو کہ اس کے کلام کی صحت کا یقین ہو جائے تو اس کی بات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

بیٹا :- اگر میں کسی مسلمان کے ہاتھ میں گوشت فروخت کرتے ہوئے دیکھوں کہ اس مسلمان نے وہ گوشت کافر سے بغیر تحقیق کئے کہ وہ شرعی طریقہ پر ذبح شدہ ہے یا نہیں ہے۔ لیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

باپ :- میں نے آپ کو پہلے نہیں بتایا کہ اسے غیر تذکیہ شدہ سمجھیں اور غیر تذکیہ شدہ کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے۔

بیٹا :- اور آپ نے مچھلیوں کے ذبح کا طریقہ تو بتایا ہی نہیں؟

باپ :- مچھلیوں کا تذکیہ اور اس کے بعد ان کے گوشت کا حلال ہونا دیگر حیوانات جن کا ذکر گزر چکا ہے ان کے ذبح کے طریقہ سے مختلف ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اس کو پانی سے باہر زندہ اپنے قبضہ میں لے لیں۔ بایں طور کہ پانی کے اندر ہاتھ سے پکڑیں اور پانی سے زندہ باہر نکالیں یا جال یا کانٹے اور نیزے کے ذریعہ شکار کریں یا حوض سے پانی نکال کے مچھلیوں کو زندہ پکڑ لیں یا مچھلی اچھل کر خودبخود پانی سے باہر ساحل پر آ جائے اور آپ اس کو زندہ پکڑ لیں تو یہی اس کا تذکیہ ہو گا یا مچھلی اچھل کر خشکی پر آ جائے۔

بیٹا :- اگر مچھلی خشکی پر آ جائے اور پکڑنے سے پہلے مر جائے تو؟

باپ :- اس کا گوشت آپ پر حرام ہے۔ مزید براں اگر آپ مچھلی کو دیکھتے ہیں کہ وہ زمین پر تڑپ رہی ہے اور آپ کو یہ علم نہیں کہ اسے کسی انسان نے باہر نکالا ہے یا خودبخود باہر آئی ہے اور اس کو نہیں پکڑتے حتی کہ وہ مر جاتی ہے تو اس کا گوشت کھانا آپ کے لئے حرام ہے۔

بیٹا :- بسم اللہ پڑھنے والی شرط مچھلی میں نہیں ہے؟

باپ :- مچھلی کے تذکیہ میں یہ شرط نہیں ہے۔

بیٹا :- کیا شکار کرنے والے کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں؟

باپ :- مچھلی کے تذکیہ میں شکار کرنے والے کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں۔

بیٹا :- اگر کافر مچھلی کو زندہ پانی سے باہر نکال لے تو کیا اس کا کھانا جائز ہے؟

باپ :- ہاں - اس کا کھانا جائز ہے اس میں کوئی فرق نہیں کہ مچھلی پکڑنے والا مسلمان ہو یا کافر' بشرطیکہ مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑا جائے۔

بیٹا :- اگر میں کسی مچھلی بیچنے والے مسلمان کے ہاتھ مچھلی دیکھوں لیکن یہ یقین نہ ہو کہ اس نے مچھلی کو پانی میں سے زندہ پکڑا ہے؟ تو اس قسم کی مچھلی کھانے کا کیا حکم ہے؟

باپ :- تو آپ اسے تذکیہ شدہ سمجھیں اگر وہ اس میں ایسا تصرف کر رہا ہے جو اس کے تذکیہ پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً اس کا بیچنا وغیرہ۔

بیٹا :- اور اگر میں کسی کافر کے ہاتھ میں مچھلی دیکھوں اور مجھے یہ علم نہیں کہ اس نے یہ مچھلی پانی سے زندہ پکڑی ہے یا مردہ تو میں اسے تذکیہ شدہ سمجھوں یا نہ۔

باپ :- آپ اس کو تذکیہ شدہ نہ سمجھیں۔ علاوہ ازیں اگر کوئی کافر آپ کو خبر دے کہ یہ تذکیہ شدہ ہے تو بھی آپ کا اسے کھانا جائز نہیں مگر یہ کہ آپ

کو یقین ہو جائے کہ اس نے مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑا ہے یا پانی سے باہر زندہ حاصل کیا ہے۔

بیٹا :- اگر شکاری پانی میں زہر ڈال دے اور مچھلی اسے پی لے اور وہ تیرنے سے عاجز آنے کی صورت میں پانی کی اوپر والی سطح پر آ جائے تو۔

باپ :- اگر آپ اسے زندہ پکڑ لیں تو حلال ہے اور اگر پکڑنے سے پہلے مر جائے تو حرام ہے۔

بیٹا :- شکاری پانی میں جال ڈالے پھر اس کو باہر نکالے اور اس میں مردہ مچھلیاں ہوں تو؟

باپ :- آپ کے لئے وہ حلال نہیں۔

بیٹا :- شکاری زندہ مچھلی پانی سے نکالے پھر اس کا پیٹ پھاڑ ڈالے یا اس کے سر پر کوئی چیز مارے پس وہ مر جائے تو۔

باپ :- وہ آپ کے لئے حلال ہے کیونکہ اگر آپ مچھلی کو زندہ پانی سے نکالتے ہیں تو اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ خود بخود مرے۔ پس اس کا کھانا جائز ہے اگر وہ ٹکڑے کرنے یا بھوننے یا کسی اور وجہ سے مر جائے۔

بیٹا :- مچھلی سے نکلنے والا خون؟ کیا بھوننے سے پہلے اس کا پاک کرنا ضروری نہیں؟

باپ :- مچھلی کا خون پاک ہے۔

بیٹا :- میں نے والد محترم سے عرض کیا آپ نے مجھے مچھلی کے شکار کے متعلق تو بتایا ہے لیکن دوسرے حیوانات مثلاً ہرن وغیرہ کے شکار کے متعلق نہیں بتایا کہ اگر ہرن کا شکار بندوق سے کیا جائے تو؟

باپ :- حلال گوشت جنگلی حیوانات مثلاً ہرن' جنگلی گائے وغیرہ میں تذکیہ شرط ہے اور اگر ان کا شکار بندوق یا اس کے علاوہ کسی اور شے سے کیا جائے

تو اس میں چند امور ضروری ہیں اگر یہ موجود ہوئے تو اس کا کھانا حلال اور وہ حیوان پاک ہو گا۔ اسی طرح جیسے ذبح کے ساتھ حلال اور پاک ہوتا تھا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) شکاری مسلمان ہو۔

(۲) اسلحہ شکار کے ارادہ سے استعمال کرے۔ پس اگر وہ تیر پھینکے اور وہ اچانک بغیر ارادہ کے کسی حیوان کو لگ جائے اور وہ مرجائے تو حلال نہیں ہو گا۔

(۳) اسلحہ استعمال کرتے وقت بسم اللہ یا اللہ اکبر یا الحمدللہ پڑھے۔

(۴) (☆ شکار کو نہ چھوڑے یہاں تک کہ اسے مردہ پالے اور اس کو حاصل کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہو ☆) پس اگر شکار کو زندہ پالے اور ذبح کرنے کا وقت بھی ہو اور ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مرجائے تو اس کا کھانا حلال نہیں۔

(۵) بندوق کے ذریعہ شکار میں ضروری ہے کہ (☆ اس کی گولی تیز ہو اور اس کے بدن میں داخل ہو جائے اور اس کو پھاڑ ڈالے ☆) اور گولی کے جسم میں داخل ہو جانے اور جسم کو پھاڑ دینے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو۔

بیٹا :- اگر شکاری کتے کے ساتھ ہرن یا پرندہ وغیرہ حلال گوشت حیوان کا شکار کیا جائے تو؟

باپ :- اگر اس میں مندرجہ ذیل شرائط پائی جائیں تو وہ پاک اور اس کا کھانا حلال ہے۔

(۱) کتا تربیت یافتہ ہو اور کتوں کی اقسام میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (☆ سوائے اس سخت سیاہ کتے کہ جس کے ساتھ کوئی دوسرا رنگ نہ ملا ہوا ہو ☆)

(۲) اس کا مالک اسے شکار کے پیچھے چھوڑے۔ پس اگر وہ خودبخود شکار کی طرف چلا جائے اور کسی جانور کو شکار کرے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

(۳) شکاری مسلمان ہو۔

(۴) شکاری کتے کو شکار کے پیچھے چھوڑتے وقت بسم اللہ یا اللہ اکبر یا الحمدللہ پڑھے۔

(۵) یہ کہ شکار اس زخم سے مرے جو کتے کے دانتوں سے لگا ہے۔

(۶) شکاری شکار پر اس کی موت کے بعد پہنچے۔ پس اگر شکاری شکار کو زندہ پا لے اور ذبح کرنے کا وقت بھی ہو اور ذبح نہ کرے' یہاں تک کہ وہ مرجائے تو اس کا کھانا حرام ہے۔

بیٹا :- اگر باز یا شکرے یا کسی اور حیوان کے ذریعہ کسی حیوان کا شکار کیا جائے تو؟

باپ :- اس کا کھانا حلال نہیں ہے فقط شکاری کتے کے ذریعہ شکار درست ہے۔ واضح رہے کہ جس جگہ سے کتے نے کاٹا ہے وہ مقام نجس ہے۔ اس کا دھونا واجب ہے۔ اس مقام کو پاک کرنے سے پہلے اس کا کھانا جائز نہیں۔

بیٹا :- بعض اوقات شکاری کتے کے علاوہ باز وغیرہ سے شکار کیا جاتا ہے اور باز کا مالک شکار کو موت سے پہلے زندہ پالے اور اس کو ذبح کردے تو؟

باپ :- اگر شکار حلال گوشت حیوانات میں سے ہو اور شکاری نے ان شرائط کے مطابق اس کو ذبح بھی کرلیا ہو تو اس کا کھانا حلال ہے؟

بیٹا :- آپ نے اپنی گفتگو میں حلال گوشت حیوان اور حرام گوشت حیوان کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کیا حیوانات ایسے بھی ہیں جن کا گوشت کھانا بھی حلال نہیں۔

باپ :- ہاں ایسے حیوانات ہیں جن کا گوشت کھانا حرام ہے۔ یہ میرے باپ نے فرمایا۔ پھر تھوڑے خاموش ہو گئے اور کچھ غور و فکر کرنے کے بعد انہوں نے سربلند کیا اور فرمایا۔

باپ :- حلال گوشت جانور اور حرام گوشت جانوروں میں سے اہم کی مختصر

تعداد بیان کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کے لئے معاملہ واضح ہو جائے۔ اور فرمایا۔ خشکی کے جانوروں میں سے جن کا گوشت کھانا حلال ہے' مرغی اپنی تمام قسموں کے ساتھ' بھیڑ' بکری' گائے' اونٹ' پہاڑی بکرا' جنگلی گائے اور ہرن۔ اور وہ حیوانات جن کا گوشت کھانا مکروہ ہے' حرام نہیں ان میں گھریلو گھوڑا' گدھا' خچر ہے۔ شیر' لومڑی وغیرہ جیسا کہ خرگوش' سوسمار' چوہا' اور حشرات الارض اور اس حیوان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے جس کی غذا انسانی فضلاء ہو اور وہ چوپایا جس کے ساتھ انسان نے بدفعلی کی ہو (☆ بلکہ ہر وہ حیوان اور اس کی اولاد کا گوشت ☆) اور دودھ حرام ہے۔اگر حلال گوشت حیوان کے ساتھ کوئی انسان بدفعلی کرے تو اس حیوان کو پہلے ذبح کریں اور پھر جلا دیں اور اگر وہ ایسے حیوانات میں سے ہو جن کو سواری یا سامان بار کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو اس کو اس شہر سے نکال دیں اور کسی دوسرے شہر میں فروخت کر دیں۔ میرے والد نے فرمایا۔

دریائی جانوروں میں سے جن کا گوشت کھانا حلال ہے ان میں مچھلی کی تمام قسمیں بشرطیکہ چھلکے والی ہو۔ وہ مچھلی جو مر کر پانی کی سطح پر آئی ہو اس کا کھانا حرام ہے جیسا کہ مچھلی کے علاوہ دیگر دریائی جانوروں کا کھانا حرام ہے۔ اور خصوصاً" بام مچھلی' زمیر مچھلی' سانپ مچھلی' کچھوا' مینڈک' کیکڑا کا گوشت حرام ہے۔

بیٹا :- دریائی ٹڈی کا کیا حکم ہے؟

باپ :- اس کا گوشت کھانا حلال ہے کیونکہ اس کا چھلکا ہوتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا' پرندوں میں سے جن کا گوشت تیرے لئے حلال ہے ان میں سے کبوتر کی تمام قسمیں چڑیا کی تمام قسمیں بلبل اور چڑیا سے بڑا پرندہ چنڈول۔

طاؤس (مور) اور چنگل رکھنے والے پرندے مثلاً باز عقاب اور ان تمام پرندوں کا گوشت کھانا حرام ہے جو چیرنے پھاڑنے والے اور گوشت کھاتے ہیں جیسے شکرہ اور باز وغیرہ اور اسی طرح ان پرندوں کا گوشت حرام ہے جو پرواز کے دوران پروں کو نہ حرکت دیتے ہیں اور نہ پھڑپھڑاتے ہیں مگر کم مقدار میں اور اگر ان کے پرواز کی کیفیت معلوم نہ ہو یا پروں کو ٹھہرانا اور پھڑپھڑانا دونوں مشہور ہوں تو اگر ان کے پاؤں کے پیچھے کانٹا اور ان کا پوٹا نہ ہو تو بھی وہ حرام ہے۔

جیسا کہ ہر اس پرندے کا گوشت حرام ہے جس کا پوٹہ اور پنجے کے پیچھے کانٹا نہ ہو اور جس کا پروں کو پھڑپھڑانا ٹھہراؤ کی نسبت زیادہ ہو۔ اگر اس کا پوٹہ اور پنجے کے پیچھے کانٹا ہو اور پروں کو ہوا میں باندھ لیتا ہو تو اس کا گوشت کھانا حلال ہے۔

بیٹا :- میں نے قصابوں کو دیکھا ہے کہ ذبیحہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے وقت کچھ چیزیں اس سے نکال کر باہر پھینک دیتے ہیں؟

باپ :- ہاں ذبیحہ میں درج ذیل چیزیں مت کھائیں۔

خون، عضو تناسل، غدود، خصیتین، تلی، (☆ بچہ دانی مونث کی شرم گاہ پٹھے جو گردن کے پیچھے ہوتے ہیں، حرام مغز، مثانہ اور پتا ☆) اتنا کچھ بتانے کے بعد میرے والد خاموش ہو گئے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اب تک تو ہم ذبیحہ کے متعلق گفتگو کرتے رہے کہ اس میں کونسی چیزیں کھانا حلال اور کونسی چیزیں کھانا حرام ہیں۔ میں نے غیر ذبیحہ کے متعلق کیوں نہیں سوال کیا کہ ذبیحہ کے علاوہ دیگر اشیاء میں کونسی کونسی چیزیں کھانا حلال اور کونسی چیزیں کھانا حرام ہیں۔ اور جب ہم کھانے کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں تو میں یہ کیوں نہ پوچھوں کہ کھانے میں کون کونسے امور مستحب ہیں۔

یہ سوال میں نے باپ سے پوچھ لیا۔

بیٹا :۔ سوال یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے کیا ان کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ہیں جن کا کھانا حرام ہو؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ ہم ہر روز دن میں تین مرتبہ دسترخوان پر بیٹھتے ہیں۔ تو کھانے کے مستحبات کیا ہیں۔

میرے والد پہلے مسکرائے اور پھر اپنی جگہ سیدھے بیٹھ کر فرمانے لگے۔

باپ :۔ میں پہلے آپ کے پہلے سوال کا جواب دوں گا۔ پھر دوسرے سوال کا جواب۔ جن چیزوں کو میں نے بیان کیا ان کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ہیں جن کا کھانا حرام ہے۔ میں خصوصیت کے ساتھ ان میں سے دو کا ذکر کروں گا۔

(۱) شراب اور اس کے علاوہ دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال حرام ہے۔ شراب کی حرمت پر نص قرآنی قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ (سورۃ المائدہ آیت ۹۰)

ترجمہ۔ "شراب، جوا، بت، پانسے یہ سب گندے شیطانی اعمال ہیں لہذا ان سے پرہیز کرو"۔

جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے سب سے بڑا گناہ شراب کا پینا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ الخمر ام الخبائث و راس کل شر شراب تمام برائیوں کی بنیاد ہے بلکہ اس سے بڑھ کر آپ کا اس دسترخوان پر پر شراب موجود ہو آپ کا بیٹھنا حرام ہے۔

(۲)- ہر اس چیز کا کھانا حرام ہے جو انسان کو کلی طور پر نقصان پہنچاتی ہو جیسے "زہر قاتل" یہ تو پہلے سوال کے متعلق گفتگو تھی۔

بیٹا :- ہاں بالکل- یہ پہلے سوال سے متعلق ہے۔

میرے دوسرے سوال کا جواب باقی ہے۔ کھانا کھانے کے مستحبات بہت زیادہ ہیں- تو کیا آپ بیان کریں گے؟-

باپ :- ان مستحباب کو میں آپ کے سامنے شمار کرتا ہوں۔

۱- کھانا کھانے سے پہلے اور بعد دونوں ہاتھوں کو دھوئے۔

۲- کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھے۔

۳- دائیں ہاتھ سے کھانا کھائے۔

۴- چھوٹے چھوٹے لقمہ اٹھائے۔

۵- کھانا خوب چبا کر کھائے۔

۶- دستر خوان پر زیادہ دیر تک بیٹھے۔

۷- کھانے کی ابتداء اور انتہا نمک سے کرے۔

۸- پھل کھانے سے پہلے دھو لے۔

۹- جب شکم سیر ہو تو کھانا نہ کھائے۔

۱۰- گرم کھانا نہ کھائے۔

۱۱- کھانے اور پینے کی چیزوں میں پھونک نہ مارے۔

۱۲- پھلوں کا چھلکا نہ اتارے۔

۱۳- پھلوں کو پورا کھانے سے پہلے نہ پھینکے

۱۴- کھانا کھاتے وقت دستر خوان پر بیٹھے ہوئے افراد کے منہ کو نہ دیکھے۔

۱۵- میزبان سب سے پہلے شروع کرے اور سب سے آخر میں ختم کرے۔

۱۶- مرغن غذا کے بعد پانی نہ پیئے۔

۱۷- اگر دستر خوان پر چند افراد بیٹھے ہوں تو اپنی طرف سے کھانا کھائے۔

۱۸- شکم سیر ہو کر نہ کھائے۔

۱۹- روٹی کو چھری کے ساتھ نہ کاٹے۔

۲۰- روٹی کو برتن کے نیچے نہ رکھے۔

ان کے علاوہ بھی کچھ مستجاب ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں۔

نکاح

باپ :- ہمیں اپنے پڑوسی "ابو علی" کے بیٹے کی شادی کی تقریب میں شرکت کرنا ہے۔ مجھے میرے باپ نے کہا۔
روز جمعہ پانچ بجے سہ پہر تیاری کرنا ہوگی تاکہ اپنے ہمسایہ کی اس تقریب سعید کی خوشی میں بروقت شریک ہو سکیں۔

بیٹا :- کس کی شادی ؟

باپ :- ابو علی کے بیٹے کی شادی

بیٹا :- علی تو ابھی نوجوان ہے۔ اس کی عمر بیس سال ہے۔ ابھی اس کی شادی کا وقت نہیں؟

باپ :- بیس سال عمر؟ اور کہتے ہیں شادی کا وقت نہیں ؟
وہ اس وقت عین جوانی میں ہے۔ اس کی جسمانی اور عقلی قوتیں کمال کے مقام پر ہیں۔

بیٹا :- میرے باپ نے نیز فرمایا! اس قسم کی عمر میں جب غرائز جنسیہ محرک اور فاعل ہوں تو انسان کو عنفوان شباب ہی میں شادی کر لینی چاہئے تاکہ وہ اپنے آپ کو فعل حرام میں مبتلا ہونے سے بچا لے۔ نفس انسان کو برائی کی طرف لے جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وما ابری نفسی ان النفس لا مارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور الرحیم۔

(سورہ یوسف ۵۳)

ترجمہ۔ "اور میں اپنے نفس کو بھی بری نہیں بتلاتا۔ بے شک نفس تو بری ہی

باتیں بتلاتا ہے بجز اس نفس کے جس پر میرا پروردگار رحم کر دے بے شک میرا پروردگار بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا"۔

بیٹا :- غرائز جنسیہ ' قوائی شہویہ جیسے الفاظ کا سننا تھا کہ میں شرمندہ ہو گیا۔ مجھ جیسی عمر کے جوان کو ایسی باتیں سن کر شرمندہ ہونا چاہئے تھا۔ اگرچہ ضرورت ہے کہ اس قسم کی باتیں کی جائیں اور جوان سنے!

میرے باپ نے جب میرے چہرے پر خجالت و شرمندگی کے آثار دیکھے تو فرمایا!

باپ :- آپ شرما رہے ہیں۔

بیٹا :- ہاں ! باتیں ہی ایسی ہیں! غرائز جنسیہ اور قوای شہویہ کی باتیں تو اور بھی شرم دلانے والی ہیں۔

باپ :- ٹھیک ہے لیکن یہ ایک طبعی ضرورت ہے جس کو ہر انسان محسوس کرتا ہے۔ سوائے اس بوڑھے شخص کے جس کے قوای جواب دے چکے ہوں۔ یہ بھی انسان کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی دیگر ضرورتیں۔ کھانا پینا وغیرہ۔ یہ انسان کی جسمانی ضرورتیں ہیں۔ شادی بھی انسان کی ایک جسمانی ضرورت ہے۔ جب انسان کو بھوک لگے تو کھانا کھا کر بھوک ختم کرتا ہے۔ پیاس کا غلبہ ہو تو پانی پی کر پیاس بجھاتا ہے۔اور جب انسان کی جنسی خواہشات ہیجان میں ہوں تو انسان کو اس آگ کو بجھانے کے لئے بھی کوئی اقدام کرنا چاہئے۔

شادی بسا اوقات انسان پر واجب ہو جاتی ہے۔

بیٹا :- اس وجوب سے آپ کی کیا مراد ہے ؟ کیا آپ کا مقصود وجوب شرعی ہے؟

باپ :- ہاں - ہاں جب انسان بغیر شادی کے فعل حرام کے مرتکب ہونے سے اپنے آپ کو نہ بچا سکے تو شادی واجب ہو جاتی ہے۔

بیٹا :- علی شجاع ہے کہ اس نے شادی کا فیصلہ کیا ہے وہ اب شباب میں داخل ہو رہا ہے؟

باپ :- وہ دلیر، جرات مند اور ایک نظریاتی جوان ہے۔ اس نے غرائز جنسیہ کو محسوس کیا اور غور کیا کہ موجودہ معاشرہ اور اس کے اندر کھلم کھلا برائی کی دعوت انسان کے ایمان کو لرزا دیتی ہے اور بسااوقات انسان برائی کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔ ایک طرف برائی کی دعوت دوسری طرف ایمان کی کمزوری۔ انسان پریشان و حیران ہوتا ہے کہ اب کیا کرے اور بالاخر ایمان کی کمزوری کی وجہ سے وہ برائی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔

علی نے اپنے باپ کو آمادہ کیا کہ وہ اس کی شادی کی خواہش کو پورا کریں تاکہ وہ پیغمبر اسلامؐ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے نصف دین کو بچا سکے۔ حضورؐ نے فرمایا! من تزوج فقد احرز نصف دینه فلیتق اللّٰه فی النصف الاخر۔

"جس نے شادی کر لی پس اس نے اپنا نصف دین محفوظ کر لیا۔ اسے دوسرے نصف کے متعلق اللہ سے ڈرنا چاہیے"۔

بیٹا :- میرے باپ نے اس کے بعد مزید فرمایا ! شادی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ عمل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ! و من آیاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا" لتسکنوا الیها و جعل بینکم مودة و رحمة

(سورہ الروم آیت ۲۱)

"اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے (میاں بیوی) درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کی"۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا۔

هوالذی خلقکم من نفس واحدة و جعل منها زوجها ليسكن اليها

(سورۃ الاعراف آیت ۱۸۹)

"اور وہی (پروردگار) ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس (جوڑے) سے تسکین حاصل کرے"۔

حضرت امام محمد باقرؑ اپنے جد امجد رسول اللہؐ سے نقل فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کو اسلام میں سب سے پسندیدہ چیز شادی ہے تزوجوا و زوجوا شادی کرو اور شادی کراؤ!

حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں۔ شادی کرو کیونکہ نکاح سنت رسولؐ ہے آپ نے فرمایا جو شخص پسند کرتا ہے کہ میری سنت کا اتباع کرے۔ تو میری سنت نکاح ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ من اخلاق الانبیاء حب النساء عورتوں سے محبت انبیاءؑ کے اخلاق میں سے ہے۔

بیٹا :- اپنے باپ سے یہ جملہ سن کر میں اور شرمندہ ہو گیا۔ لیکن میرے والد نے اس کی پرواہ کئے بغیر امام صادقؑ کا فرمان سنایا! رکعتان یصلیهما المتزوج افضل من سبعين ركعة يصليها اعزب شادی شدہ کی دو رکعت نماز کنوارے کی ستر رکعت سے افضل ہے۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا۔

قیامت کے دن جہاں کوئی سایہ نہ ہوگا تین قسم کے افراد اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔(۱) جو کسی مسلمان کی شادی کرائے۔ (۲) اس کی ضرورت پوری کرے (۳) مسلمان بھائی کے راز کو چھپائے۔

اس باب میں ان احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں۔ جو یہ بتاتی ہیں کہ

مرد و عورت کا شادی کرنا مستحب اور بغیر شادی کے رہنا مکروہ ہے۔

بیٹا :- کیا فرمایا۔ آپ نے -- کہ مرد و عورت کے لئے بغیر شادی کے رہنا مکروہ ہے؟

باپ :- ہاں - دونوں کے لئے بغیر شادی کے رہنا مکروہ ہے۔ بہت ساری احادیث میں عورت کو شادی کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے عورت کو ہمیشہ بغیر شادی کے رہنے سے منع فرمایا ہے بلکہ ان احادیث میں سے اکثر تو لڑکی کی شادی جلدی کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ سے منقول ہے۔ من برکة المراة سرعة تزویجها "عورت کی جلدی شادی باعث برکت ہے"۔

اس زمانے میں جلدی شادی ایک اچھا اقدام ہے!

بیٹا :- ابا جان! شادی کے لئے (اس زمانے میں) بڑی مشکلات (حائل) ہوتی ہیں۔ ایک نوجوان کو شادی ضرور کرنی چاہئے لیکن اقتصادی مشکلات درمیان میں رکاوٹ بنتی ہیں نوجوان شادی کے لئے اتنا مال و اسباب کہاں سے لائے تاکہ شادی کر سکے۔

باپ :- اسلام شادی میں تکلفات سے منع کرتا ہے اور کم خرچ کی دعوت دیتا ہے۔

بیٹا :- اس وقت لوگ مہر کی زیادتی کی شکایت کرتے ہیں۔

باپ :- قلیل مہر مستحب ہے اور کثیر مکروہ!

بیٹا :- کیا فرمایا۔ زیادہ مہر مکروہ اور تھوڑا مستحب ہے؟

باپ :- ہاں زیادہ مہر مکروہ اور قلیل مستحب ہے اور یہی پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے! افضل نساء امتی اصبحهن وجها" و اقلهن مهرا

"میری امت میں سے افضل وہ عورتیں ہیں جو سب سے خوبصورت ہوں اور ان کا مہر سب سے کم ہو۔"

اسی طرح امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں!

تذاکروا الشؤم عندابی فقال ! فاما شؤم المراۃ فکثرۃ مھرھا و عقم رحمھا

" لوگ میرے باپ کے سامنے عیوب بیان کر رہے تھے تو آپؑ نے فرمایا عورت کا عیب یہ ہے کہ اس کا مہر زیادہ اور وہ بانجھ ہو"۔

احادیث میں اسی طرح وارد ہوا ہے کہ

من برکۃ المراۃ قلۃ مھر ھا و من شئمھا کثرۃ مھر ھا!

" مہر کا کم ہونا عورت کے لئے باعث برکت اور اس کا زیادہ ہونا نحوست اور عیب ہے"۔

یہ فرمانے کے بعد میرے باپ نے کچھ دیر سر نیچے کر لیا اور سوچنے لگے گویا کوئی شے یاد کر رہے ہوں اور پھر ایک محکم و مضبوط دلیل بیان کی۔

فرماتے ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ نے اپنی صدیقہ' طاہرہ بیٹی فاطمہ الزہرا جو عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں کی علی بن ابی طالبؑ سے شادی کی۔ تو قلیل مہر "حطمیہ" ذرع مقرر فرمایا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ زوج رسول اللّٰہ علیاً علی درع حطیمیۃ پیغمبر اسلامؐ نے علیؑ کی فاطمہؑ سے شادی کی اور علی بن ابی طالبؑ کی ذرع "حطمیہ" کو مہر قرار دیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام حضرت زہرا کے بستر کی تعریف یوں فرماتے ہیں کہ

حضرت فاطمہ الزہرا کا بستر دنبے کی کھال سے تھا۔ جس کو اوپر بھی ڈال لیتیں اور بستر بھی بنا لیتیں۔

بیٹا :- شادی اور اس کے بعد کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے جوان کے پاس مادی امور کا نہ ہونا بھی ایک مشکل ہے۔ شادی اور پھر اس کے بعد کچھ مادی امور کی احتیاج ہوتی ہے جن کا فراہم کرنا شوہر پر واجب ہوتا ہے۔

باپ :- اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

و انکحوا الا یا مٰی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللّٰہ من فضلہ واللّٰہ واسع علیم

(سورۃ النور آیت ۳۲)

اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا ان کو خوشحال کر دے گا اور خدا بہت وسعت والا، اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

پھر امامؑ کا قول نقل کیا اور ---

کہا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں من ترک التزویج مخافۃ العیلۃ فقد اساء الظن باللّٰہ "جس شخص نے عیال کی معاش کی فکر کی وجہ سے شادی نہ کی اس نے اللہ تعالیٰ پر (سوء ظن) بدگمانی کی ہے"۔ اللہ تعالیٰ فرماتاہے اگر تم شادی سے پہلے فقیر ہو تو شادی کے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

بیٹا :- ہمارے معاشرے میں ایک اور مشکل یہ ہے کہ روساء ثروتمند اور مختلف عہدوں پر فائز شخصیات کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی ایسے شخص سے کریں جو ثروت اور عہدے کے لحاظ سے ان کا ہم پلہ ہوگا اور اگر انہیں اپنے ہم منصب کوئی شخص نہ ملے تو وہ لڑکی کی شادی نہیں کرتے (اور اس لڑکی کے بال سفید ہو جاتے ہیں اور وہ بغیر شادی کے ماں باپ کے گھر زندگی گذار دیتی ہے)

باپ :- مجھے اجازت دیں میں شادی کے متعلق اسلامی نقطہ نظر واضح کروں! جس کی وضاحت حضرت امام محمد باقرؑ نے "علی بن ساباط" کے خط کے جواب میں فرمائی ہے۔

علی بن ساباط نے حضرت امام محمد باقرؑ کو اپنی بیٹی کی شادی کے متعلق خط لکھا کہ مجھے اپنے معیار کے مطابق کوئی ایسا شخص نہیں ملتا کہ جس سے اپنی بیٹی کی شادی کروں تو امام علیہ السلام نے فرمایا! میں آپ کا نقطہ نظر سمجھ گیا ہوں جو تو نے بیان کیا ہے کہ تجھے اپنے جیسا کوئی ایسا شخص نہیں ملتا۔ کہ جس سے تو اپنی بیٹی کا عقد کرے۔ خدا تیرے اوپر رحم کرے۔ پیغمبرؐ اسلام فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کا مذہب و کردار تمہیں پسند ہو تو اس کو رشتہ دے دو۔اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم زمین میں فتنہ و فساد کرنے والوں میں شمار ہوگے۔

بیٹا :- میرے والد معاشرے کے اندر موجود رسم و رواج اور بری عادات پر تنقید کرنے لگے۔ جو عادات صدر اسلام سے آج تک موجود ہیں۔ جنھوں نے معاشرے کی جڑیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ اسلام شادی کے موقع پر کم خرچ کی دعوت اور جاہلانہ رسموں کی مخالفت کرتا ہے اسلام کم مہر کا حکم دیتا ہے۔ اور بدعات سے روکتا ہے۔ اسلام کہتا ہے شادی کرو فقر سے نہ ڈرو اور ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں اسلام شادی کے لئے دین و اخلاق اور کردار کو معیار قرار دیتا ہے۔ جبکہ ہمارا معیار اور ترجیح اور ہے۔

پانچ بجنے کو تھے کہ ہم اپنے پڑوسی ابوعلی کے بیٹے کی شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے پہنچ گئے۔

بہتر ہوگا کہ میں شادی کا آنکھوں دیکھا حال آپ کے سامنے بیان کروں۔

شادی ہال فاخرہ لباس میں ملبوس مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا حاضرین کی

آنکھوں سے خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ شادی ہال کو برقی قمقموں سے مزین کیا گیا تھا۔ سفید و بنفشی پھولوں کے گلدستوں کی خوشبو سے ہال مہک رہا تھا۔
علی (دولہا) ہال میں صدر مجلس تھے کہ جن کے (پیچھے) ایک دروازہ بند تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک باوقار و عظیم سید عالم دین بیٹھے تھے کہ جن کے چہرے سے عظمت و جلال ظاہر تھا۔ پورے ہال میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس پروقار سید عالم دین نے سکوت کی دیوار کو توڑتے ہوئے (خطبہ نکاح) قرآن مجید کی چند آیات اور احادیث پڑھنے کے بعد دلہن سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا جو بند دروازے کے پیچھے بیٹھی تھیں۔

"اے فاطمہ کیا تو مجھے اپنا وکیل قرار دیتی ہے کہ میں تیرا عقد علی سے ۵۰۰ درہم نقد کے بدلے میں پڑھوں"۔

دلہن نے دھیمی آواز میں کہا۔ نعم! انت وکیلی - ہاں آپ میرے وکیل ہیں۔

یہ جملہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ ہال کے اندر خوشی کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ جو کبھی ختم ہو جاتیں اور کبھی جاری رہتیں۔

سید نے فوراً کہا۔ قبلت التوکیل - میں وکالت کو قبول کرتا ہوں۔ چہروں پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔ سید محترم جوان علی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا زوجتك موكلتي فاطمه بنت احمد على مهر قدره (خمسماة درهم نقدا"

دولہا علی نے بغیر تاخیر کے کہا۔ قبلت التزويج بالمهر المذكور

بیٹا :- ابا جان - کیوں! اتنا تھوڑا مہر؟

باپ :- اس لئے کہ یہ مہر حضرت زہراؑ کا ہے دلہن (فاطمہ) نے اس مہر کو تبرکاً" قبول کیا ہے۔ وہ خوش تھیں۔ پیغمبر اسلامؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ الزہرا سیدۃ النساء العالمین کی شادی کی تو ۵۰۰ درہم (چاندی) جو اس وقت ساڑھے بارہ

گرام چاندی کے برابر بنتا ہے مہر مقرر فرمایا۔

بیٹا :- میں نے باپ سے کہا کیا دلہن (فاطمہ) کو حق ہے کہ وہ اس سید بزرگوار کے بغیر خود اپنا عقد پڑھے؟

باپ :- ہاں۔ میاں بیوی کو اختیار ہے کہ بغیر کسی وکیل کے اپنا عقد خود پڑھیں۔ ان دو میں سے کوئی ایک دونوں کی طرف سے عقد جاری کر سکتا ہے۔ دونوں اپنی طرف سے کسی تیسرے شخص کو وکیل بنا سکتے ہیں جو صیغہ عقد جاری کرے۔

بیٹا :- آپ کوئی مثال پیش کریں۔

باپ :- جب میاں بیوی اپنا اپنا صیغہ خود جاری کریں تو زوجہ کہے گی۔ زوجتک نفسی بمھر قدرہ .....

شوہر پر واجب ہے کہ بغیر تاخیر کے کہے۔ قبلت التزویج بالمھر المذکور - یہ اس صورت میں ہوگا جب عقد دائم ہو۔

شادی کی اہمیت اور اس پر مرتب ہونے والے آثار کے پیش نظر میں وصیت کرتا ہوں کہ شادی کے متعلق احکام اچھے طریقے پر معلوم ہونے چاہئیں تاکہ عقد صحیح طور پر واقع ہو سکے۔

بیٹا :- کیا عقد غیر دائم بھی ہوتا ہے؟

باپ :- ہاں ایک شادی موقت" ہوتی ہے جس پر ادلہ شرعیہ موجود ہیں اور ان میں سے ایسی نصوص ہیں جن کو جمہور مسلمین نے روایت کیا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے بعد بھی بعض صحابہ نے اس پر عمل کیا ہے۔ اس شادی میں مدت اور مہر دونوں معین ہوتے ہیں۔ مدت دن۔ مہینہ۔ سال وغیرہ۔ زوجین کو اختیار ہے کہ وہ خود عقد پڑھیں۔ یا اپنی طرف سے کسی اور کو وکیل مقرر کریں۔ اگر میاں بیوی خود عقد پڑھنا چاہیں تو عورت کہے زوجتک نفسی

مدة سنة بماة دینار پھر مرد بغیر فاصلہ کے کہے قبلت التزویج تو عقد صحیح ہوگا۔

بیٹا :۔ جب صیغے مکمل ہو جائیں تو؟

باپ :۔ صیغے مکمل ہونے کے بعد عورت مرد کی بیوی بن جائے گی۔ اور عقد میں مذکورہ مدت تک وہ بیوی رہے گی اس فرق کے ساتھ کہ عقد غیر دائم میں میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی نفقہ اور ہم بستری واجب ہوتی ہے۔ متفق علیہ مدت کے ختم ہونے کے بعد عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔ لیکن عقد دائم میں عورت پوری زندگی مرد پر حلال ہوتی ہے۔ جب تک مرد خود طلاق نہ دے۔

بیٹا :۔ عقد کے شرائط کیا ہیں؟

باپ :۔ عقد کے چند شرائط ہیں۔

(۱) ایجاب و قبول۔ زوجین کا فقط راضی ہونا اور شادی پر متفق ہو جانا کافی نہیں ہے۔ بلکہ عقد دائم اور غیر دائم دونوں میں ایجاب و قبول لفظوں میں ضروری ہے۔ عقد کے صیغہ گذر چکے ہیں۔

(۲) اجراء صیغہ میں قصد انشاء کا ہونا۔ یعنی زوجین (میاں بیوی) یا ان کے وکیل کے لئے ضروری ہے کہ صیغوں کو جاری کرتے وقت ازدواج کے واقع ہونے کا قصد انشاء کرے۔ پس زوجہ قصد کرے گی زوجتک نفسی کہتے وقت اس شخص کی زوجہ ہونے کا۔ جیسا کہ شوہر قبلت التزویج کہتے وقت تزویج کو قبول کرنے کا قصد کرے گا۔ اور اس طرح ان کے وکیل بھی تزویج کے واقع ہونے کا قصد کریں گے۔

(۳) زوجین راضی ہوں۔ دونوں دلی طور پر ایک دوسرے سے شادی کرنے پر راضی ہوں بسا اوقات لڑکی راضی نہیں ہوتی لیکن وہ حیا و شرم کی وجہ سے

اظہار نہیں کر سکتی۔ جب حقیقی اور واقعی طور پر راضی ہوں تو کافی ہے۔ اب وضاحت کے ساتھ رضا کا اظہار ضروری نہیں ہے۔

(۴) میاں اور بیوی کا متعین ہونا ضروری ہے۔ نام۔ وصف یا اشارہ کے ذریعہ۔ اس طرح عقد صحیح نہیں ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے زوجتک احد بناتی اور کسی ایک کو معین نہ کرے۔

(۵) عقد جاری کرنے والا عقل مند ہو۔

میرے باپ نے اس پر اضافہ فرماتے ہوئے یوں کہا کہ

جب یہ شرائط پائی جائیں تو زوجہ شوہر پر عقد کے فوراً بعد حلال ہو جاتی ہے۔

بیٹا :۔ حتیٰ رخصتی سے پہلے ہی زوجہ حلال ہو جائے گی۔

باپ :۔ ہاں عقد کے فوراً بعد (عورت) زوجہ شوہر کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ لیکن عقد سے پہلے بالغہ' باکرہ عورت پر واجب ہے کہ وہ اپنی شادی میں باپ دادا سے اجازت طلب کرے۔

بیٹا :۔ اگر باپ یا دادا موجود نہ ہوں یا گم گئے ہوں یا ان سے اجازت لینا ممکن نہ ہو تو کہ ان تک پہنچنا مشکل ہو تو؟

باپ :۔ تو لڑکی بغیر اجازت کے شادی کر سکتی ہے۔

بیٹا :۔ کیا غیر باکرہ (مطلقہ' بیوہ) جس کے ساتھ شوہر کے مباشرت کی ہو کے لئے بھی باپ سے اجازت لینا شرط ہے جیسا کہ باکرہ کے لئے ہے؟ ے

باپ :۔ نہیں۔ اس کے لئے اجازت لینا واجب نہیں۔ بلکہ اسے حق ہے کہ وہ خود اپنی شادی کر لے۔

بیٹا :۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے کہ وہ باکرہ ہے عقد کے بعد معلوم ہو کہ وہ باکرہ نہیں تو ---؟

باپ :۔ تو ایسی صورت میں اس کا مہر کم ہو جائے گا اس تفاوت کے ساتھ جو

باکرہ اور غیر باکرہ کے مہر میں ہوتا ہے۔

بیٹا :۔ کیا مرد جس عورت سے چاہے عقد کر سکتا ہے۔

باپ :۔ ہاں اسے حق ہے سوائے ان عورتوں کے جو اس کی محرم ہیں ان سے عقد نہیں کر سکتا اور ان سے شادی حرام ہے۔

(۱) ماں ' نانی اور دادی (۲) بیٹی اور نواسی (۳) بہن اور اس کی بیٹیاں اور پھر ان کی بیٹیاں (۴) بھتیجی اور اس کی بیٹیاں (۵) پھوپھی اور خالہ (۶) بیوی کی ماں اور نانی و دادی (۷) بیوی کی بیٹی جب اس کی ماں کے ساتھ مباشرت کی ہو۔

(۸) زوجہ کی بہن جب تک یہ عقد میں ہے کیونکہ دو بہنیں ایک شخص کے عقد میں اکٹھے نہیں آ سکتیں۔

بیٹا :۔ اگر بیوی فوت ہو جائے تو کیا مرد بیوی کی بہن سے شادی کر سکتا ہے؟

باپ :۔ ہاں کر سکتا ہے۔

بیٹا :۔ رضائی ماں' رضائی بیٹیاں اور ان کے علاوہ جو رضاعت سے حرام ہیں اس لئے نسب سے جو حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔ رضیع (دودھ پینے والے بچے) کے باپ کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس مرد کی بیٹیوں سے شادی کرے جس کی بیوی کا اس کے بچے نے دودھ پیا ہے۔ ہر رضاع تحریم کا سبب نہیں ہوتی بلکہ رضاع کی حرمت اس وقت مرتب ہوتی ہے جب اس میں (دودھ پینے) رضاع کے شرائط پورے ہوں۔

"رضاعت کے شرائط"

(۱) بچہ پستان سے دودھ پیئے۔ پس اگر بچے کو عورت کا دودھ چمچ یا بوتل کے ذریعہ پلایا جائے تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

(۲) دودھ پینے والے بچے کی عمر دو سال سے زیادہ نہ ہو۔ (☆ حتی کہ اگر اس کا دودھ چھڑا بھی دیا گیا ہو ☆) اگر دو سال سے زائد عمر کا بچہ دودھ پیئے تو

اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

(۳) رضاع معین مقدار تک ہو۔ یعنی دودھ معین مقدار تک پیئے۔ تب موثر ہوگا۔

(الف) دودھ پینے والے بچے کا گوشت اگ آئے اور ہڈیاں اسی دودھ سے مضبوط ہوں۔

(ب) تعداد کے اعتبار سے پندرہ مرتبہ سیر ہو کر پیئے۔ اور ان پندرہ مرتبہ میں درمیان میں (☆ کوئی اور غذا ☆) یا کوئی اور دودھ نہ پیئے۔

(ج) وقت کے اعتبار سے رات اور دن مکمل طور پر دودھ پیئے۔ اس عرصہ میں نہ تو کوئی اور غذا کھائے اور نہ ہی کسی اور عورت کا دودھ پیئے۔ جب یہ تین شرائط پورے ہوں تو رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

رضاعت کے مفصل احکام فقہ کی بڑی کتابوں میں موجود ہیں۔ آپ ان کی طرف رجوع کریں۔

بیٹا :- اگر کوئی شخص شریعت مقدسہ میں بیان کیے گئے قواعد کے مطابق شادی کرے تو؟

باپ :- اس کی زوجہ اس کے لئے حلال ہو گی اور اگر مرد خواہش جنسی کو پورا کرنا چاہتا ہو تو عورت بغیر عذر شرعی کے مرد کو نہیں روک سکتی۔ بلکہ عورت پر مرد کو اجازت دینا واجب ہوگا۔ جیسا کہ (زوجہ دائمہ) بیوی کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانا حرام ہے۔ سوائے ضرورت یا کسی واجب شرعی کو ادا کرنے کے لئے جیسے حج۔

بیٹا :- لمبے سفر میں اگر مرد عورت کو ساتھ لے جانا چاہے تو کیا اس پر اطاعت واجب ہے؟

باپ :- ہاں عورت پر واجب ہے سوائے کسی ایسے عذر شرعی کے جو سفر سے

مانع ہو جیسے ظالم کا خوف یا ضرر وغیرہ ہو۔ دوسری طرف مرد پر واجب ہے کہ زوجہ دائمہ کو نان و نفقہ دے یعنی مرد پر عورت کا روٹی کپڑا اور مکان واجب ہے۔

اس طرح مرد چار ماہ سے زیادہ عرصہ بیوی کی اجازت کے بغیر مباشرت ترک نہیں کر سکتا۔

بیٹا :- اگر شوہر بیوی کو خرچہ نہ دے تو ؟

باپ :- عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنا معاملہ حاکم شرعی کے پاس لے جائے اور طلاق کا مطالبہ کرے۔ حاکم شرعی اس مرد کو طلاق کا حکم دے گا اور اگر شوہر طلاق نہ دے تو حاکم شرعی خود طلاق دے دے گا۔ اور یہ بھی عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ نان و نفقہ کا مطالبہ کرے۔ پس حاکم شرعی اس شوہر کو نان و نفقہ کے ادا کرنے کا حکم دے گا۔ اگر شوہر نان و نفقہ نہ دے تو حاکم شرعی خود اس کے مال سے نان و نفقہ لے کر اس کی بیوی کو دے گا۔

میں مختصر طور پر دیگر احکام بیان کرتا ہوں۔

- حرام ہے۔

مرد کا اجنبی عورت کی طرف دیکھنا تلذذ و شہوت کی نظر سے اس کے بدن کو مس کرنا، حتیٰ چھوٹی بچی کو بھی مس کرنا حرام ہے!

اس طرح عورت کا مرد کو دیکھنا اور تلذذ و شہوت کی نظر سے مس کرنا حتیٰ چھوٹے بچے کو بھی مس کرنا حرام ہے!

سوائے میاں بیوی کے۔

مرد کا مرد حتیٰ کہ چھوٹے بچے اور عورت کا عورت حتیٰ کہ چھوٹی بچی کو تلذذ و شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام ہے!

۲- حرام ہے۔

کسی دوسرے انسان کی شرمگاہ کو دیکھنا۔ سوائے میاں بیوی کے۔

بچے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ ہاں اگر بچہ اتنی عمر کا ہو کہ اس کی شرمگاہ کو دیکھنا وہ برا محسوس کرتا ہو اور اس سے اس کی توہین ہوتی ہو تو جائز نہیں ہے۔

۳۔ واجب ہے

عورت پر اپنے جسم' بالوں کو ہر اس شخص سے چھپانا واجب ہے جس کا اس کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

۴۔ واجب ہے۔

مرد پر کہ وہ محارم کے علاوہ کسی دوسری عورت کے جسم کی طرف نگاہ نہ کرے۔

بیٹا :۔ کیا مرد کچھ عورتوں کی طرف دیکھ سکتا ہے؟

باپ :۔ ہاں مرد بغیر تلذذ و شہوت کی نظر سے بعض عورتوں کو دیکھ سکتا ہے۔ ماں' بہن' پھوپھی' خالہ' بھتیجی' بھانجی' دادی و نانی......

بیٹا :۔ کیا انسان بھابھی' چچازاد' خالہ زاد' ماموں زاد کی طرف بھی دیکھ سکتا ہے؟

باپ :۔ ہرگز نہیں۔ ان سب کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔

بیٹا :۔ میرے والد نے اس کے علاوہ فرمایا۔

مرد تلذذ و شہوت کی نظر کے بغیر کفار عورتوں کو دیکھ سکتا ہے اسی طرح ان مسلمانوں عورتوں کی طرف بھی دیکھ سکتا ہے جو پردے کی پرواہ نہیں کرتیں اور نہ ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ان پر اثر ہوتا ہے۔

۴۔ مرد کے لئے اس عورت کی طرف دیکھنا جائز ہے جس سے شادی کرنا چاہتا ہو اور اس کو شریکہ حیات انتخاب کرنا چاہتا ہو۔ وہ اس عورت کو ان کپڑوں

میں جو گھر میں عام طور پر استعمال کرتی ہے دیکھ سکتا ہے۔ (☆ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے ☆)

بیٹا :- عقد پڑھنے سے پہلے؟

باپ :- ہاں - صیغہ عقد کے جاری کرنے سے پہلے دیکھنا جائز ہے۔ اسے حق ہے کہ وہ اس کی طرف دیکھے۔ اس سے بات کرے۔

۵- طبیب اجنبی عورت کے جسم کو دیکھ سکتا ہے اور چھو بھی سکتا ہے اگر علاج دیکھنے اور چھونے پر موقوف ہو۔ اور لمس وغیرہ علاج تک کی حد تک ہی ہو۔

۶- عورت کی تصویر، وڈیو فلم، ٹی وی، رسالہ اور اخبار میں تلذذ و شہوت کے بغیر دیکھی جا سکتی ہے۔

۷- عورت کے لئے جائز ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کو کھلا رکھے۔ (پاؤں کو کھلا نہ رکھے)

۸- مسلمان مرد کتابیہ عورت سے عقد کر سکتا ہے۔ (عیسائی و یہودی) چاہے دائم ہو یا غیر دائم۔

بیٹا :- لیکن وہ مسلمان اور مومنہ نہیں ہے وہ عقد غیر دائم کو جائز نہیں سمجھتی نہ ہی مسلمان کے ساتھ شادی کو جائز سمجھتی ہے۔

باپ :- اس کے باوجود اگر وہ دنوں صیغہ عقد جاری کریں اور دونوں حقیقت میں عقد کا قصد کئے ہوئے ہوں تو عقد چاہے دائمی ہو یا غیر دائمی یہ صحیح ہوگا۔

۹- مرد کے لئے چار سے زیادہ دائمی بیویاں رکھنی جائز نہیں۔ اسے یہ حق ہے کہ کسی ایک کو طلاق دے لیکن یہ مکروہ ہے۔

بیٹا :- طلاق کے متعلق بات چل نکلی ہے۔ آپ طلاق کے متعلق کچھ بیان فرمائیں گے۔

باپ :- وقت ختم ہو گیا ہے انشاء اللہ اگلی نشست میں طلاق کے متعلق بیان کروں گا۔

طلاق

پہلے میرا خیال تھا کہ میں اکیلا طلاق کو نا پسند کرتا ہوں لیکن جب میں نے اپنے باپ سے طلاق سے متعلق گفتگو سنی تو معلوم ہوا کہ فقط میں ہی اکیلا طلاق کو ناپسند نہیں کرتا میرے باپ بھی نا پسند کرتے ہیں ہماری طرح اور لوگ بھی طلاق کو نا پسند کرتے ہیں۔ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ۔

" اللہ تعالٰی طلاق کو ناپسند کرتا ہے۔ پھر انہوں نے کچھ احادیث نقل کیں۔ جن میں حضرت امام جعفر صادقؑ کا فرمان نقل کیا۔ کہ آپ فرماتے ہیں ما من شی ابغض الی اللّٰہ عز و جل من الطلاق اللہ تعالٰی کی نظر میں طلاق سے زیادہ مبغوض کوئی شئی نہیں۔ پھر ایک اور حدیث بیان کی۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں ما من شئی ابغض الی اللّٰہ عز و جل من بیت یخرب فی الاسلام بالفرقۃ یعنی اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ گھروہ ہے جسے طلاق کے ذریعہ برباد کیا جائے۔

حسن بن فضل، امامؑ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا۔ تزوجوا ولا تطلقوا فان الطلاق یھتزمنہ العرش۔ شادی کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ طلاق سے عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔ زیادہ طلاقیں دینے والے شخص کو حدیث شریف میں ناپسندیدہ شخصیت قرار دیا گیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

سمعت ابی یقول ان اللّٰہ عز و جل یبغض کل مطلاق

میں نے اپنے باپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالٰی زیادہ طلاقیں دینے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔

بیٹا :۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ میں طلاق کو ناپسند کرتا ہوں اس کے

باوجود میں چاہتا ہوں کہ آپ طلاق کے احکام بیان کریں تاکہ میں کچھ احکام معلوم کر لوں۔

باپ :- ہاں ٹھیک ہے۔ طلاق میں درج ذیل شرائط ضروری ہیں۔

طلاق دینے والا (۱) بالغ ہو (۲) عاقل ہو (۳) رشید ہو (۴) مختار (و آزاد) ہو (۵) مجبور نہ ہو اس سے زبردستی طلاق نہ دلائی جائے۔ (۶) طلاق دینے والا طلاق کے ذریعہ حقیقی جدائی چاہتا ہوں۔ مزاح سے یا بھول کر یا جو طلاق کا معنی نہیں جانتا' کے صیغہ جاری کرنے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

بیٹا :- صیغہ طلاق کیا ہے؟

باپ :- طلاق تب صحیح ہو گی جب طلاق کا صیغہ صحیح عربی زبان میں پڑھا جائے اور اس صیغے کو دو عادل مرد گواہ سنیں۔ مثلاً شوہر کہے۔ زوجتی فلانہ طالق یا زوجہ کو مخاطب کرکے کہے "انت طالق" یا شوہر کا وکیل کہے۔ زوجۃ موکلی فلانہ طالق - اس وقت میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔

بیٹا :- کیا صیغہ طلاق میں بیوی کا نام لینا واجب ہے؟

باپ :- ہرگز نہیں۔ جب وہ معین ہوتو نام کو ذکر کرنا واجب نہیں یعنی جب ایک ہی بیوی ہو۔

بیٹا :- میرے باپ نے فرمایا۔

جب عورت حالت حیض یا نفاس میں ہو تو اسے طلاق دینا جائز نہیں۔ مگر چند صورتوں میں جس کا ذکر فقہ کی مفصل کتب میں کیا گیا ہے۔

اسی طرح مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ عورت کو اس "طھر" میں طلاق دے جس میں عورت سے مجامعت کی ہے۔ بلکہ مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ انتظار کرے حتی کہ زوجہ کو حیض آ جائے پھر اس حیض سے پاک ہونے کے بعد طلاق دے۔ یا اگر وہ ایسی عورت ہے جسے حیض نہیں آتا اور اس کی

ساتھی (ہم عمر) عورتوں کو حیض آتا ہے تو تین ماہ انتظار کرے یہ تو اس صورت میں ہے جب عورت حاملہ نہ ہو' حاملہ کو جب چاہے طلاق دے سکتا ہے۔

عقد غیر دائم میں عورت کو طلاق نہیں دی جاتی بلکہ "متفق علیہ" مدت گذر جانے کے بعد یا باقی ماندہ مدت بخش دینے میاں بیوی کا رشتہ ازدواج ختم ہو جاتا ہے مثلاً مرد کہے و ھبتك المدة الباقیة " عقد غیر دائم کی جدائی میں گواہ اور عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی شرط نہیں ہے۔ اگر مرد اپنی ایسی بیوی کو طلاق دے جس کے ساتھ مجامعت کی ہے اور اس کی عمر نو سال سے زیادہ ہو اور وہ یائسہ بھی نہ ہو۔ تو اس عورت پر جس دن طلاق دی گئی ہے عدت واجب ہے نہ اس تاریخ سے جب اس کو طلاق کی اطلاع ملی ہے۔

بیٹا :۔ طلاق کی عدت کتنی ہے؟

باپ :۔ غیر حاملہ عورت کی عدت طلاق تین طہر ہے۔ طلاق کے دن اور اس کے حیض کے درمیان ایک طہر شمار کیا جائے گا۔ (طہر' ان ایام کو کہتے ہیں جن میں عورت کو حیض نہیں آتا یعنی دو حیضوں کے درمیانی عرصہ کو طہر کہا جاتا ہے)

بیٹا :۔ اس کا معنی یہ ہے کہ طلاق کے بعد تیسرا حیض دیکھنے کے ساتھ ہی عورت کی عدت طلاق ختم ہو جائے گی۔

باپ :۔ ہاں - فقط تیسرا حیض دیکھنے کے ساتھ ہی جس عورت کو حیض نہیں آتا طلاق واضح ہونے کے تین مہینے گذرنے کے بعد اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

بیٹا :۔ حاملہ عورت کی عدت کتنی ہے؟

باپ :۔ حاملہ مطلقہ کی عدت وضع حمل تک ہے۔ بچے کی پیدائش کے ساتھ

عدت ختم ہو جائے گی چاہے بچہ مکمل دنوں کا پیدا ہو یا کم دنوں کا سقط ہو جائے۔

بیٹا :۔ اگر طلاق کے ایک دن بعد بچہ پیدا ہو جائے تو کیا ولادت کے ساتھ عدت ختم ہو جائے گی؟

باپ :۔ ہاں حتیٰ کہ اگر صیغہ طلاق کے ایک گھنٹہ کے بعد ولادت ہو جائے۔

بیٹا :۔ کیا متعہ والی عورت کے لئے بھی عدت ہوتی ہے؟

باپ :۔ جب وہ بالغہ غیر یائسہ ہو اور شوہر نے اس کے ساتھ مجامعت کی ہو نہ ہی حاملہ ہو تو اس کی عدت کامل دو طہر ہیں۔ اور طہر کا حساب جدائی کے بعد اور حیض کے درمیان ایک طہر ہوگا اور دوسرا طہر اس کے بعد مکمل کرے گی۔ اگر شوہر فوت ہو جائے اور بیوی حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت وفات چار مہینے دس دن ہے اور اگر وہ حاملہ ہو تو عدت وفات اور وضع حمل میں سے جو مدت زیادہ ہوگی اتنی مدت عدت میں بیٹھے گی مثلاً اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو جس روز عورت کو وفات کی خبر ملی ہے اس دن سے بیوی کی عدت شروع ہو جائے گی۔ اب فرض کریں دو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو عورت کو چار مہینے دس دن عدت وفات مکمل کرنی ہوگی اور اگر چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو تو وضع حمل تک اسے عدت میں بیٹھنا ہوگا۔ بہر صورت عدت وفات چار مہینے دس ہیں چاہے بیوی نو سال سے کم عمر کی ہو یا یائسہ شوہر نے اس کے ساتھ مباشرت کی ہو یا نہ۔

میرے باپ نے فرمایا۔

طلاق کا اختیار مرد کو ہے۔

طلاق کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) طلاق بائن (۲) طلاق رجعی

طلاق بائن۔ اس طلاق کو کہتے ہیں جس کے بعد شوہر کو رجوع کا حق نہیں

ہوتا۔ ہاں اگر شوہر اس عورت سے دوبارہ شادی کرنا چاہے تو نیا عقد پڑھے۔
طلاق بائن کی مثال۔ ایسی عورت کو طلاق دینا جس کے ساتھ مباشرت نہ کی ہو۔

طلاق رجعی۔ جب تک عورت عدت میں ہو مرد بغیر نئے عقد اور نئے مہر کے عورت کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

طلاق بائن کی قسموں میں سے ایک قسم طلاق خلع ہے۔ یہ وہ طلاق ہوتی ہے جس میں زوجہ شوہر کو ناپسند کرتی ہے اور وہ حقوق کو ادا نہیں کرتی۔ پیسے دے کر شوہر سے طلاق لیتی ہے۔ زوجہ شوہر سے کہے گی (بذلت لکٔ مھری علی ان تخلعنی) میں تجھے اپنا مہر بخش دیتی ہوں اس شرط پر کہ تو مجھے طلاق خلع دے۔ اس کے بعد شوہر دو عادل گواہوں کے سامنے کہے (زوجتی فلانۃ خالعتھا علی ما بذلت) یا کہے (فلانۃ طالق علی.....) اس قسم کی طلاق طلاق خلع ہوگی۔

بیٹا :۔ کیا یہاں زوجہ کا نام لینا ضروری ہے؟

باپ :۔ جب زوجہ ایک ہی ہو تو نام لینا ضروری نہیں۔

بیٹا :۔ جس مال کے بدلے شوہر طلاق خلع دیتا ہے کیا وہ مہر کے علاوہ بھی ہو سکتا ہے۔

باپ :۔ ہاں جائز ہے۔

میاں اور بیوی طلاق خلع اور مبارات میں اپنا وکیل مقرر کر سکتے ہیں۔

طلاق کی ایک اور قسم ہے جس میں میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہیں اور عورت فدیہ دے کر شوہر سے طلاق حاصل کرتی ہے اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔ عورت شوہر سے کہے گی بذلت لکٔ مھری علی ان تبارئنی علیہ اس کے بعد شوہر فصیح عربی زبان میں دو عادل مرد گواہوں کے

سامنے کے زوجتی فلانۃ بارئتھا علی ما بذلت ھی طالق تو اب عورت کو طلاق مبارات ہو جائے گی۔

بیٹا :۔ طلاق خلع اور مبارات میں کیا فرق ہے؟

باپ :۔ (۱) پہلا فرق تو یہ ہے کہ طلاع خلع میں نفرت اور ناپسندیدگی فقط عورت کی طرف سے ہوتی ہے جبکہ مبارات میں نفرت و ناپسندیدگی دونوں کی طرف سے ہوتی ہے۔

(۲) خلع میں فدیہ مہر سے کم یا زیادہ بھی ہو سکتا ہے جبکہ مبارات میں فدیہ مہر سے زائد جائز نہیں۔

بیٹا :۔ بسا اوقات شوہر غائب ہو جاتا ہے۔اور اس کی موت و حیات کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوتی؟

باپ :۔ اس صورت میں زوجہ کو حق ہے کہ وہ اپنا کیس حاکم شرعی کے پاس لے جائے جو مجتہد عادل ہو۔ پس وہ اسے چار سال کی مدت انتظار کا حکم دے گا۔ اس کے بعد (بھی اگر شوہر کی کوئی خبر نہ ملے) تو مجتہد حاکم شرعی یا ان کے اس وکیل کو جس کو اس کی اجازت ہو۔ طلاق دے سکتے ہیں اس تفصیل کے مطابق جو فقہ کی کتب میں درج ہے۔

بیٹا :۔ اگر کسی شخص کو ہمیشہ کے لئے قید میں ڈال دیا جائے۔ اور وہ اپنی بیوی کو نان و نفقہ دینے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی اس کا نائب اس کی زوجہ کو خرچہ دے اور بیوی کو طلاق بھی نہ دے تو؟

باپ :۔ جب حاکم شرعی کو یقین ہو جائے کہ شوہر طلاق دینے کے لئے تیار نہیں تو حاکم شرعی کے لئے جائز ہے مذکورہ سوال کی صورت میں عورت کو طلاق دے جب وہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے۔اس کے علاوہ بھی کچھ ایسے عیوب ہیں جو میاں بیوی میں سے کسی میں پائے جائیں تو عقد فسخ ہو جاتا ہے

جس کی تفصیل ہمارے رسالہ منہاج الصالحین میں ملاحظہ کر لیں۔

بیٹا :- کیا بچہ ماں کے پاس رہے گا؟ یا باپ کے پاس ؟

باپ :- جب بچہ دودھ پی رہا ہو تو ماں زیادہ حق رکھتی ہے۔ اور جب دودھ چھڑا دیا جائے تو باپ زیادہ حق رکھتا ہے۔ لیکن باپ کو حق ہے کہ دودھ پینے کے دوران بچہ کو دیکھ سکتا ہے۔ اور اس طرح دودھ چھڑانے کے بعد ماں جب چاہے بچے سے ملاقات کر سکتی ہے۔ بچہ ماں یا باپ میں سے کس کے پاس رہے اس میں بچے کی مصلحت کو مدنظر رکھا جائے جس کو باپ تشخیص دے گا بچہ ایسا مال نہیں ہے کہ جو ماں' باپ میں سے کسی ایک کی ملکیت ہو وہ اسے ایک دوسرے کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کریں بلکہ بچے کا فائدہ اور مصلحت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

نذر' عہد اور قسم

میں نے گھر لوٹتے ہوئے راستہ میں ایک ماں اور بچے کے درمیان گفتگو سنی جس کو آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

والدہ :- آپ کے چھوٹے بھائی کے بیمار ہونے کے موقعہ پر میں نے منت مانی تھی کہ اگر وہ شفایاب ہو گیا تو میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ایک دنبہ ذبح کروں گی اور الحمدللہ اب وہ شفایاب ہو گیا ہے لہٰذا میرے اوپر ایک دنبہ قربان کرنا واجب ہے۔

بیٹا :- امی ! میں آپ سے ہمیشہ کہتا ہوں کہ آپ ہر موقعہ پر میرے چھوٹے بھائی کو مجھ پر فضیلت دیتی ہیں۔

والدہ :- وہ کیسے؟ کیا آپ کے بھائی کی مرض خطرناک نہیں تھی؟ کیا وہ بے ہوش نہیں ہو گیا تھا؟ اور نہ بولتا تھا' نہ دیکھتا؟ 'کیا اس کے متعلق ڈاکٹر نے نہیں کہا تھا کہ اگر اللہ کی عنایت نہ ہوتی تو یہ شفایاب نہ ہو سکتا۔ کیا تو ..... اس کی حالت کو بھول گیا ہے؟ کیا ہم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب نہیں؟
میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے اللہ کے نام پر ایک گوسفند ذبح کروں گی۔ کیا آپ کے بھائی کی خطرناک مرض سے شفایابی کے لئے اللہ کے نام پر نذر کرنا یہ اس کو آپ کے اوپر فضیلت دینا ہے؟ کیا ہم نے آپ کی ولادت کے ساتویں روز ایک صحت مند گوسفند کا عقیقہ نہیں کیا تھا؟ کیا ہم نے آپ کی طرف سے قربانی نہیں کی تھی؟

بیٹا :- عقیقہ .....' قربانی ..... ؟
کیا عقیقہ؟ کیا قربانی؟

والدہ :- میرے لخت جگر ! میرے باپ نے مجھے فرمایا تھا کہ بچے کی ولادت کے ساتویں روز پیدا ہونے والا لڑکا ہو یا لڑکی گوسفند یا گائے کی قربانی مستحب ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا! بچے کی پیدائش کے ساتویں دن نام رکھو! اس کی طرف سے (قربانی) عقیقہ کرو۔ اس کا سر منڈاؤ اور ان بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرو۔ عقیقہ کے گوشت میں سے ایک ران دائی کو دی جائے جس نے بچے کی پیدائش میں معاونت کی ہو اور باقی گوشت لوگوں کو کھلایا جائے اور بچے کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے۔

باپ اور دیگر اہل خانہ کے لئے عقیقہ کا گوشت کھانا مکروہ ہے' جو شخص عقیقہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس کے لئے سنت موکدہ ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حسنینؑ کی ولادت کے موقعہ پر پیغمبر اسلامؐ نے شہزادوں کے کان میں اذان کہی اور ساتویں روز عقیقہ کیا۔ جس شخص کے باپ نے عقیقہ نہ کیا ہو وہ بالغ ہونے کے بعد اپنا خود عقیقہ کر سکتا ہے۔ عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے باپ نے عقیقہ کیا تھا یا نہیں تو حضرت نے اس کو حکم دیا کہ تم اپنی طرف سے عقیقہ کرو جبکہ وہ اس وقت بوڑھا تھا۔

بیٹا :- یہ تو تھا عقیقہ ! فرمائیں قربانی کیا ہے؟

باپ :- قربانی بھی سنت موکدہ ہے اس شخص کے لئے جو منیٰ سے باہر ہو تو وہ عیدالاضحیٰ کے دن سے تیرے روز تک ایک صحت مند گوسفند کی قربانی کرے۔ قربانی زندہ / مردہ / بچے کی طرف سے کی جا سکتی ہے۔ حضورؐ ایک قربانی ازواج' ایک اہل بیتؑ اور ایک پوری امت کی طرف سے کرتے تھے۔ حضرت امیرالمومنینؑ ' ہر سال رسول اللہؐ کی طرف سے قربانی کرتے تھے۔

بیٹا :- کیا میری ماں کے لئے نذر کا پورا کرنا واجب ہے یا نذر بھی عقیقہ اور

قربانی کی طرح سنت موکدہ ہے اور اس کا پورا کرنا واجب نہیں ہے؟

باپ :- میں پہلے نذر کی وضاحت کرتا ہوں' انسان اپنے اوپر واجب اور ضروری قرار دے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں فلاں اچھا کام بجا لاؤں گا یا جس کام کا کرنا اچھا نہیں ہے اسے خدا کے لئے ترک کر دوں گا۔ لیکن نذر کا پورا کرنا ہمیشہ ضروری نہیں ہوتا بلکہ نذر کے شرائط ہیں اگر وہ سارے موجود ہوں تو پورا کرنا واجب ہے۔

بیٹا :- وہ شرائط کیا ہیں؟

باپ :- (۱) نذر اللہ تعالیٰ کے لئے کرے۔ جو شخص نذر کرنا چاہتا ہے وہ کہے اللہ کے لئے میں گوسفند ذبح کر کے اس کا گوشت فقراء میں تقسیم کروں گا اگر میرا بیٹا شفایاب ہو گیا یا کہے اللہ کے لئے میں اپنے پڑوسی سے برا سلوک کرنا چھوڑ دوں گا اگر میرا فلاں کام ہو گیا۔ اگر نذر کرنے والا اللہ کے لئے نذر نہ کرے یا فقط دل میں ارادہ کرے اور زبان پر یہ الفاظ نہ دھرائے یا غیراللہ کے لئے نذر کرے تو اس نذر کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔

(۲) جس کام کی نذر کی جا رہی ہے اس کا کرنا ثواب رکھتا ہو۔ لہٰذا اگر ایسے کام کی نذر کرے جس کے کرنے کا ثواب نہ ہو یا جس کے نہ کرنے کا ثواب نہ ہو بلکہ اس کا کرنا مکروہ ہو یا مضر ہو یا مباح کام ہو تو نذر صحیح نہ ہو گی۔

(۳) نذر کرنے والے شخص کا بالغ' عاقل' مختار ہونا شرط ہے۔ نیز وہ اپنے قصد و ارادہ سے نذر کرے۔ سخت غصے کی حالت میں نذر صحیح نہیں ہے۔

(۴) جس چیز کے متعلق نذر کی جا رہی ہے وہ نذر کرنے والے کی قدرت میں بھی ہو۔ اگر انسان ایسی چیز کی نذر کرے جس پر قدرت نہ رکھتا ہو یا جس کام کو بجا لانے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ایسی نذر صحیح نہ ہو گی۔ اگر انسان

گذشتہ شرائط کے مطابق نذر کرے تو اس کا پورا کرنا واجب و لازم ہو گا۔ چاہے اس نے نماز' روزہ' صدقہ' زیارت' حج کے بجا لانے کی نذر کی ہو یا کسی شئے کے ترک کی جیسے تمباکو نوشی یا کسی گناہ کے ترک کی یا اس کے علاوہ۔

بیٹا :- اگر انسان جان بوجھ کر نذر کی مخالفت کرے تو!

باپ :- اس پر کفارہ واجب ہے وہ ایک غلام کا آزاد کرنا' دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو لباس پہنانا۔

بیٹا :- اور اگر وہ شخص فقیر ہونے کی وجہ سے ان سے عاجز ہو تو؟

باپ :- اس پر پے در پے تین روزے رکھنے واجب ہے۔

بیٹا :- اگر کوئی انسان منت مانے کہ اگر میرا کام ہو گیا تو اتنا مال مقامات مقدسہ پر خرچ کرے گا۔

باپ :- تو ضروری ہے کہ وہ شخص اس مال کو مقامات مقدسہ کی تعمیر و ترقی پر خرچ کرے۔

بیٹا :- اگر وہ نذر کرے کہ میرا کام ہو گیا میں نبیؐ' امامؑ یا نبیؐ و امامؑ کی اولاد پر اتنا مال خرچ کروں گا۔

باپ :- تو نیک اور پسندیدہ اعمال جیسے فقراء کی اعانت' زائرین کو کھانا کھلانا۔ اور اس کے ثواب کی نیت نبیؐ اور امام کے لئے کرے۔

بیٹا :- اگر انسان کا گمان غالب ہو کہ اس کی نذر منعقد ہو گئی ہے تو کیا اس کا پورا کرنا واجب ہے؟

باپ :- جب اس کو یقین ہو کہ اس نے نذر کی تھی تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اور اگر یقین نہ ہو تو پورا کرنا واجب نہیں۔

میرے باپ نے مزید فرمایا!

انسان کبھی اللہ تعالٰی سے عہد کرتا ہے عاهدت اللّٰه ان افعل ... یا

علی عهدالله انه متی کان .... فعلیّ .... کے جب کوئی شخص اس قسم کے جملے کہے تو اس پر عہد کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔ (☆ بلکہ اگر دل میں عہد کی نیت بھی کرے تو پورا کرنا واجب ہے ☆)

بیٹا :- اس کا معنی یہ ہے کہ عہد بھی غیراللہ کے لئے صحیح نہیں ہے؟

باپ :- ہاں- ایسی چیز کا عہد صحیح نہیں جو شرعاً" ناپسندیدہ یا مذموم ہو چاہے دنیاوی مفسدہ ہی کی وجہ سے ہو جیسے تمباکو نوشی کی عادت اور عہد میں وہی شرائط ہیں جو نذر میں ہیں۔

بیٹا :- اگر انسان اللہ سے کئے گئے عہد کی مخالفت کرے تو!

باپ :- گناہ گار ہو گا اور اس پر کفارہ واجب ہو گا اور وہ ایک غلام کا آزاد کرنا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا۔

میرے والد محترم نے اس میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا!

قسم کا پورا کرنا بھی واجب ہے اور اگر جان بوجھ کر اس کی مخالفت کرے گا تو گناہ گار ہو گا اور اس پر کفارہ واجب ہے اور وہ ایک غلام کا آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا لباس پہنانا اور اس سے عاجز ہونے کی صورت میں تین روزے متواتر رکھے۔ کچھ لوگ نذر' عہد' یمین کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ان کی مخالفت معصیت خدا ہے۔ وہ اس کو معمولی سمجھتے ہیں اور کفارہ دینے کو کافی سمجھتے ہیں اور توبہ و استغفار سے غافل ہوتے ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ نذر کرنے' قسم کھانے اور عہد کرنے میں جلدی نہ کریں۔ تاکہ اس کی مخالفت سے کہیں معصیت کے مرتکب نہ ہوں۔

قسم میں شرط ہے کہ وہ لفظ "اللہ" سے کھائی جائے اور جس چیز پر قسم کھائی جا رہی ہے انسان اس کو پورا کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہو۔ مباح کام پر قسم کھائی جا سکتی ہے جب اس کے بجا لانے میں مصلحت دینوی ہو۔ اگر انسان

کسی کام میں اچھائی دیکھتے ہوئے اس کے کرنے کی قسم کھا لیتا ہے اور بعد میں اس کے ترک میں اچھائی نظر آتی ہے تو اس کا ترک کرنا جائز ہے۔ قسم کھانے والے میں بلوغ، عقل، قصد و ارادہ سے قسم کھانا اور مختار ہونا شرط ہے۔

بیٹا :۔ قسم کی ایسا مثال بتائیں جس کا پورا کرنا واجب ہو۔

باپ :۔ جب انسان کہے والله لافعلن اللہ کی قسم میں ایسا ضرور کروں گا یا کہے بالله لافعلن یا اقسم بالله یا کہے اقسم برب المصحف یا اس کے علاوہ

بیٹا :۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہے (والله لتفعلن کذا) اللہ کی قسم تو یہ کام ضرور کرے گا تو؟

باپ :۔ قسم کا تعلق کسی دوسرے انسان کے ساتھ نہیں ہوتا اور نہ ہی قسم صیغہ ماضی (گذشتہ زمانے) سے ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی کہے والله لقد حدث الامر الفلانی اللہ کی قسم فلاں کام ہو گیا ہے۔ اس قسم کی قسم پر کفارہ نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود اگر یہ جھوٹی ہو تو حرام ہے اور معصیت ہو گی جیسا کہ اگر باپ منع کرے تو بیٹے کی قسم منعقد نہیں ہو گی اور اگر شوہر روکے تو بیوی کی قسم بھی منعقد نہیں ہو گی۔ اگر بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر زوجہ شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھالے تو اس کی کوئی قیمت نہیں اور اس کی مخالفت پر کفارہ بھی نہیں ہے کیونکہ وہ ان کی اجازت کے بغیرہ واقع ہوئی ہے۔

بیٹا :۔ اگر کوئی شخص کسی کلام کے سچا ہونے پر قسم کھالے تو؟

باپ :۔ سچی قسم کھانا حرام نہیں لیکن مکروہ ہے۔ جھوٹی قسم بہرحال حرام ہے بلکہ وہ گناہان کبیرہ میں سے ہے مگر ضرورت کے وقت

بیٹا :۔ ضرورت کے وقت کیسے؟

باپ :۔ جب انسان قسم کے ذریعہ سے اپنا دفاع، یا مومنین کو ظالم کے ظلم

سے بچانا مقصود ہو تو قسم جائز ہے لیکن بعض اوقات جھوٹی قسم واجب بھی ہو جاتی ہے۔

بیٹا :- ایک شخص قسم کھائے (واللّٰہ لا اعمل العمل الفلانی ابدا") اللہ کی قسم میں فلاں کام کبھی نہیں کروں گا اور پھر اپنی قسم توڑ دے اور وہ کام کر بیٹھے۔ تو کیا فقط کفارہ دینے سے قسم ختم ہو جائے گی؟

باپ :- کفارہ سے قسم ختم نہیں ہوگی۔ جب مذکور کام کو کرے معصیت خدا کا ارتکاب کرے گا۔

بیٹا :- اگر کوئی شخص قسم کھائے (واللّٰہ کلما فعلت کذا ادفع المبلغ کذا الی الفقراء) اللہ کی قسم اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں مثلاً ہزار روپیہ فقراء کو دوں گا وہ شخص جب بھی وہ کام کرے اتنی مقدار رقم فقراء کو دے۔ اب اس کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ اتنی رقم دینا اس کے لئے ممکن نہیں تو کیا کرے۔

باپ :- ایسی صورت میں جب مبلغ مذکور دینے کی قدرت نہ ہو یا انتہائی مشکل ہو تو قسم ختم ہو جائے گی۔

وصیت

میرے باپ نے ایک محفل میں وصیت سے متعلق گفتگو کا آغاز حدیث شریف سے کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں " الوصیة حق' وقد لوصٰی رسول اللّٰہ فینبغی للمسلم ان یوصی " امامؑ فرماتے ہیں کہ وصیت حق ہے پیغمبر اسلامؐ نے وصیت کی ہے کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وصیت کرے۔

بیٹا :- ابا جان! کچھ لوگ اس لئے وصیت نہیں کرتے کہ اس سے موت کا وقت قریب آ جاتا ہے پس اس کو کچھ لوگ اچھا نہیں سمجھتے۔

باپ :- وصیت مستحب ہے۔ الٹا اس سے تو عمر لمبی ہو جاتی ہے۔ پھر ترک وصیت مکروہ اور غیر حسن عمل ہے۔

بیٹا :- اس کے باوجود کیا موت حق نہیں؟

باپ :- ہاں موت حق ہے اللہ تعالٰی کا قرآن مجید میں ارشاد ہے - "کل نفس ذائقة الموت"

بیٹا :- میں بہت سارے لوگوں کی زبانوں پر اس آیت کو سنتا ہوں اور میں اس کو قبرستان میں قبروں پر لکھا ہوا پڑھتا ہوں۔ ہاں موت حق ہے۔ جب ایسا ہی ہے تو لوگ اس حقیقت واقعیہ سے بھاگتے کیوں ہیں۔ کیا یہ زیادہ بہتر نہیں کہ ہم حقیقت پرست ہو جائیں اور تیاری کریں آنے والی ایک حقیقت کے لئے کہ جس نے حتمی طور پر آنا ہے اور اس سے بھاگنے کی کوئی راہ نہیں۔ چاہے عمر لمبی ہو یا چھوٹی۔ پس ہمیں اس سے نصیحت اور عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ انسان کیسے وصیت کرے؟

باپ :- آپ کے لئے مستحب ہے کہ وصیت اس طرح کریں جس طرح پیغمبر

اسلامؐ نے علی بن ابی طالبؑ اور تمام مسلمانوں کو وصیت کرنے کا طریقہ بتایا۔

بیٹا :- وہ کیا ہے؟

باپ :- میرے باپ اٹھے۔ لائبریری کی طرف گئے' واپس آئے تو ہاتھ میں ایک عظیم کتاب تھی۔ جس کا نام وسائل الشیعہ ہے۔ انہوں نے وہی وصیت پڑھنی شروع کی۔ جو پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ اور دوسرے مسلمانوں کو تعلیم فرمائی تھی۔ جو کچھ انہوں نے پڑھا میں اس کو لکھتا ہوں۔

اللھم فاطر السمٰوت والارض عالم الغیب والشھادہ الرحمن الرحیم اللھم انی اعھد الیکٰ فی دار الدنیا انی اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ الا انت وحدکٰ لاشریکٰ لکٰ وان محمد اعبدکٰ ورسولکٰ وان الجنة حق وان النار حق وان البعث حق والحساب حق والقدر والمیزان حق وان الدین حق کما وصفت وان الاسلام کماشرعت وان القول کما حدثت وان القرآن کما انزلت وانکٰ انت اللّٰہ الحق المبین جزی اللّٰہ محمدا خیر الخبراء وحیا محمدا و آل محمد بالسلام اللھم یا عدتی عند کربتی وصاحبی عند شدتی ویا ولی نعمتی الھی واله آبائی لا تکلنی الیٰ نفسی طرفة عین ابدا فانکٰ ان تکلنی الی نفسی اقرب من الشر وابعد من الخیر فانس فی القبر وحشتی اجعل لی عھدا یوم القاکٰ منشورا۔

اس کے بعد انسان جو وصیت کرنا چاہے وہ کرے۔

بیٹا :- کس کے بارے میں وصیت کرے۔

باپ :- چھوٹی اولاد اور عیال کی نگہداشت' صلہ رحمی' قرض کی ادائیگی' امانتوں کی واپسی کی وصیت کرے۔ نماز' روزہ' حج میں سے جو واجبات فوت ہو گئے ہیں ان کی قضا کی وصیت کرے۔ خمس کی وصیت اگر اس نے خمس ادا نہ کیا

ہو یا زکوٰۃ کی وصیت اگر وہ صاحب نصاب تھا اور زکوٰۃ ادا نہیں کی ہو فقراء و مساکین کو کھانا کھلانے، مخصوص اعمال کے بجا لانے، اس کی طرف سے صدقہ دینے وغیرہ کی وصیت کرے۔

بیٹا :- میرے باپ نے اس کے بعد فرمایا!

وصیت کرنے والے میں بلوغ، عقل، مختار ہونا شرط ہے۔ مجبور انسان کی وصیت صحیح نہیں ہے۔ بچے کی وصیت بھی صحیح نہیں مگر یہ کہ بچہ دس سال کی عمر کا ہو اور اسکی وصیت امور خیریہ میں ہو اور وصیت میں شرط ہے کہ وصیت کرنے والا اپنے نفس کا قاتل نہ ہو لہٰذا جو شخص اپنے آپ کو زخمی کرے یا زہر کھا لے یا عمداً" اور نافرمانی خدا کرتے ہوئے خود کشی کر لے اور پھر اپنے مال میں وصیت کرے اور انہی اسباب میں سے کسی ایک سبب کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو جائے تو اس کی وصیت اپنے مال میں نافذ نہیں ہوگی (☆ بلکہ اس کی وصیت اپنے بچوں کے مال میں بھی نافذ نہیں ہوگی جن پر اس کو ولایت حاصل ہے ☆) (☆ جیسا کہ سات سال کا بچہ امور خیریہ میں معمولی مال کی وصیت کر سکتا ہے ☆)۔

میرے والد نے مزید فرمایا! جس شخص کو وصیت کی جائے اسے وصی کہا جاتا ہے اور وصی کو یہ حق نہیں کہ وہ آگے کسی اور کو وصی بنائے ہاں ایسے شخص کو وکیل بنا سکتا ہے کہ جس کے متعلق یقین ہو کہ وہ وصیت کے مطابق عمل کرے گا۔ ہاں اگر وصیت کرنے والے کی غرض یہ نہ ہو کہ وصی خود بغیر واسطے کے اس کام کو انجام دے تو وہ کسی اور کو وصی بنا سکتا ہے۔

بیٹا :- کیا وصیت کا لکھنا بھی ضروری ہے؟

باپ :- ہرگز نہیں۔ وصیت زبانی، اشارہ، تحریر یا اس کے دستخط ایسی تحریر پر موجود ہو جس سے ظاہر ہو کہ صاحب وصیت موت کے بعد فلاں کام چاہتا

ہے۔

بیٹا :- کیا انسان فقط مرض کی حالت ہی میں وصیت لکھ سکتا ہے؟

باپ :- نہیں! صحت اور بیماری دونوں حالتوں میں وصیت لکھ سکتا ہے۔

بیٹا :- انسان جو چاہے وصیت کر سکتا ہے؟

باپ :- ہاں! وصیت میں شرط ہے کہ وہ گناہ کے متعلق نہ ہو جیسے ظالم کی مدد کرنا' اس کے علاوہ انسان اپنے مال اور ترکہ کی وصیت کر سکتا ہے۔

بیٹا :- کیا انسان کو حق ہے کہ اپنے ترکہ (مال و غیر مال) میں فقط ۱/۳ کی وصیت کرے؟ (یا اس سے زیادہ کی بھی کر سکتا ہے)

باپ :- اگر انسان اپنے ترکہ کے ایک تہائی ۱/۳ سے زائد کی وصیت کرے گا تو ایک تہائی سے زائد میں وصیت باطل ہو گی۔ ہاں اگر وارث راضی ہوں تو اس میں بھی صحیح ہو جائے گی۔

بیٹا :- اگر وصیت صحیح ہوئی تو!

باپ :- میت کے کل ترکہ میں سے پہلے حقوق مالیہ جو اس کے ذمہ ہیں مستثنیٰ کئے جائیں اور ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمت جو اس پر قرض ہے اس کی ادائیگی کی جائے۔ اس کے ذمہ زکوٰۃ و واجبات میں سے جو مال ہے وہ ادا کیا جائے۔ اگر وہ مستطیع تھا تو اس کا حج واجب کرایا جائے۔ ان چیزوں کے بارے میں چاہے اس نے وصیت کی ہو یا نہ۔ (☆ اگر وہ زندگی میں خمس دینے کا ارادہ رکھتا تھا اور ادئیگی سے پہلے فوت ہو گیا تو خمس ادا کیا جائے ☆) اور اگر زندگی میں ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا تھا تو ادا نہیں کیا جائے گا۔ پھر جو باقی بچ جائے اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ ایک تہائی ۱/۳ میں وصیت نافذ ہو گی اور دو تہائی ۲/۳ ورثاء کا حق ہو گا۔

بیٹا :- کیا مرنے والا شخص ایک معین مقدار رقم یا گھر یا جائیداد وغیرہ کسی

خاص شخص کو دینے کی وصیت کر سکتا ہے یا اس قسم کی وصیت کہ مجھے فلاں جگہ دفن کیا جائے یا میری تجہیز و تکفین خاص طریقے سے کی جائے؟

باپ :- مرنے والا اس قسم کی وصیت کر سکتا ہے مگر اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ اس کی وصیت ترکہ کے ایک تہائی ۱/۳ سے زائد نہ ہو۔

اگر وصیت کرنے والے کے مال کا کچھ حصہ وصی کے ہاتھ سے ضائع ہو جائے تو؟

باپ :- اگر اس نے کوتاہی نہ کی تو ضامن نہیں ہے۔

اس کے علاوہ میرے والد نے فرمایا!

اگر انسان کی موت کے آثار ظاہر نہ ہوں تو وصیت مستحب ہے اور اگر موت کے کا خوف لاحق ہو جائے یا اس کے علامات ظاہر ہو جائیں تو مندرجہ ذیل اقدامات واجب ہوتے ہیں۔

(ا) اگر قرض کی ادائیگی کا وقت آن پہنچا ہو اور اس کے لئے ادا کرنا ممکن بھی ہو تو اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ اگر قرض کی ادائیگی کا وقت نہ پہنچا ہو تو اس پر واجب ہے کہ قرض کی ادائیگی کی وصیت کرے اور لوگوں کو معلوم نہ ہونے کی صورت میں اس پر گواہ بھی بنائے۔

(۲) لوگوں کی امانتوں کو ان تک پہنچائے یا ان لوگوں کے نام بتائے جن کی امانتیں اس کے پاس ہیں یا ان امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچانے کی وصیت کرے۔

(۳) اگر اس کے ذمہ خمس و زکوۃ اور دیگر مالی حقوق ہیں کہ حتی المقدور فورا ادا کرے۔

(۴) قضا نمازیں اور روزے جو اس کے ذمہ ہیں اگر وہ ان کی ادائیگی کی خود قدرت نہیں رکھتا تو ان کو اجارہ پر ادا کرنے کی وصیت کرے۔

ان تمام امور میں ضروری یہ بات ہے کہ مرنے والے کو یقین ہونا چاہئے کہ میری اولاد یا متعلقین میرے واجبات مثلاً نماز' روزہ' حقوق مالیہ وغیرہ کو ادا کریں گے۔

(۵) (☆ اس کا وہ مال جو غیروں کے پاس مخفی ہے یا کسی بنک وغیرہ میں ہے ورثاء کو اس سے آگاہ کرے تا کہ اس کے بعد ان کا حق ضائع نہ ہو ☆)۔

بیٹا :- آپ نے وصیت کی گفتگو کی ابتداء میں فرمایا کہ وصیت مستحب ہے۔ پس اگر کوئی انسان وصیت نہ کرے تو؟

باپ :- تو اس کا تمام ترکہ شرعی قانون وراثت کے مطابق ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

بیٹا :- ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟

اس کا جواب اگلے مکالمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

میراث

میرے والد محترم نے میراث سے متعلق گفتگو شروع کی۔

باپ :۔ میراث میں اقرباء کو تین طبقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

پہلا طبقہ! ماں' باپ' اولاد' اولاد کی اولاد وغیرہ۔ اس فرق کے ساتھ کہ بیٹا موجود ہو تو پوتا اور نواسہ وارث نہیں ہوتے۔

دوسرا طبقہ! بھائی' بہنیں اگر یہ نہ ہوں تو ان کی اولاد' اگر بھائی کی اولاد متعدد ہوں (مثلاً بیٹے' بیٹیاں' نواسے' نواسیاں' پوتے' پوتیاں) تو قریبی' دور والے کے لئے مانع ہو جائیں گے یعنی بیٹا چونکہ قریب ہے پوتے' نواسے وغیرہ کے لئے مانع ہو جائے گا اور اس کی موجودگی میں وہ میراث نہیں لے سکیں گے۔ اس طبقہ میں بھائی' دادا' دادی کے ساتھ شریک ہوں گے اور اگر یہ موجود نہ ہوں تو دادا' دادی کے ماں' باپ۔

تیسرا طبقہ : چچے' ماموں' پھوپھیاں' خالائیں اگر یہ موجود نہ ہو تو ان کی اولاد۔ ان میں قریبی وارث ہو گا پھر اس کے بعد جو قریبی ہو گا۔ چچا زاد' پھوپھی زاد' ماموں زاد' خالہ زاد وغیرہ چچا' پھوپھی' ماموں اور خالہ کی موجودگی میں وارث نہیں ہوں گے مگر ایک صورت میں جس کی وضاحت کتب فقہ میں کی گئی ہے۔

بیٹا :۔ اور میت کے چچوں' ماموں اور ان کی اولاد میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو؟

باپ :۔ تو اس کی ماں باپ کے چچے' ماموں' پھوپھیاں' خالائیں اور ان کی اولاد وارث ہو گی۔

بیٹا :- اور اگر وہ بھی موجود نہ ہوں؟

باپ :- پھر اس کے دادا دادی کے چچے' پھوپھیاں' ماموں' خالائیں اور ان کی عدم موجودگی میں ان کی اولاد وارث ہو گی۔ البتہ ان میں قریبی' دور والے رشتہ دار سے مقدم ہو گا۔

بیٹا :- آپ نے یہاں اقرباء کے طبقات بیان فرمائے ہیں ان کی قسمیں نہیں کیں۔ جبکہ آپ پہلے تقسیم کرتے آئے ہیں یعنی آپؒ نے فرمایا ہے کہ اقرباء کے تین طبقات بنتے ہیں اور یہ نہیں فرمایا کہ ان کی تین قسمیں ہیں۔

باپ :- آپ کا سوال بڑا عمدہ ہے یہ اس لئے کہ میراث میں قریب والا طبقہ بعید والے طبقہ کے میراث پانے سے مانع ہوتا ہے یعنی اگر پہلا طبقہ موجود ہو گا تو دوسرے طبقے والے میراث نہیں پا سکیں گے اور اگر دوسرے طبقے والے موجود ہوں تو تیسرے طبقہ والے میراث نہیں پا سکیں گے جبکہ تقسیم میں اس طرح نہیں ہوتا۔

بیٹا :- آپ نے زوجہ اور شوہر کا تذکرہ کسی طبقہ میں نہیں کیا؟

باپ :- وہ دونوں ان طبقات سے الگ طور پر ایک مقرر حصے کے وارث ہوتے ہیں بلکہ ان سب طبقات کی موجودگی میں اپنا حصہ پاتے ہیں۔

بیٹا :- پہلے آپ مجھے پہلے طبقہ پھر دوسرے اور پھر تیسرے طبقہ کی میراث کے متعلق فرمائیں۔

باپ :- جو چاہیں سوال کریں!

بیٹا :- اگر میت کے پہلے طبقہ میں سے قریبی فقط اس کے بیٹے ہوں؟

باپ :- تو سارے مال کے وہی وارث ہوں گے۔

بیٹا :- اگر ایک لڑکا ہو یا ایک لڑکی ہو تو۔

باپ :- تو وہی سارے مال کے وارث ہوں گے۔

بیٹا :- اگر تمام لڑکے ہوں یا تمام لڑکیاں ہوں تو؟

باپ :- ترکہ ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا!

بیٹا :- اگر لڑکے لڑکیاں دونوں وارث ہوں تو؟

باپ :- لڑکے کو لڑکی کی نسبت دوگنا حصہ ملے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔
یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ انثیین

بیٹا :- فرض کریں اگر ایک شخص فوت ہو جاتا ہے اس کے ورثاء میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے تو ترکہ کو کیسے تقسیم کیا جائے گا؟

باپ :- ترکہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا ایک تہائی ترکہ لڑکی کے لئے ہو گا یعنی ۱/۳ اور دو تہائی یعنی ۲/۳ لڑکے کے لئے ہوگا۔

بیٹا :- اگر میت کے ورثاء میں سے پہلے طبقہ سے سوائے ماں باپ کے اور کوئی رشتہ دار نہ ہو اور ان میں ایک زندہ ہو اور ایک فوت ہو گیا ہو تو؟

باپ :- جو زندہ ہے تمام میراث کا وارث ہو گا۔

بیٹا :- اگر ماں باپ دونوں زندہ ہوں اور میت کے بھائی نہ ہوں تو؟

باپ :- ترکہ تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا باپ ۲/۳ اور ماں ۱/۳ حصہ لے گی۔

بیٹا :- اگر ماں باپ زندہ ہوں اور میت کی ایک بیٹی بھی ہو تو؟

باپ :- تو ترکہ پانچ حصوں میں تقسیم ہو گا ۱/۵ ماں، ۱/۵ باپ اور ۳/۵ بیٹی حصہ لے گی۔ یا تیس حصوں میں تقسیم کریں۔ ۶/۳۰ ماں ۶/۳۰ باپ اور باقی ۱۸/۳۰ لڑکی کا ہوگا۔

بیٹا :- اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو اور میت کی اولاد بھی ہو تو؟

باپ :- ترکہ کے چھ حصے کئے جائیں گے۔ ماں /باپ ۱/۶ ، ۵/۶ اولاد کو مذکر کو دوگنا حصہ دیا جائے گا اور مونث کو ایک گنا۔

اب ہم دوسرے طبقے کی میراث بیان کرتے ہیں۔

بیٹا :- آپ نے کہا تھا کہ بھائی دوسرے طبقہ سے ہیں؟

باپ :- یہ صحیح ہے!

بیٹا :- اگر میت کے ورثاء میں ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو؟

باپ :- میت کے سارے مال کا وارث فقط اس کا بھائی یا بہن ہوں گے۔

بیٹا :- اگر اس کے مادری اور پدری متعدد بھائی ہوں تو؟

باپ :- اگر وہ سارے بھائی ہوں یا ساری بہنیں ہوں تو مال کو برابر تقسیم کیا جائے گا۔

اور اگر کچھ بھائی اور کچھ بہنیں ہوں تو للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت بھائی بہن کی نسبت دوگنا حصہ لے گا۔ اگر مادری اور پدری بھائی ہوں یا فقط پدری بھائی ہو۔ اور اگر فقط مادری بھائی ہوں تو ترکہ کو برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

بیٹا :- بہت اچھا۔ کیا چچا اور پھوپھی دوسرے طبقہ سے نہیں ہیں؟

باپ :- کیوں نہیں بلکہ ماموں اور خالہ بھی دوسرے طبقہ سے ہیں۔

بیٹا :- فرض کریں کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس کے ورثاء میں ایک چچا یا فقط ایک پھوپھی زندہ ہیں۔

باپ :- میت کا تمام ترکہ چچا یا پھوپھی کا حق ہے۔

بیٹا :- میت کے ورثاء میں سے بہت سارے چچے یا پھوپھیاں ہوں تو؟

باپ :- ترکہ ان سب کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت تقسیم کیا جائے گا۔

بیٹا :- اگر میت کے ورثاء میں سے ایک چچا یا پھوپھی یا ان سے زیادہ ماموں یا خالہ یا ان سے زیادہ کے ساتھ جمع ہوں تو؟

باپ :- ترکہ کے تین حصے کیے جائیں گے۔ ۲/۳ چچا اور پھوپھی کے لئے، ۱/۳ ماموں اور خالہ کے لئے۔ یعنی دو تہائی چچا اور پھوپھی لیں گے اور ایک تہائی ماموں اور خالہ لیں گے۔ اور ان کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت تقسیم کیا جائے گا۔

بیٹا :- شوہر اور بیوی کی میراث کا کیا حکم ہے؟

باپ :- زوجہ شوہر کے ترکہ میں سے بعض چیزوں کی وارث ہوتی ہے۔ زوجہ شوہر کی زمین میں وارث نہیں ہوتی نہ اس کی قیمت میں۔ البتہ گھر کے ملبہ اور زمین کے درخت اور فصل وغیرہ جو زمین پر موجود ہو، کی قیمت کی زوجہ وارث ہوتی ہے۔ باقی ورثہ ان چیزوں میں زوجہ کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ زوجہ کو بلڈنگ۔ درخت اور کھڑکی، فصل کی قیمت کی صورت میں اس کا حصہ دیں۔

بیٹا :- زمین، بلڈنگ، درخت وغیرہ کے علاوہ شوہر کے ترکہ کا کیا حکم ہے؟

باپ :- باقی چیزوں میں زوجہ دیگر ورثہ کے ساتھ شریک ہو گی۔

بیٹا :- کیا شوہر بیوی کا وارث ہوتا ہے۔

باپ :- ہاں شوہر بیوی کی جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ سب میں وارث ہوتا ہے۔

بیٹا :- اگر زوجہ فوت ہو جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور شوہر زندہ ہو؟

باپ :- تو شوہر بیوی کے نصف ترکہ ۱/۲ کا وارث ہوگا اور باقی نصف کے دیگر ورثہ وارث ہوں گے۔

بیٹا :- اور اگر اس عورت کی کوئی اولاد ہو تو؟

باپ :- شوہر ایک چوتھائی ۱/۴ میراث پائے گا اور باقی دیگر ورثہ لے لیں گے۔

بیٹا :- اگر شوہر مر جائے اس کی اولاد نہ ہو اور زوجہ زندہ ہو۔ تو اس کو

میراث سے کتنا حصہ ملے گا؟

باپ :- زوجہ ایک چوتھائی حصہ پائے گی اور باقی ترکہ دیگر ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا۔

بیٹا :- اگر شوہر کی کوئی اولاد ہو تو؟

باپ :- زوجہ کو ۱/۸ حصہ ملے گا اور باقی دیگر ورثہ کو۔

میرے والد نے فرمایا ! کہ یہاں میراث کے متعلق اور بھی بہت سارے مسائل ہیں جو فقہ کی کتابوں میں مفصل طور پر درج ہیں۔ ان کی طرف رجوع کریں۔ لیکن آخر میں دو چیزوں کی طرف متوجہ کروں گا۔

(۱) باپ کے ترکہ میں سے بڑے لڑکے کو قرآن مجید۔ باپ کی انگوٹھی' تلوار' اس کے کپڑے چاہے استعمال کئے ہوں یا نہ۔

(۲) قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا اگر اس نے جان بوجھ کر قتل کیا ہو۔ حتی کہ اگر قتل غلطی سے بھی ہو تب بھی وارث نہیں ہوگا۔

وقف

بیٹا :- والد محترم کے بیٹھنے کے بعد اس دفعہ میں نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں جب عتبات عالیہ کی زیارت کے لئے جاتا ہوں تو آئمہ علیہم السلام کی مزارات مقدسہ میں رکھے ہوئے قرآن مجید کے نسخوں ۔ فانوس ۔ چراغ اور پانی کے کولر وغیرہ پر لکھا ہوا ایک لفظ "وقف" دیکھتا ہوں جیسا کہ اسی لفظ "وقف" کو کچھ عمارات ۔ مکانات ۔ مساجد و امام بارگاہوں کے پنکھوں ۔ چراغوں اور عمومی مقامات پر رکھی ہوئی ٹھنڈے پانی کی سبیلوں پر لکھا ہوا دیکھتا ہوں۔

باپ :- ہاں ۔ جن چیزوں کو آپ نے بیان کیا ہے ان چیزوں اور ان جیسی دوسری اشیاء کو انسان خاص ضوابط کے تحت وقف کر سکتا ہے ۔ اگر کسی چیز کو ان شرائط کے مطابق وقف کر دیا جائے جو شریعت مقدسہ میں بیان کی گئی ہیں تو وہ چیز وقف کرنے والے کی ملکیت سے خارج ہو جائے گی۔ اور ایک ایسا مال ہو جائے گا کہ جس کو نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے نہ وہ کسی کی میراث ہوتا ہے اور سوائے مخصوص حالات کے اس کو نہ بیچا جا سکتا ہے۔ جس کی تفصیل فقہی کتب میں موجود ہے۔

میرے باپ نے مزید فرمایا!

کبھی وقف مخصوص افراد کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنی اولاد' علماء یا فقراء کے لئے کوئی شئی وقف کرے

اور کبھی وقف عمومی ہوتا ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی شئی کو مسجد کے لئے وقف کرے اگر واقف (وقف کرنے والا) کسی شخص کو وقف کا متولی معین کرے تو اس کو وقف کرنے والے کی طرف سے مقرر کردہ شرائط پر عمل کرنا

چاہئے۔

بیٹا :۔ کیا وقف کے لئے کوئی مخصوص صیغہ ہے ؟

باپ :۔ ہرگز نہیں - کوئی مخصوص صیغہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مسجد کی عمارت بنانے کے بعد نماز کی اجازت دے دیتا ہے تو وہ وقف اور مسجد شمار ہو گی۔

میرے والد محترم نے فرمایا وقف میں چند شرائط ہیں۔

(۱) (☆ وقف میں قصد قربت الی اللہ ہو ☆)

(۲) وقف دائمی ہو۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو مخصوص وقت کے لئے وقف کرے تو یہ صحیح نہیں ہے

بیٹا :۔ جو آپ نے فرمایا ہے.اس کی مثال دیں ؟

باپ :۔ اگر کوئی شخص اپنا گھر ایک سال کے لئے فقراء کے لئے وقف کرے تو یہ وقف صحیح نہیں ہو گا۔ کیونکہ یہ وقف دائمی نہیں ہے۔

(۳) وقف کرنے والا کسی شئے کو اپنے اوپر وقف نہ کرے

بیٹا :۔ مثلاً ؟

باپ :۔ اگر کوئی شخص مکان کو اپنے اوپر وقف کرے تاکہ اس کا مادی فائدہ وہ خود حاصل کرے تو یہ وقف بھی صحیح نہیں ہے۔

بیٹا :۔ اور اگر کوئی شخص اپنا گھر کسی معین شخص یا چند اشخاص کے لئے مثلاً اپنی اولاد یا اپنے رشتہ داروں کے لئے وقف کرے تو؟

باپ :۔ ان کے اس کو اپنی تحویل میں لینے کے بعد یہ وقف صحیح ہو گا۔ موقوف علیہ (جس پر وقف کیا گیا ہے) یا اس کا وکیل یا ولی کے شئی موقوف کو اپنی تحویل میں لئے بغیر وقف صحیح نہیں ہو گا۔

بیٹا :۔ گھر کو کیسے اپنی تحویل میں لیں گے ؟

باپ :- غیر منقولہ املاک کے تحویل میں لینے کے لئے واقف اس سے دست بردار ہو جائے۔ اور موقوف علیہ یا وکیل یا ولی اس کو اپنے قبضہ میں لے لیں۔

بیٹا :- کبھی شئی موقوف' موقوف علیہ کے قبضہ ہی میں ہوتی ہے ؟

باپ :- اتنا قبضہ ہی کافی ہے از سرنو تحویل میں لینے کی ضرورت نہیں

بیٹا :- عمومی اوقاف کو کون تحویل میں لے گا ؟

باپ :- عمومی وقف میں جس شے کے لئے وقف کیا گیا ہے اس میں استعمال ضروری ہے۔

بیٹا :- آپ نے فرمایا ہے کہ وقف کو دائمی ہونا چاہیے۔ لہذا واقف کسی شئی کو معین مدت کے لئے وقف نہیں کر سکتا کہ مدت ختم ہونے کے بعد وہ دوبارہ اس کی ملکیت میں لوٹ جائے ؟

باپ :- اگر کوئی شخص اپنی ملکیت کو دائمی وقف نہ کرنا چاہتا ہو تو اسے اپنی ملکیت کو "حبس" کرنا چاہیے نہ وقف !

کوئی شخص اپنی ملکیت کو کسی معین شخص' معین مدت' اور معین جہت کے لئے "حبس" کر سکتا ہے۔ اس صورت میں مدت گزرنے سے پہلے اس کے لئے رجوع جائز نہیں ہو گا البتہ مدت گزرنے کے بعد وہ شئی "حبس" سے پہلی حالت کی طرف لوٹ جائے گی۔

یہ فرمانے کے بعد میرے والد نے غور و فکر کے لئے سر کو جھکا لیا۔

بیٹا :- میں نے کہا آپ اس کی کوئی مثال بیان فرمائیں

باپ :- اگر بس کا مالک کہے کہ میری بس حاجیوں کو بیت اللہ تک لے جانے کے دس سال تک مقید و مخصوص ہے۔ تو اس بس کو مخصوص و مقید سمجھا جائے گا۔ اور جب دس سال کی مدت ختم ہو جائے گی تو بس پہلے والی حالت کی طرف لوٹ جائے گی۔

تو کیا بس ورثہ کی طرف لوٹ جائے گی کہ جس کو وہ میراث کی مانند تقسیم کر لیں ؟

باپ :۔ اگر "حبس" کرنے والا مر جائے تو وہ شئی اپنی حالت پر باقی رہے گی یہاں تک کہ مدت ختم ہو جائے۔ پس جب مدت ختم ہو جائے گی تو وہ پہلی حالت کی طرف لوٹ جائے گی اور میراث شمار ہو گی۔

بیٹا :۔ کیا کوئی شخص کسی شئی کو اپنی پوری زندگی کی مدت "حبس" کر سکتا ہے ؟

باپ :۔ ہاں جائز ہے جب تک زندہ ہے اس کو واپس نہیں لے سکتا۔ پس جب مرجائے گا تو وہ شئی ورثہ کی طرف بطور میراث لوٹ جائے گی

بیٹا :۔ اگر مالک کسی شخص کو کہے کہ میں یہ گھر تجھے اور تیری اولاد کو رہائش کے لئے دیتا ہوں۔

باپ :۔ جب تک وہ شخص اور اس کی اولاد اس گھر میں سکونت پذیر ہیں اس کو واپس نہیں لے سکتا۔ پس اگر وہ اور اس کی اولاد مرجائیں گے تو یہ گھر اپنے اصلی مالک یا اس کے ورثہ کی طرف لوٹ جائے گا۔

بیٹا :۔ اگر مالک مکان کسی شخص سے کہے۔ کہ تم پوری زندگی میرے مکان میں رہو، سکونت اختیار کرنے والے شخص سے پہلے مالک مکان مرجائے تو ؟

باپ :۔ ورثہ کے لئے اس مکان میں رہنے والے شخص کو جب تک وہ زندہ ہے مکان سے نکالنا جائز نہیں ہے۔ پس اگر وہ مرگیا تو ورثہ کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

بیٹا :۔ کیا شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی زوجہ کے لئے اپنے مال کا ۱/۳ حصہ سے کم "حبس" کرے؟ تاکہ اس کی زوجہ جب تک زندہ ہے تجارت کر کے اس مال سے فائدہ اٹھائے۔ اور اس کے مرنے کے بعد یہ مال شوہر کے

ورثہ کی طرف لوٹ جائے ؟

باپ :- ہاں اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

بیٹا :- مسجد کے لئے وقف قالین وغیرہ کا حکم بھی یہی نہیں ہے؟ کیا مسجد کا متولی ان کو کسی شادی کو وغیرہ کے لئے عاریہ دے سکتا ہے ؟

باپ :- جو چیز کسی مخصوص کام کے لئے وقف ہے اس کو کسی جگہ یا کام کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے۔

بیٹا :- کیا اس کو کرایہ پر دیا جا سکتا ہے ؟

باپ :- جائز نہیں !

امر بالمعروف اور نہی از منکر

میرے باپ نے فرمایا! اب تک آپ نے اپنی ضرورت کے مطابق بہت سارے احکام شرعیہ یاد کر لئے ہیں۔

جو احکام آپ کے لئے ضروری تھے وہ جان چکے ہیں اور جن واجبات کی وضاحت ضروری تھی وہ بھی میں نے کر دی' اور جن حرام کاموں سے بچنا ضروری ہے وہ بھی آپ کو معلوم ہو گئے ۔

آج آپ ان چیزوں سے آگاہ ہو گئے ہیں جن سے اس سے پہلے آپ آگاہ نہ تھے۔

آپ کے لئے ضروری ہے کہ اب اللہ کے اس فرمان پر عمل کریں

و لتکن منکم امتہ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و لولٰئک ھم المفلحون سورۃ آل عمران ۱۰۴

ترجمہ۔ "اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو خیر کی دعوت دے نیکیوں کا حکم دے برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں"۔

پس آپ لوگوں کو نیکی اور بھلائی کی دعوت دیں اور برے کاموں سے انھیں روکیں !

بیٹا :۔ ابا جان ! میں کن چیزوں کی دعوت دوں؟ اور کن سے روکوں؟

باپ :۔ جان من ! آپ اچھے کاموں کی دعوت دیں اور برے کاموں سے روکیں

بیٹا :۔ لیکن مجھے لوگوں سے کیا سروکار ابا جان ؟ اگر کوئی برائی کرتا ہے تو مجھے اس سے کیا غرض ؟ کہ میں اسے برے کام سے منع کروں ! میں لوگوں کے معاملات میں کیوں مداخلت کروں ؟ کہ ان کو اچھائی کی دعوت اور برے کاموں

سے منع کروں میرے لئے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ خود نیکی کو بجا لاؤں اور برائی سے اجتناب کروں۔

باپ :- میری جان ! ڈرو! اس قسم کی بات کرنے سے۔ دوبارہ ایسی بات نہ کرنا نیکی کی دعوت اور برائی سے روکنا تو واجب کفائی ہے۔ اگر اس فریضہ کو کوئی بھی انجام نہ دے - نہ میں - نہ آپ - نہ ہمارے علاوہ کوئی دوسرا شخص تو ہم سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ اور غضب الہی اور عذاب خدا کے مستحق ہوں گے۔ لیکن اگر ہم میں سے کوئی ایک بھی اس فریضہ کو انجام دیتا ہے تو دوسرے سب افراد سے یہ فریضہ ساقط ہو جائے گا۔

کیا آپ نے اللہ تعالے کے اس ارشاد کو نہیں پڑھا۔ جو سورہ آل عمران کی آیت ۱۰۴ میں ہے کہ تم میں سے ایسی جماعت ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم دے برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ نجات یافتہ ہیں۔

کیا آپ نے نبی اکرمؐ کا فرمان نہیں سنا!

میری امت اس وقت تک بھلائی پر ہو گی جب تک نیکی کا حکم اور برائی سے روکتی رہے گی۔ بھلائی اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرے گی۔ پس اگر ایسا نہ کریں گے تو ان سے برکتیں اٹھ جائیں گی۔ ان کے بعض دوسرے بعض پر مسلط ہو جائیں گے۔ اور زمین و آسمان میں ان کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔

کیا آپ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان نہیں پڑھا!

کہ وہ نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا انبیاء اور صالح و نیک لوگوں کا راستہ ہے یہ ایسا عظیم فریضہ ہے جس کے ذریعہ تمام فرائض کو قائم کیا جاتا ہے۔ جس سے مذاہب محفوظ - کاروبار حلال - مظالم کو لوٹایا جاتا ہے - زمین

کو آباد - دشمن سے انصاف - اور معاملہ کو درست رکھا جاتا ہے"۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ نیکی کی دعوت اور برائی سے منع کرنا خدا کی مخلوق ہیں پس جو شخص ان کی مدد کرے گا اللہ تعالے اسے غالب قرار دے گا۔ اور جو ان کو رسوا کرے گا اللہ تعالے اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔

کیا آپ نے رسالتمابؐ کا یہ فرمان نہیں سنا - تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال ہو گا۔

بیٹا :- جی ہاں! میں نے سنا ہے -

باپ :- اس وقت آپ ذمہ دار ہیں! اور اپنی رعیت کے متعلق مسئول ہیں! ذمہ دار شخص پر کچھ فرائض اور حقوق ہیں اور سنگین ذمہ داری ہے۔ کیا اب بھی آپ کہتے ہیں کہ میں کیوں لوگوں کے معاملات میں مداخلت کروں؟ یہ میری ذمہ داری نہیں -

کیا نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا بے سود کام ہے؟

نہیں بیٹا! یہ دونوں کام آپ کی شرعی ذمہ داری ہیں یہ دوسروں کے معاملات میں مداخلت نہیں - جس نے آپ پر نماز' روزہ' حج' زکوۃ اور خمس کو فرض کیا ہے اسی نے اس فریضہ کی ذمہ داری بھی عائد کی ہے۔

بیٹا :- لیکن میں کوئی مولوی تھوڑا ہوں کہ امر بالمعروف اور نہی از منکر کرتا پھروں

باپ :- آپ کو کس نے کہا کہ امر بالمعروف اور نہی از منکر مولویوں کی ذمہ داری ہے۔ بلکہ یہ آپ پر۔ مجھ پر۔ عالم دین۔ طالب علم۔ ٹیچر۔ تاجر۔ مزدور۔ ملازم۔ کاریگر۔ افسر۔ حاکم۔ محکوم۔ عادل۔ فاسق۔ امیر۔ غریب۔ مرد۔ عورت سب پر نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے روکنا واجب ہے۔

البتہ اس میں شرائط کا پایا جانا ضروری ہے

بیٹا :- ابا جان! وہ شرائط کیا ہیں؟

باپ :- نیکی کی دعوت اور برائی سے روکنے کی چند شرائط ہیں۔

(۱) امر بالمعروف اور نہی از منکر اس وقت واجب ہے جب اس کا کوئی فائدہ ہو جس شخص کو نیکی کی دعوت اور برائی سے روکا جا رہا ہے اگرچہ اس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ لیکن کوئی اور تیسرا شخص یہ سن کر نیکی پر عمل پیرا اور برائی سے رک جاتا ہے۔ تو بھی اس سے فائدہ ہو گا کہ حرام کام پر عمل کم ہو جائے گا۔

(۲) معروف کو ترک کرنے والا اور "منکر" کو بجا لانے والا اپنے اعتقاد میں اسے حرام نہ جانتا ہو جسے بجا لا رہا ہے اور اسے واجب نہ جانتا ہو جسے ترک کر رہا ہے اگر ایسی صورت ہو تو پہلے معروف اور منکر کے متعلق بتانا واجب ہو گا۔ اور اس کے بعد اگر وہ عمل نہ کرے تو نیکی کی دعوت اور برائی سے روکا جائے گا۔

(۳) نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے والے شخص یا کسی اور مسلمان کو اس عمل سے ضرر یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

بیٹا :- اگر ضرر یا نقصان کا اندیشہ ہو تو؟

باپ :- تو ایسی صورت میں معاملہ حاکم شرعی کے پاس لے جانا واجب ہے

بیٹا :- بسا اوقات بعض موقعوں پر انسان کو یقین ہوتا ہے کہ یہاں میری بات اثر کرے گی تو کیا ایسے موقعوں پر بھی امر بالمعروف اور نہی از منکر واجب ہے۔

باپ :- اگر یقین ہو کہ میری تبلیغ موثر ہو گی تو اس عمل کی اہمیت کے پیش نظر نیکی کی دعوت اور برائی سے روکنا واجب ہو گا۔

یہ ایک انتہائی اہم فریضہ ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس سے آگاہ رہیں گے بسا اوقات امر بالمعروف اور نہی از منکر اس وقت بھی واجب ہوتا ہے

جب ضرر یا نقصان کا یقین ہو بشرطیکہ حاکم شرعی حکم دے کہ آپ اس موقع پر امربالمعروف اور نہی ازمنکر کریں۔

بیٹا :- اگر میں اس اہم فریضہ کو ادا کرنا چاہوں تو کیسے کروں ؟

باپ :- امر بالمعروف اور نہی ازمنکر کے چند مراتب ہیں۔

پہلا مرتبہ - نیکی کو ترک اور برائی پر عمل کرنے والے شخص سے خاموش انکار اور اظہار ناپسندیدگی کریں۔

بیٹا :- میں نفرت اور اظہار ناپسندیدگی کیسے کروں؟

باپ :- اس کے کئی طریقے ہیں - آپ اس سے منہ پھیر لیں۔ بے چینی کا اظہار کریں۔ ترک کلام کر دیں۔ اس کو اس عمل سے روکنے کی کوشش کریں۔

دوسرا مرتبہ - دل اور زبان دونوں سے نفرت کا اظہار کرنا۔

بیٹا :- یہ میں کیسے کروں ؟

باپ :- اس کے کئی طریقے ہیں مثلاً گنہگاروں کے لئے عذاب اور نیکوں کاروں کے لئے جو ثواب مقرر ہے' اس کے ذریعہ نیکی کو ترک کرنے اور برائی کو بجا لانے والے شخص کو وعظ و نصیحت کریں.....

اگر انکار کرے تو دھمکی دیں۔ مثلاً اعانت کی .... یا اس کے علاوہ جو طریقہ آپ موثر اور مناسب سمجھیں.....

تیسرا مرتبہ- ہاتھ سے روکیں ! یہ فقط مجتہد عادل کی اجازت سے ہی واجب ہے۔

بیٹا :- ہاتھ سے کیسے منع کریں؟

باپ :- ایسی جسمانی سزا دی جائے جس کے ذریعہ وہ معصیت سے رک جائے۔

ہر مرتبہ کے مختلف درجات ہیں۔ لہذا معصیت کار کی حالت اور ظرف کو مدنظر

رکھ کر امربالمعروف اور نھی از منکر کیا جائے۔

بیٹا :- امر بالمعروف اور نھی از منکر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ابتداء پہلے مرتبہ سے کی جائے اور اگر وہ موثر اور سود مند نہ ہو تو پھر دوسرا مرتبہ اور پھر تیسرا مرتبہ ......؟

باپ :- آپ جس مرتبہ کو مفید اور موثر جانتے ہیں اسی کے ذریعہ نیکی کی دعوت دیں اور برائی سے روکیں۔ اگر دونوں مرتبوں کا استعمال ایک ساتھ مفید ہو تو وہ بھی کر سکتے ہیں۔ ایسی سختی سے اجتناب کریں جو نفرت کا سبب ہو جیسا کہ ارشاد پروردگار ہے کہ اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ حکمت اور اچھے موعظہ کے ساتھ۔

بیٹا :- اگر زبان اور خاموش انکار فائدہ مند نہ ہو تو؟

باپ :- مجتہد عادل کی طرف رجوع کریں۔ جسمانی سزا میں بتدریج معمولی سزا سے سخت سزا کی طرف جائیں اور پھر زیادہ سخت سزا دیں۔ زخمی کرنا' یا کوئی عضو توڑ دینا یا کسی عضو کو شل کر دینا یہ مجتہد عادل کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ میرے والد محترم نے مزید فرمایا۔

کہ امربالمعروف اور نھی از منکر واجب ہے اگر معروف کو چھوڑنے اور منکر کو انجام دینے والا شخص آپ کے خاندان میں سے ہو تو اس واجب کی مزید تاکید ہو جاتی ہے۔ مثلاً آپ کے اہل خانہ میں سے کوئی کسی واجب کو ادا نہیں کرتا۔ یا اسے حقیر جانتا ہے۔ اس کی مختلف مثالیں ہیں۔

مثلاً ایک شخص صحیح طریقے سے وضو نہیں کرتا۔ یا تیمم صحیح طور پر نہیں کرتا۔ یا غسل جنابت غلط طریقے سے انجام دیتا ہے۔ جسم اور کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ نہیں جانتا یا اس کی قرات درست نہیں ہے یا وہ اپنے مال میں خمس و زکواۃ نہیں نکالتا۔ جبکہ اس کے مال میں خمس و زکواۃ واجب ہے۔

اس کے اہل خانہ میں کوئی شخص حرام کا ارتکاب کرتا ہے مثلاً شراب پیتا ہے۔ مردار کھاتا ہے۔ سود کھاتا ہے۔ ملاوٹ کرتا ہے۔ چوری کرتا ہے۔ زنا یا لواط کرتا ہے۔

ایک عورت ہے جو پردہ نہیں کرتی۔ سر کے بالوں کو نہیں چھپاتی۔ وضو یا غسل کے وقت ناخنوں سے نیل پالش نہیں اتارتی۔ شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے بناؤ سنگھار کرتی ہے یا اپنے چچا زاد ماموں زاد' خالہ زاد اور پھوپھی زاد یا اپنے دیور یا شوہر کے کسی دوست سے شرعی پردہ نہیں کرتی۔ اور دلیل یہ دیتی ہے کہ ہم تو ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔ یہ میرے بھائی کی طرح ہیں۔ یا اس قسم کے بے تکے بہانے تلاش کرتی ہے۔

آپ اپنے گھر والوں میں کسی کو دیکھتے ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے۔ یا غیبت کرتا ہے دوسروں کی توہین کرتا ہے۔ ظلم و زیادتی کرتا ہے۔ ظالموں کا مددگار ہے۔ فضول خرچی کرتا ہے وغیرہ......

بیٹا :- تو میں ایسے شخص سے کیا سلوک کروں؟

باپ :- آپ اس کو امر بالمعروف اور نہی از منکر کریں۔ پہلے اور دوسرے مرتبہ سے ابتدا کریں۔ اگر یہ کارگر نہ ہو تو تیسرا مرتبہ استعمال کریں۔ بتدریج تھوڑی سزا سے سخت سزا تک میں آپ کی عملی زندگی کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گا کہ حرام کام سے نفرت اور روحانی تکلیف کا احساس ہونا چاہئے۔ معصیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر جرات کرنے سے باز رہیں ہر معصیت اور گناہ کو معمولی نہ سمجھیں بلکہ اپنے آپ کو یہ باور کرائیں کہ یہ کتنی بڑی جرات اور کتنا بڑا قبیح فعل ہے۔ تاکہ آپ اس کے ارتکاب سے بچ جائیں۔

بیٹا :- بسا اوقات "معروف" مستحب بھی ہوتا ہے۔ اگر مستحب کام کو کوئی ترک کرے تو؟

باپ :- مستحبات اور سنت کاموں کی دعوت دینا بھی مستحب ہے۔ یہ واجب نہیں ہے اگر اس کی دعوت دیں گے تو اجر کے مستحق ہوں گے۔ اور اگر ایسا نہ کریں گے تو عذاب نہیں ہوگا۔

بیٹا :- آپ نے فرمایا ہے کہ کچھ چیزوں کی دعوت دینا اور کچھ سے روکنا واجب ہے۔ آپ مختصر طور پر وضاحت فرمائیں کہ کن کاموں کی دعوت واجب اور کن کی مستحب ہے اور اس کی بھی وضاحت فرمائیں کون سے کام ہیں جن سے روکنا واجب ہے۔

باپ :- میں پہلے ان چیزوں کو بیان کرتا ہوں جن کی دعوت دینا واجب اور پھر وہ چیزیں بیان کروں گا جن سے روکنا واجب ہے مگر ایک شرط کے ساتھ۔

بیٹا :- وہ کون سی؟

باپ :- کہ آپ کو ان چیزوں پر عمل کرنا ہوگا واجب ہوں یا مستحب ......
یعنی نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے۔

بیٹا :- میں عمل کروں گا انشاء اللہ۔

باپ :- میں پہلے اچھے کاموں کو بیان کرتا ہوں۔

بیٹا :- میرے والد محترم نے اپنے حافظہ اور کچھ کتابوں کی مدد سے اچھے کاموں کو شمار کرنا شروع کیا۔

باپ :-

(۱) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا

ارشاد پروردگار ہے "من یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہ"

(سورۃ طلاق آیت ۳)

ترجمہ - "جو اللہ پر بھروسہ کرے گا سو اللہ اس کے لئے کافی ہے"۔

کسی شخص نے امامؑ سے اس بات کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

کی ذات پر بھروسہ کرنے کے کچھ درجات ہیں۔

ان میں سے ایک درجہ یہ ہے کہ اپنے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنا کہ وہ ذات تیرے متعلق جو بھی فیصلہ کرے گی تو اس پر راضی ہو گا۔ اور یہ بھی جان لیں کہ وہ ذات فضل اور خیر کے عطا کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کرتی اور تمام امور میں حاکمیت اسی کی ہے آپ اپنے تمام معاملات اس کے سپرد کرکے اس پر بھروسہ کریں۔ ہر حالت میں اسی پر اعتماد کریں۔

(۲) اللہ تعالیٰ سے مضبوط رابطہ رکھنا

قرآن مجید میں ارشاد ہے "و من یعتصم باللّٰہ فقد ھدی الی صراط مستقیم سورہ آل عمران آیت ۱۰۱

ترجمہ ۔ "جو اللہ سے مضبوط (رابطہ) رکھتا ہے اس کو ضرور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کی جاتی ہے"۔

حضرت امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں میں سے جو شخص صرف مجھ سے مضبوط رابطہ رکھتا ہے اور میری مخلوق میں کسی سے تعلق نہیں رکھتا میں اس کی اس نیت کو جانتا ہوں۔ اگر پوری کائنات اس کے لئے بری تدبیریں کرے تو میں اس کے لئے اس سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہوں۔ اور وہ شخص جو میرے علاوہ میری مخلوق کے کسی فرد کے ساتھ متمسک ہو جبکہ میں اس کی اس نیت سے آگاہ ہوں۔ تو میں اس کے تمام تعلقات' وسائل منقطع کر دیتا ہوں۔ اس کے نیچے سے زمین کو نکال لیتا ہوں اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہو گا۔

(۳) مسلسل نعمتوں پر شکر خدا بجالانا

کتاب مجید میں ارشاد ہے و ما بکم من نعمۃ فمن اللّٰہ

(سورۃ النحل آیت ۵۳)

ترجمہ۔ اور تمہارے پاس جو بھی کوئی نعمت ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتکٔ التی انعمت علی و علیٰ والدی و ان اعمل صالحا ترضاہ

(سورۃ النمل آیت ۱۹)

ترجمہ۔ اے میرے پروردگار مجھے اس پر مداومت دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکریہ ادا کیا کروں جو نعمتیں تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی ہیں اور اس پر بھی کہ میں نیک کام کیا کروں جس سے تو راضی ہو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب بھی اللہ نے اپنے بندے پر کوئی نعمت نازل کی اور اس نے اس نعمت پر حمد خدا بجا لائی تو بندے کا اللہ کی حمد کرنا اس نعمت سے افضل و اعظم ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھنا

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے "کتاب علیؑ" میں دیکھا کہ ایک روز پیغمبر اسلامؐ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ مومن کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر حسن ظن' اس سے امید اور اچھے اخلاق ہی کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا کی جاتی ہے۔

(۵) رزق' عمر' نفع و نقصان میں اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنا

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں۔ کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کاذائقہ تک نہیں چکھ

سکتا۔ جب تک اس کا یہ عقیدہ نہ ہو کہ جو بھی مصیبت اسے پہنچی ہے وہ اس سے بچ نہیں سکتا تھا اور وہ جس مصیبت سے محفوظ ہے وہ اس کے قریب نہیں آ سکتی تھی۔ بے شک نفع و نقصان اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

(۶) امید کے ساتھ خوف خدا کا ہونا

خالق اکبر نے کلام مقدس میں مومنین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

و تتجافی جنو بهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفاً و طمعاً و مما رزقنا هم ینفقون ○ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون ○

(سورۃ السجدہ آیت ۱۷)

ترجمہ۔ "ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے رہتے ہیں خوف اور امید سے۔ اور جو کچھ ہم نے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں سو کسی کو علم نہیں جو (سامان) آنکھوں کی ٹھنڈک کا ان کے لئے خزانہ غیب میں مخفی ہے یہ صلہ ہے ان کے نیک اعمال کا"۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

"جس نے خدا سے ڈرتے ہوئے اور اس سے شرم و حیاء کی وجہ سے گناہ کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ اگرچہ اس کے گناہ جن و انس کے گناہوں کے برابر کیوں نہ ہوں"۔

آپؑ نے فرمایا۔ اللہ سے ایسی امید نہ رکھنا جو تمہیں معصیت خدا پر جرات دلائے اور اس سے ڈرو نہ ایسا خوف جو رحمت خدا سے مایوس کر دے۔

(۷) صبر کرنا اور غصے کو پی جانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے انما یوفی الصابرون اجر ھم بغیر حساب (سورۃ زمر آیت ۱۰)

ترجمہ۔ صابرین (ثابت قدم رہنے والوں) کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔ ان اللہ مع الصابرین (سورۃ انفال' آیت ۴۶)

ترجمہ۔ "بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

پھر ایک مقام پر فرمایا۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (سورۃ آل عمران' آیت ۱۳۴)

ترجمہ۔ "اور وہ لوگ جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرتے ہیں اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے"۔

نبی اکرمؐ فرماتے ہیں۔

"کسی گھونٹ کا پینا اتنا ثواب نہیں رکھتا جتنا خدا کی رضا کے لئے غصے کے گھونٹ کا پینا ثواب رکھتا ہے"۔

نیز آپؐ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے بہترین راستہ دو گھونٹ ہیں۔ ایک غصے کا گھونٹ جس کو حلم کے ذریعہ پیا جائے اور دوسرا مصیبت کا گھونٹ جس کو صبر کے ذریعہ پی لیا جائے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے ایک فرزند سے فرمایا!

"غصے کا صبر کے ساتھ پی جانا یہ تیرے باپ کی آنکھوں کے لئے زیادہ ٹھنڈک کا باعث ہے"۔

(۸) حرام کاموں سے رک جانا

حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ صبر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مصیبت کے وقت صبر کرنا اچھا عمل ہے۔ (۲) اور اس سے بہتر صبر حرام کام سے رک جانا

ہے۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ تنہائی اور خلوت میں معصیت خدا سے بچو کیونکہ جو گواہ ہے وہی فیصلہ کرنے والا ہے۔

(۹) عدل

کتاب کریم میں ارشاد ہے "ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان"

(سورۃ النحل' آیت ۹۰)

ترجمہ۔ بے شک اللہ عدل اور حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا "تین قسم کے آدمی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوں گے۔ (۱) وہ قدرت مند آدمی جو غصے کی حالت میں اپنے ماتحت پر ظلم نہ کرے۔ (۲) ایسا شخص جو دو افراد کے درمیان صلح کرانے میں ذرہ برابر کسی کی طرف داری نہ کرے۔ (۳) ایسا شخص جو حق کہے چاہے اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو"۔

(۱۰) عقل کو شہوت پر غالب قرار دینا

ارشاد پروردگار ہے۔

زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین و القناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذالک متاع الحیاۃ الدنیا واللّٰہ عندہ حسن المآب قل اونبئکم بخیر من ذالکم للذین اتقوا عندربھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا و ازواج مطھرۃ و رضوان من اللّٰہ واللّٰہ بصیر بالعباد

(سورۃ آل عمران ۱۴ - ۱۵)

ترجمہ۔ لوگوں کے لئے خواہشات دنیا' عورتیں' اولاد' سونے چاندی کے ڈھیر' تندرست گھوڑے' چوپائے' کھتیاں سب مزین اور آراستہ کر دی گئی ہیں۔ کہ

یہی متاع دنیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہترین انجام ہے۔ پیغمبر آپ کہہ دیں۔ کہ کیا میں ان سب سے بہتر چیز کی خبر دوں کہ جو لوگ تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں ان کے لئے پروردگار کے ہاں وہ باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ اپنے بندوں کے حالات سے خوب باخبر ہے"۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا۔ بشارت و خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جو شہوت کو ترک کر دے اس وعدے (جنت) کی وجہ سے جس کو اس نے نہیں دیکھا۔

حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ شہوت کی کتنی گھڑیاں ہیں جو انسان کو طویل حزن کی وادی میں دھکیل دیتی ہیں۔

(۱۱) انکساری

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا۔ تم میں جس کا اخلاق سب سے اچھا اور انکساری سب سے زیادہ ہو گی وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب اور تمام مخلوق میں سے میرے نزدیک محبوب ترین ہو گا۔

امام زین العابدینؑ نے اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور لوگوں میں میرا درجہ جتنا بلند ہے اتنا ہی مجھے خود میری نظروں میں کم کر دے اور جتنی ظاہری عزت مجھے دے اتنا ہی میرے نفس میں باطنی بے ارزانی کا احساس پیدا کر۔ (صحیفہ سجادیہ)

(۱۲) کھانے اور پینے میں میانہ روی

ارشاد پروردگار ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لایحب المسرفین (سورۃ الاعراف ۳۱)

ترجمہ۔ کھاؤ پیو اور فضول خرچی اور اسراف نہ کرو بے شک وہ فضول خرچی

کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ پیغمبر اسلامؐ نے مسجد قبا میں جمعرات کی رات روزہ افطار کیا اور فرمایا۔ کیا پینے کی کوئی شی ہے؟ اویس بن خولی انصاری نے ایک بڑا پیالہ شہد ملے پانی کا پیش کیا۔ تو حضورؐ نے وہ پیالہ منہ کے ساتھ لگا کر ہٹا لیا اور فرمایا یہ دو مشروب ہیں۔ ان میں سے ایک کافی ہے۔ میں نہ تو اسے پیتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔ لیکن میں اللہ کے لئے انکساری کرتا ہوں کیونکہ جو بھی اللہ کے لئے انکساری کرے اللہ اس کو بلندی عطا فرماتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ اس کو پستی میں ڈال دیتا ہے اور جس نے اپنی معیشت میں میانہ روی کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو وسیع رزق عطا کرتا ہے اور جس نے فضول خرچی کی اللہ اس کو محروم کر دیتا ہے اور جو موت کو زیادہ یاد کرے اللہ اس کو زیادہ محبوب رکھتا ہے۔

(۱۳) انصاف

رسول اللہؐ نے فرمایا! جو فقیر کی اپنے مال سے دلجوئی کرے اور لوگوں کو اپنی طرف سے انصاف مہیا کرے تو یہی حقیقی مومن ہے۔

نیز آپؐ نے فرمایا۔ اپنی طرف سے لوگوں کو انصاف' دینی بھائی کی مدد کرنا' تمام اعمال سے بہتر عمل ہے۔

امام علیؑ نے فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ جو شخص لوگوں کو انصاف فراہم کرے گا خدا اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا۔

(۱۴) پاکدامنی

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ بہترین عباد پیٹ اور شرمگاہ کو حرام سے بچانا ہے۔

(۱۵) لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کی بجائے اپنے عیوب

کی طرف متوجہ ہونا

نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ بشارت ہو اس شخص کے لئے جس کے دل میں لوگوں کے خوف کی بجائے اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور خوشخبری ہو اس کے لئے جو مومنین کی بجائے اپنے عیوب تلاش کرے۔

(۲) اخلاق حسنہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے بارے میں فرمایا۔ انکْ لعلٰی خلق عظیم (سورۃ القلم' آیت ۴)

ترجمہ۔ "بے شک آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں"۔

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا۔

"اللہ کی صفات میں سے حسن خلق سب سے عظیم صفت ہے"۔

نیز آپؐ نے فرمایا۔

"کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو (کردار) میں میرے زیادہ مشابہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ""۔

آپؐ نے فرمایا۔ تم میں جس کا اخلاق سب سے اچھا۔ سب سے زیادہ رشتہ داروں کے ساتھ مہربان سب سے زیادہ نیکی و بھلائی کرنے والا۔ دینی بھائیوں سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا اور سب سے زیادہ عفو و درگزر کرنے والا' غصے کو سب سے زیادہ پی جانے والا' خوشی اور غصے کی حالت میں سب سے زیادہ انصاف کرنے والا ہو"۔

آنحضرتؐ سے پوچھا گیا کہ کون سا مومن افضل ہے؟

تو فرمایا۔ "جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو"۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ "میری امت کے اکثر افراد دو وجہ سے جنت میں جائیں

گے۔ تقویٰ الٰہی اور حسن خلق"

(۱۷) حلم و بردباری

ختمی مرتبتؐ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی جاہل کو عزت نہیں دی اور کبھی کسی حلیم و بردبار کو ذلیل نہیں کیا"۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ "اس وقت تک کوئی شخص عابد نہیں ہو سکتا جب تک حلیم و بردبار نہ ہو"۔

(۱۸) قرآن پڑھنا' حفظ کرنا اور اس پر عمل کرنا

ارشاد پروردگار ہے - الذین یتلون کتاب اللہ واقامو الصلاۃ وانفقوا مما رزقناھم سرا" و علانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور

(سورۃ الفاطر ۲۹)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور کھلم کھلا خرچ کرتے ہیں اور وہ ایسی تجارت کی آس لگائے ہوئے ہیں جو کبھی ماند نہ پڑے گی۔

نبی کریمؐ نے فرمایا۔ قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے انبیاء و مرسلین کے علاوہ انسانوں میں اعلیٰ ترین درجے پر ہوں گے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ قرآن حفظ کرنے والا' اس پر عمل کرنے والا مکرم' نیک اور (لوح محفوظ پر صحیفوں کو لکھنے والے) فرشتوں کے ساتھ ہو گا۔

نیز حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ "جو مومن قرآن پڑھے قرآن اس کے خون اور گوشت کا حصہ بن جائے گا" اور اللہ تعالیٰ اسے مکرم' نیک لکھنے

والوں کے ساتھ قرار دے گا اور قرآن قیامت کے دن ان کی طرف سے دلیل ہو گا۔

قرآن کی کچھ معین سورتوں کی تلاوت کی فضیلت حدیث کی کتب میں بیان کی گئی ہے۔ آپ ان کا مطالعہ کریں۔

(۱۹) زیارت معصومین علیہم السلام

پیغمبر اسلامؐ سیدہ طاہرہؑ امیرالمومنینؑ امام حسنؑ و حسینؑ اور دیگر آئمہ علیہم السلام کی زیارت۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ سیدالشہداء حضرت امام حسینؑ بن علیؑ نے اپنے نانا رسول اللہؐ سے عرض کیا۔ نانا جان آپ کی زیارت کا ثواب کتنا ہے تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔ (جان من) جو شخص میری یا آپ کے والد گرامی یا آپ کی یا آپ کے بھائی کی زیارت کرے گا مجھ پر ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی زیارت کروں اور اس کو گناہوں سے آزاد کراؤں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص حسینؑ بن علیؑ کی زیارت کرے ان کے حق کو پہچانتے ہوئے اس کا نام علیین میں لکھا جائے گا۔

نیز آپؑ نے فرمایا جو ہم میں سے کسی ایک کی زیارت کرے گا اس نے گویا حسینؑ بن علیؑ کی زیارت کی۔

(۲۰) دنیا سے بے رغبتی

رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ دنیا سے کنارہ کشی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے شرم و حیاء کرو جیسا کہ حق ہے۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم اللہ سے شرم و حیاء کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس طرح نہیں جیسا کہ تم شرم و حیاء کرتے ہو۔ تم مکانات بناتے ہو جن میں تمہیں رہنا نصیب نہیں ہوتا اور تم مال جمع کرتے جس کا کھانا تمہارے مقدر میں نہیں ہوتا (یعنی تم ضرورت سے زائد چیزیں جمع کر لیتے ہو یہ کیسا شرم و حیاء ہے۔ مترجم)

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر اللہ اپنے بندے کو بھلائی عطا کرنا چاہے تو اسے دنیا سے کنارہ کش اور آخرت کی طرف راغب اور اس کو اس کے اپنے عیوب سے آگاہ کر دیتا ہے۔

حضرت امام علیؑ نے فرمایا۔ دین میں اخلاق حسنہ کا سب سے بڑا مددگار دنیا سے کنارہ کشی کرنا ہے۔ آپؑ نے مزید فرمایا۔ آخرت کے ثواب میں دلچسپی رکھنے والے شخص کی نشانی یہ ہے کہ وہ دنیا سے عدم دلچسپی رکھتا ہو گا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی معرفت کے بعد افضل عمل دنیا سے نفرت ہے۔ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ میں اپنی زندگی کے چند سال ہی آپؑ کی زیارت کر سکوں گا آپ مجھے کوئی وصیت کریں تا کہ اس پر عمل کروں؟ آپؑ نے فرمایا۔ تقوئی خداوندی اختیار کرو' برائیوں سے اجتناب کرو' واجبات پر عمل کرو' اپنے سے بلند شخص پر نظر نہ رکھو (بلکہ اپنے سے کم تر پر نگاہ رکھو) تیرے لئے اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان کافی ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلامؐ کو ارشاد فرمایا۔

ولا تمدن عینیك الی ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیاة الدنیا (سورۃ طہٰ' آیت ۱۳۱)

ترجمہ۔ "خبردار ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو جو زندگانی دنیا کی رونق سے مالا مال کر دیا ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں یہ ان کی

آزمائش کا ذریعہ ہے"۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

ولا تعجبکَ اموالھم ولا اولادھم

(سورۃ التوبہ' آیت ۵۵)

ترجمہ۔ تمہیں ان کے اموال اور اولاد حیرت میں نہ ڈال دیں۔ اگر اس سے تجھے ڈر ہو تو پیغمبر اسلام کی زندگی کو یاد کرو۔ جن کی خوراک جو کی روٹی اور کھجور تھی جن کا بستر کھجور کے پتوں سے بنا ہوا تھا اور اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے یا تیرے مال یا اولاد کو کوئی مصیبت پہنچے تو رسول اللہؐ کی مصیبتوں کو یاد کرو کہ جتنی مصیبتیں (اسلام کی تبلیغ میں) پیغمبر اسلامؐ نے برداشت کیں اتنی مصیبتیں کسی پر نہیں آئیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ایک قبر پر کھڑے ہو کر فرما رہے تھے۔ یہ قبر انسان کی آخری منزل ہے۔ حق یہ ہے کہ اس کی ابتدا (دنیا) سے کنارہ کش رہے اور یہ قبر آخرت کی ابتداء ہے۔ حق یہ ہے کہ انسان اس کے انجام سے خوفزدہ رہے۔

(۲۱) مومن کی مدد' مصیبت کا اس سے دور کرنا اسے خوش کرنا کھانا کھلانا اور اس کی حاجت روائی کرنا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کسی مظلوم مومن کی مدد کرنا ماہ مبارک کے روزہ اور مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھنے سے افضل ہے۔ جو کسی مومن بھائی کی مدد کرے جس مدد پر وہ قادر ہو تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور اگر کوئی مومن بھائی کی مدد کر سکنے کے باوجود نہ کرے اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔

آپؑ نے مزید فرمایا۔ جو کسی مومن سے مصیبت کو دور کرے اللہ تعالیٰ اس سے دنیا اور آخرت کی ستر مصیبتوں کو دور کرے گا۔

پھر فرمایا۔ جو شخص کسی مومن کی مشکل کو حل کرے گا اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی مشکلات کو حل فرمائے گا۔

نیز فرمایا جو کسی مومن کو خوش کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے خوش کرے گا۔

مزید فرمایا کہ جس نے کسی مومن کو خوش کیا اس نے گویا کہ رسول اللہؐ کو خوش کیا اور جس نے رسول اللہؐ کو خوش کیا اس نے اللہ کا تقرب حاصل کیا اور اسی طرح جس نے کسی مومن کو کوئی تکلیف پہنچائی تو گویا کہ اس نے رسول اللہؐ کو تکلیف پہنچائی ......

آپؑ نے فرمایا کہ جو کسی بھوکے مومن کو کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو کسی پیاسے مومن کو پانی پلائے اللہ تعالیٰ اسے جنت کی پاکیزہ سربمہر شراب پلائے گا اور جو کسی مومن کو لباس پہنائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا اور جو کسی مسلمان کی ضرورت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ندا دے گا کہ تیرا ثواب میرے ذمہ ہے اور میں تیرے لئے جنت کے بغیر راضی نہیں ہوں۔

(۲۲) اپنے نفس کا محاسبہ کرنا

پیغمبر اسلامؐ نے ابوذر غفاریؓ کو وصیت کی کہ اے ابوذر اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اس کے تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ تیرا اپنے نفس کا محاسبہ کرنا کل کے محاسبہ سے آسان ہے۔ اپنے نفس کو پرکھ لو قبل اس کے کل اسے پرکھا جائے۔ اپنے آپ کو تیار کر لو اس سے بڑی پیشی کے لئے جس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہو گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذر! انسان اس وقت تک متقین میں سے نہیں ہوتا جب تک اپنے نفس کا اس سے سخت محاسبہ نہ کرے جتنا ایک شریک اپنے دوسرے شریک کا محاسبہ کرتا ہے انسان کو آگاہ ہونا چاہئے کہ اس کا کھانا، پینا، لباس کہاں سے آیا ہے؟ کیا یہ حلال سے ہے یا حرام سے؟

اے ابوذر جو اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے مال کہاں سے کمایا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ اسے جہنم میں کہاں داخل کرے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے بنی آدم تم بھلائی پر رہو گے جب تک تیرا نفس تیرے لئے نصیحت اور محاسبہ کرتا رہے گا۔ اے فرزند آدم تو نے مرجانا ہے پھر تمہیں دوبارہ اٹھایا جائے گا اور اللہ کے دربار میں کھڑا کیا جائے گا۔ پس تو جواب دہی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلے۔

(۲۴) مسلمانوں کے امور کا انتظام کرنا

نبی کریمؐ فرماتے ہیں "جو شخص صبح کرے اور مسلمانوں کے معاملات کا اہتمام (انتظام) نہ کرے وہ مسلمان نہیں"۔

آپؐ نے مزید فرمایا کہ "جو شخص مسلمانوں کے معاملات کے انتظام و انصرام میں کوشش نہ کرے وہ ان میں سے نہیں ہے اور جو مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارنے والے کی آواز سنے اور اس کا کوئی جواب نہ دے تو وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کسی مومن پر اس کے بھائی کی طرف کوئی حاجت پیش ہو اور وہ اس کو پورا نہ کر سکتا ہو لیکن اس کا دل اہتمام کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو اس اچھی فکر کی وجہ سے جنت میں

داخل کرے گا۔

(۲۴) سخاوت، بخشش اور ایثار

کلام مجید میں ارشاد ہے۔ "ویوثرون علیٰ انفسھم و لوکان بھم خصاصۃ"

(سورہ الحشر، آیت ۹)

ترجمہ۔ "وہ اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم کرتے ہیں چاہے انہیں کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو"۔

رسول اللہؐ نے فرمایا۔ "اللہ کے نزدیک دوستی کا معیار اور پیمانہ سخاوت اور اچھا اخلاق ہے"۔

نیز آپؐ نے فرمایا۔ "کھانا کھلانا، سلام کرنا اور اچھے انداز میں بات کرنا گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہیں"۔

آپؐ نے مزید ارشاد فرمایا۔ "سخی کے گناہ سے درگذر کرو کیونکہ سخی آدمی کو جب بھی کوئی ٹھوکر لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جنت سخیوں کا گھر ہے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "لوگوں میں ایمان کے لحاظ سے سب سے افضل وہ ہے جس کا ہاتھ سب سے کھلا ہے۔ یعنی وہ سخاوت کرتا رہتا ہے۔

(۲۵) اہل و عیال پر خرچ کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر آپ ایک دینار اہل و عیال پر خرچ کریں، ایک دینار فی سبیل اللہ خرچ کریں، ایک دینار غلام کو آزاد کرنے پر خرچ کریں، ایک دینار کسی مسکین کو صدقہ دیں تو سب سے زیادہ ثواب اس

دینار کا ہے جو آپ نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا ہے۔

(۲۶) گناہان صغیرہ اور کبیرہ پر توجہ اور ان پر پشیمان ہونا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

یا ایھا الذین امنو توبوا الی اللّٰہ توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم و یدخلکم جنات تجری من تحتھا الانھار

(سورۃ التحریم، آیت ۸)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! خلوص دل کے ساتھ توبہ کرو عنقریب تمہارا پروردگار تمہاری برائیوں کو مٹا دے گا اور تمہیں ان جنتوں میں داخل کر لے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔

مزید فرمایا۔ "وتوبوا الی اللّٰہ جمیعا" ایھا المومنون لعلکم تفلحون"

(سورۃ النور، آیت ۳۱)

ترجمہ۔ "اور صاحبان ایمان تم اللہ کے دربار میں توبہ کرتے رہو کہ شاید اسی طرح تمہیں فلاح اور نجات حاصل ہو جائے"۔

ارشاد گرامی ہے۔ "ان اللّٰہ یحب التوابین و یحب المطھرین"

(سورۃ البقرہ، آیت ۲۲۲)

ترجمہ۔ بہ تحقیق اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

"وھوالذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفو عن السیات و یعلم ماتفعلون"

(سورۃ الشوریٰ' آیت ۲۵)

ترجمہ۔ "اور وہی جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں کو معاف کرتا ہے اور وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے"۔

ارشاد پروردگار ہے۔ "قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا" انہ ھوالغفور الرحیم"

(سورۃ الزمر' آیت ۵۳)

ترجمہ۔ "پیغمبرؐ آپ پیغام پہنچا دیجئے کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہے اور وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے محمد بن مسلم سے فرمایا۔ اے محمد بن مسلم مومن جب گناہوں سے توبہ کرے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ مومن کو توبہ اور مغفرت کے بعد اپنے عمل کی ابتدا کرنی چاہئے۔ آگاہ رہو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول اور اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

آپ نے مزید فرمایا۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہو جاتا ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔

گناہوں پر باقی رہ کر استغفار کرنے والا مزاح کرنے والے کی طرح ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو مومن گناہ کرنے کے بعد اس پر پشیمان ہو اللہ تعالیٰ اس کے استغفار سے پہلے اس کے گناہ کو معاف کر دیتا ہے۔

آپؑ نے مزید فرمایا بندہ مومن کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کو اس طرح خوشی ہوتی ہے جیسے تم میں سے کسی کو اپنی گم شدہ چیز کے ملنے کے وقت خوشی ہوتی ہے۔

باپ :- اس کے علاوہ بھی کتب فقہ اور احادیث میں اچھے کاموں کا ذکر ہے آپ ان کا مطالعہ کریں۔

بیٹا :- میں نے اپنے والد محترم سے کہا۔ آپ نے مجھے اچھے کام تو بتا دیئے۔ برے کام کون سے ہیں؟ یا جن کو برا شمار کیا جاتا ہے؟

باپ :- تو انہوں نے فرمایا منکرات (برے کام) بہت سارے ہیں۔ میں ان میں سے کچھ تمہارے لئے شمار کرتا ہوں لیکن شرط وہی پہلے والی ہے۔

بیٹا :- آپ کی مراد یہ ہے کہ میں ان سے اجتناب کرنے کا وعدہ کروں؟

باپ :- ہاں

بیٹا :- میں آپ سے اس کا وعدہ کرتا ہوں۔

باپ :- اب میں کچھ منکرات کا ذکر کرتا ہوں۔

بیٹا :- میرے باپ نے اپنے حافظہ اور کچھ کتب کی مدد سے منکرات کو بیان کرنا شروع کیا۔

(۱) ظلم

اللہ تعالیٰ کا کتاب مقدس میں ارشاد ہے۔ و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

(سورۃ الشعراء آیت ۲۲۷

ترجمہ۔ "اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو گا کہ وہ کس جگہ پلٹا دیئے جائیں

گے۔"

حضرت امام علیؑ فرماتے ہیں۔ سب سے بڑا گناہ ناجائز طریقے سے کسی مسلمان کا مال کھانا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جب میرے والد امام زین العابدین علیہ السلام کی شہادت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔ پھر فرمایا میرے بیٹے میں تمہیں وہی وصیت کر رہا ہوں جو مجھے میرے باپ نے اپنی شہادت کے وقت کی تھی۔ انہوں نے اسی وصیت کو بیان کیا۔

اے بیٹے - ظلم سے بچو - اللہ تمہارا مددگار ہوگا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ظلم کرنے والے کی جان، اولاد اور مال سے ظلم کا بدلہ لے لیا جاتا ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا۔ جو شخص اپنے بھائی کا مال ناجائز طریقے سے کھائے اور اس کو واپس نہ کرے تو گویا اس نے قیامت کے دن جہنم کی آگ کا دہکتا ہوا انگارا کھایا ہے۔

(۲) ظلم پر اعانت کرنا اور اس پر راضی ہونا

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے اس کی مدد کے لئے چلے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں سب سے برا وہ ہے جو دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ ڈالے اور اس سے بھی برا وہ ہے جو اپنی آخرت کو غیر کی دنیا کے بدلے بیچ ڈالے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ ظلم کرنے والا۔ اس کا مددگار۔ ظلم پر راضی ہونے والا تینوں اس میں شریک ہوں گے۔

نیز فرمایا۔ جو کسی ظالم کی وکالت کرے اللہ تعالیٰ ظالم کو اس پر مسلط کرے گا وہ

دعا کرے گا اس کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

آپؐ نے اپنے اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔ مسلمان مظلوم پر ظلم کرنے والے شخص کی اعانت کرنے سے بچو! کیونکہ مظلوم کی دعا خدا قبول کرتا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ فرمایا کرتے تھے مسلمان مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا۔ جو آدھے کلمہ کے ذریعہ مومن کے قتل پر مدد کرے گا وہ شخص قیامت کے دن آئے گا اور اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔

آیس من رحمة اللہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

مزید فرمایا۔ قیامت کے دن ایک شخص دوسرے شخص کے پاس آئے گا اور وہ اپنے خون سے آلودہ ہوگا اور کہے گا اے بندہ خدا تجھے مجھ سے کیا سروکار تھا؟ تو نے فلاں روز میرے قتل میں ایک لفظ کے ساتھ مدد کی پس مجھے قتل کر دیا گیا۔

(۳) وہ شریر لوگ جن کے شر سے بچا جاتا ہے

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے۔ لوگوں میں اللہ کے ہاں سب سے برا وہ ہے جس کا احترام اس کے شر سے بچنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کی مخلوق میں سب سے ناپسندیدہ وہ ہے کہ لوگ جس کی زبان (کے شر) سے بچیں۔

(۴) قطع رحمی

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم

(سورۃ محمد ایت ۲۲)

ترجمہ۔ کیا تم سے کچھ بعید ہے کہ تم صاحب اقتدار بن جاؤ تو زمین میں فساد

برپا کرو اور قرابت داروں سے قطع تعلقات کر لو۔

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں۔ تم قطع رحمی نہ کرو اگرچہ تم سے قطع رحمی کی جائے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "کتاب علیؑ" میں ہے کہ جس شخص میں میں تین صفات ہوں وہ کبھی نہیں مرتا جب تک ان کا عذاب دنیا میں نہیں دیکھ لیتا۔ ظلم و فساد کرنے والا' قطع رحمی کرنے والا اور جھوٹی قسم کھانے والا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کا مدمقابل ہوگا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ایک شخص رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ اسلام میں کونسا عمل افضل ہے فرمایا۔ ایمان باللہ۔ پھر کونسا؟ فرمایا صلہ رحمی - پھر کونسا؟ فرمایا امر بالمعروف اور نہی از منکر

آپؑ نے فرمایا۔ کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ! کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ فرمایا شرک باللہ عرض کیا اس کے بعد فرمایا قطع رحمی۔ عرض کیا پھر؟ فرمایا برائی کی دعوت دینا اور نیکی سے روکنا۔

(۵) غصہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص غصے میں ہو جب تک وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا ہرگز راضی نہیں ہوگا (جب تک کسی گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا اس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوگا) جب بھی کوئی شخص کسی قوم پر غصے میں ہو اور وہ کھڑا ہو تو اسے بیٹھ جانا چاہیے۔ اس سے شیطان اپنی کاروائی میں ناکام ہو جائے گا۔ اور جب کوئی شخص کسی رشتہ دار پر غصہ کرتا ہے تو اس کے قریب ہو جائیں اور اس کو پکڑ لیں۔ کیونکہ اگر کوئی رشتہ دار اس سے اپنے آپ کو چھوئے گا تو وہ خاموش ہو جائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ غصہ ہر برائی کی چابی ہے۔

(۷) تکبر

اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے ادخلوا ابواب جھنم خالدین فیھا فبئس المتبکرین

(سورۃ الزمر آیت ۷۲)

ترجمہ۔ (اور کہا جائے گا) کہ "اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اور اس میں ہمیشہ رہو اور تکبر کرنے والوں کا بہت برا ٹھکانا ہوتا ہے۔"

ولا تصعر خدك للناس ولا تمش فی الارض مرحا ان اللّٰہ لا یحب کل مختال فخور

(سورۃ لقمان آیت ۱۸)

ترجمہ۔ "اور خبردار لوگوں کے سامنے اکڑ کر منہ نہ پھلا لینا اور زمین میں غرور کے ساتھ نہ چلنا کہ خدا اکڑنے والے اور مغرور کو پسند نہیں کرتا۔"

رسول اکرمؐ نے فرمایا! اکثر جہنمی متکبرین ہوں گے۔

نیز فرمایا۔ "جو شخص متکبرانہ چال چلے اللہ کی زمین' جو کچھ زمین کے نیچے ہے اور جو کچھ اس کے اوپر ہے سب اس شخص پر لعنت کرتے ہیں۔"

پھر فرمایا۔ "جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اس کی چال میں تکبر ہو وہ قیامت کے دن اللہ سے ملاقات کرے گا اس حالت میں کہ خدا غضبناک ہوگا۔"

حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ علیہما السلام فرماتے ہیں جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے دن اللہ سے تمام لوگوں میں سے سب سے دور مغرور و سرکش ہوں گے۔

(۷) یتیموں کا ناجائز طریقے سے مال کھانا

قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ ان الذین یاکلون اموال الیتامٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم ناراً و سیصلون سعیرا ○

(سورۃ النساء آیت ۱۰)

ترجمہ۔ "اور جو لوگ ظالمانہ انداز سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ درحقیت اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب واصل جنہم ہوں گے۔"

(۸) جھوٹی قسم کھانا

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام "کتاب علی" سے نقل فرماتے ہیں کہ جھوٹی قسم اور قطع رحی گھروں کو گھر والوں سمیت تیزی سے تباہ کر دیتے ہیں۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص جھوٹی قسم کھائے یہ جانتے ہوئے کہ وہ جھوٹا ہے تو گویا وہ اللہ تعالٰی کے مقابلے میں آ گیا۔

(۹) جھوٹی گواہی دینا

حضرت نبی آخر الزمانؐ نے فرمایا جھوٹی گواہی دینے والا غیر خدا کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص کسی کے مال کے خلاف جھوٹی گواہی دے جو اس کے ہاتھ سے نکل جائے تو اللہ تعالٰی اس کے لئے جنہم کے اوپر ایک تنگ جگہ قرار دے گا۔

(۱۰) دھوکہ و فریب

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو کسی مسلمان سے دھوکہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حضرت امام علیؑ فرماتے ہیں اگر مکر و فریب جہنمیوں کا کام نہ ہوتا تو پورے عربوں میں سب سے زیادہ میں زیرک تھا۔ جیسا کہ حضرت نے نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۹۸ میں فرمایا۔ معاویہ مجھ سے زیادہ ہوشیار نہیں مگر فرق یہ ہے کہ وہ

غداریوں سے چوکتا نہیں اور بدکرداریوں سے باز نہیں آتا اگر مجھے عیاری و عذاری سے نفرت نہ ہوتی تو میں سب لوگوں سے زائد ہوشیار اور زیرک ہوتا لیکن ہر غداری گناہ اور ہر گناہ' حکم خدا کی نافرمانی ہے۔ نہج البلاغہ مترجم مفتی جعفر حسین"

(۱۱) مومن کو حقیر جاننا خصوصاً" فقیر مومن کو حقیر اور کمزور سمجھنا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کسی مومن فقیر کو حقیر نہ جانو۔ کیونکہ جو کسی مومن کو حقیر اور کمزور جانے گا اللہ تعالیٰ اسے حقیر و کمزور سمجھے گا۔ وہ اللہ کا ناپسندیدہ ہوگا جب تک اپنے کام سے باز نہ آئے گا اور توبہ نہ کرے گا۔

نیز فرمایا جو کسی مومن کو تنگ دستی کی وجہ سے ذلیل سمجھے اللہ قیامت کے دن اسے تمام مخلوق کے سامنے ذلیل و رسوا کرے گا۔

(۱۲) حسد

قرآن حکیم میں ارشاد ہے و من شر حاسد اذا حسد

(سورۃ الفلق آیت ۵)

ترجمہ۔ میں پناہ لیتا ہوں صبح کے مالک ...... "اور ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب بھی وہ حسد کرے۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ نیز فرمایا مومن رشک کرتا ہے اور حسد نہیں کرتا' منافق حسد کرتا ہے اور رشک نہیں کرتا۔

(رشک یعنی کسی دوسرے کی نعمت وغیرہ کے مثل اپنے لئے چاہنا مگر اس کے زوال کی خواہش نہ کرنا۔ یعنی کسی کے حال پر رشک کرنا۔ اور حسد جس کے پاس کوئی نعمت یا اچھی چیز ہے تو اس کے زوال کی خواہش کرکے اپنے لئے

چاہنا)

نیز فرمایا۔ کفر کی تین بنیادیں ہیں۔ حرص (لالچ) تکبر اور حسد

(۱۳) غیبت

کتاب الٰہی میں ارشاد ہے۔

ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکر ھتموا

(سورۃ الحجرات آیت ۱۲)

ترجمہ۔ اور خبردار ایک دوسرے کے عیب تلاش نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کرو کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ یقیناً تم اسے برا سمجھو گے۔

حضرت ختمی مرتبتؐ نے فرمایا۔ غیبت کرنے سے بچو! کیونکہ غیبت زنا سے بھی زیادہ بری ہے۔ اگر کوئی شخص زنا کرے اور توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کا گناہ معاف نہیں ہوگا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ غیبت ہر مسلم مرد و عورت پر حرام ہے۔ کیونکہ غیبت نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ "جس شخص کے سامنے کسی مومن بھائی کی غیبت کی جا رہی ہو اور وہ اس مومن بھائی کی مدد نہ کرے، اس کا دفاع نہ کرے جبکہ وہ مدد کرنے پر قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں ذلیل کرے گا۔"

(۱۴) مال کی محبت اور دنیا کا لالچ

ارشاد ربانی ہے یا ایھا الذین آمنوا لا تلھکم اموالکم ولا لولاد کم عن ذکر اللہ و من یفعل ذالک فاولئک ھم الخاسرون

(سورۃ المنافقون آیت ۹)

ترجمہ۔ "اے ایمان والو! خبردار تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہیں یاد خدا سے غافل نہ کر دے کہ جو ایسا کرے گا وہ یقیناً خسارہ پانے والوں میں شمار ہوگا۔"

ایک اور مقام پر فرمایا۔ واعلموا انما اموالکم و اولاد کم فتنۃ

(سورۃ الانفال آیت ۲۸)

ترجمہ۔ "اور جان لو کہ یہ تمہاری اولاد اور اموال ایک آزمائش ہیں۔"

سرتاج انبیاء نے فرمایا۔ جو شخص صبح کرے اور اس کا سب سے بڑا مسئلہ امور دنیا ہوں تو وہ اللہ کے ہاں کسی شمار میں نہیں۔

نیز فرمایا۔ میرے بعد زمانہ آئے گا دنیا تمہارے ایمان کو اس طرح کھا جائے گی جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا۔ دنیا نے اہل دنیا کو پکارا جس نے دنیا سے ضرورت سے زائد حصہ لیا اس نے موت کو خریدا جس کا وہ شعور نہیں رکھتے۔

آپؐ ہی کا ارشاد ہے دنیا اور درھم نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا اور تمہیں بھی ہلاک کر دیں گے نیز ارشاد فرمایا جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا۔

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ میں نے اچھائی کو دیکھا کہ جو ساری کی ساری اس شخص میں جمع تھی جو دنیا سے کنارہ کش تھا۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ برا بندہ وہ ہے کہ لالچ جس کی مہار ہاتھ میں پکڑے اور برا عبد وہ ہے کہ دنیا کی محبت و رغبت اس کو ذلیل کرے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ہر غلطی کی بنیاد دنیا کی محبت ہے۔

(۱۵) تہمت لگانا' زبان سے گالی دینا

حضرت پیغمبر اسلام ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا اگر گالی مثال و نمونہ ہو تو یہ بری مثال ہے۔ نیز فرمایا۔ گالی دینے والے' بیہودہ کلام کرنے والے۔ سوال کرنے والے اور قسم کھانے والے کو اللہ ناپسند کرتا ہے۔

مزید فرمایا۔ مومن کو گالی دینا فسق' اس کو قتل کرنا کفر۔ اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) گناہ ہے اس کا مال بھی اس کے خون کی طرح محترم ہے۔

عمرو بن نعمان جعفی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک دوست تھا جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک دن اس شخص نے اپنے غلام سے کہا۔ اے برائی کرانے والی عورت کے بیٹے تم کیا ہو؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام نے سر بلند کیا اور اپنا ہاتھ پیشانی پر رکھتے ہوئے فرمایا۔ سبحان اللہ ! تو اس کی ماں پر زنا کی تہمت لگا رہا ہے۔ میں تجھے پرہیز گار سمجھتا تھا پس تو پرہیز گار نہیں ہے۔ اس نے کہا۔ میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ اس کی ماں "سندیہ" مشرکہ ہے۔

آپؑ نے فرمایا۔ "کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہر مذہب کا اپنا نکاح ہوتا ہے۔ دور ہو جا مجھ سے"۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس کو امام علیہ السلام کے ساتھ چلتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

(۱۶) عقوق الوالدین

وقضی ربکْ الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا اما یبلغن عندکْ الکبر احدھما او کلا ھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما و قل لھما قولاً کریماً۔

(سورۃ الاسراء آیت ۲۳)

ترجمہ۔ "اور آپ کے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم سب اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاو کرو اور اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو خبردار ان سے اف بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان سے ہمیشہ شریفانہ گفتگو کرتے رہنا۔"

رسول خداؐ نے فرمایا۔ "والدین کی نافرمانی سے بچو"۔ نیز آپؐ نے فرمایا "جو اپنے والدین پر ناراض ہوا اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں"۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ماں باپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کا بیٹا اپنے باپ کے بازو پر سہارا لے کر چل رہا تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے باپ نے اس کام سے نفرت کرتے ہوئے اس سے زندگی بھر کلام نہ کی حتی کہ وہ دنیا سے چل بسا"۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جو والدین کی طرف نفرت کی نگاہ سے دیکھے اگرچہ والدین اس کے ساتھ ناانصافی کرنے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ اس کی نماز کو قبول نہیں کرے گا۔

آپؑ نے فرمایا! "اگر اللہ کے نزدیک "اف" سے کم درجہ کی نافرمانی کے لئے کوئی لفظ ہوتا تو اللہ اس سے بھی روکتا والدین کی طرف غصہ کی نظر سے دیکھنا بھی ان کی نافرمانی ہے۔"

(۱۷) جھوٹ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ انما یفتری الکذب الذین لا یومنون۔

(سورۃ ۱۶' آیت ۱۰۵)

ترجمہ۔ یقیناً غلط الزام لگانے والے صرف وہی افراد ہوتے ہیں جو ایمان نہیں

رکھتے۔ نیز فرمایا۔ فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم الی یوم یلقونه بما اخلفوا اللہ ماوعدوہ و بما کانوا یکذبون۔

(سورۃ التوبہ' آیت ۷۷)

ترجمہ۔ "کہ بخل نے ان کے دلوں میں نفاق راسخ کر دیا۔ اس دن تک کے لئے جب یہ خدا سے ملاقات کریں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے خدا سے کئے ہوئے وعدہ کی مخالفت کی اور جھوٹ بولتے ہیں۔"

رسول پاکؐ نے فرمایا! یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تو مومن بھائی سے بات کرتے ہوئے جھوٹ بول رہا ہو اور وہ تجھے سچا سمجھ رہا ہو۔ نیز آپؐ نے فرمایا۔ جھوٹ رزق کو کم کر دیتا ہے۔

امام علیؑ نے فرمایا! کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کا ذائقہ نہیں چکھ سکتا حتیٰ کہ وہ مزاح اور سنجیدگی دونوں حالتوں میں جھوٹ کو ترک نہ کر دے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا! "ہر چھوٹے و بڑے جھوٹ سے اجتناب کرو چاہے وہ سنجیدگی میں ہو یا مزاح کی صورت میں۔ بے شک انسان جب معمولی جھوٹ بولے تو بڑے پر جرات کر بیٹھتا ہے۔"

حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا! تمام برائیاں ایک گھر میں بند ہیں جن کی چابی جھوٹ ہے۔

(۱۸) وعدہ خلافی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم الی یوم یلقونه بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ

(سورۃ التوبہ' آیت ۷۷)

ترجمہ۔ "ان کے بخل نے ان کے دلوں میں نفاق راسخ کر دیا ہے اس دن تک کے لئے جس دن یہ خدا سے ملاقات کریں گے اس لئے کہ انہوں نے خدا

سے کئے ہوئے وعدے کی مخالفت کی۔"

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔ آپؐ نے فرمایا۔ منافق کی چار علامتیں ہیں۔ جس شخص میں ان چار علامتوں میں کوئی ایک علامت موجود ہو تو وہ منافق ہو گا یہاں تک کہ اس کو ترک کر دے۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) وعدہ کی خلاف ورزی کرے۔ (۳) جب معاہدہ کرے تو اس میں دھوکہ کرے یعنی توڑ دے جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے

۱۹) گناہ پر مصر رہنا اس کو نہ چھوڑنا نہ اس پر پشیمان ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذکروا اللّٰه فاستغفر والذنو بهم و من یغفر الذنوب الا اللّٰه و لم یصروا علی ما فعلوا و هم یعلمون ○ اولائک جزاهم مغفرة من ربهم و جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها فنعم اجر العاملین

(سورۃ آل عمران آیت ۱۳۴-۱۳۵)

ترجمہ۔ "اور وہ لوگ وہ ہیں جب کوئی نمایاں گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کرکے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں اور خدا کے علاوہ کون گناہوں کا معاف کرنے والا ہے۔؟ اور وہ اپنے کئے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔ یہی وہ ہیں جن کی جزاء مغفرت ہے اور وہ جنت ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور عمل کرنے کی یہ بہترین جزا ہے۔"

حضرت پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا۔بد بختی کی علامات میں سے ایک علامت گناہ پر اصرار کرنا۔

حضرت امام علیؑ نے فرمایا۔ سب سے بڑا گناہ وہ ہے جس کو بار بار بجا لایا جائے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے نیک عمل کو اس وقت تک پسند نہیں کرتا جب تک وہ کسی گناہ پر اصرار کرتا رہے۔

(۲۰) قیمت بڑھنے کے ارادہ سے ذخیرہ اندوزی

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے غذائی اشیاء خریدیں اور چالیس دن تک اپنے پاس ذخیرہ کئے رکھا تاکہ مسلمانوں کو مہنگے دام فروخت کرے پھر اس کو بیچ ڈالے۔ اور اس سے حاصل ہونے والی قیمت سے صدقہ بھی دے تو اس کا یہ صدقہ دینا اس کے گناہ کا کفارہ نہیں ہوگا۔ مزید فرمایا۔ جو شخص چالیس روز تک ناجائز ذخیرہ اندوزی کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام کر دیتا ہے۔

آپؐ ہی کا فرمان ہے جو شخص چالیس روز تک کھانے پینے کی اشیاء کو ذخیرہ کرے اس نیت سے کہ پھر مہنگے داموں فروخت کرے گا تو وہ اللہ سے اور اللہ اس سے بری ہے۔

(۲۱) ملاوٹ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو کسی مسلمان سے ملاوٹ (کے ذریعہ دھوکہ) کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ نیز فرمایا۔ آگاہ رہو جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا اور جس نے اپنے مسلمان بھائی سے ملاوٹ کی اللہ اس کے رزق سے برکت اٹھا لیتا ہے اور اس کی معیشت کو تباہ کر دیتا ہے اور اس کو خود اس کے اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ پیغمبر اسلامؐ مدینہ کے بازار میں ایک دکان سے

گذرے پس دکاندار سے فرمایا۔ یہ کھانے کی اشیاء اچھی ہیں۔ ان کا نرخ کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ آپ اس غذائی مواد میں ہاتھ داخل کریں۔ چنانچہ حضور نے ایسا ہی کیا اندر سے غذائی مواد نکالا تو وہ ردی تھا۔ پس آپؐ نے دکاندار سے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو مسلمانوں کے ساتھ خیانت اور ملاوٹ کے ذریعہ دھوکہ کر رہا ہے۔

(۴۲) اسراف

میانہ روی اختیار نہ کرنا' فضول خرچی اور مال کا ضائع کرنا' ارشاد پروردگار ہے

و کلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین

(سورۃ الاعراف آیت ۳۱)

ترجمہ۔ "کھاؤ' پیو مگر اسراف نہ کرو خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

ایک اور مقام پر فرمایا و ان المسرفین هم اصحاب النار

(سورۃ غافر آیت ۴۲)

ترجمہ۔ "بے شک زیادتی کرنے والے ہی دراصل جہنم والے ہیں"۔

نیز فرمایا - ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین و کان الشیطان لربه کفورا

(سورۃ الاسراء آیت ۲۸)

ترجمہ۔ "اسراف کرنے والے شیاطین کے بھائی بند ہیں اور شیطان تو اپنے پروردگار کا بہت بڑا انکار کرنے والا ہے"۔

حضرت امیرالمومنین علیؑ نے فرمایا۔ "بے شک اللہ جب کسی بندے سے خیر و بھلائی چاہتا ہے تو اسے میانہ روی' حسن تدبیر' اور بری تدبیر سے بچنے اور اسراف سے اجتناب کی توفیق عطا کرتا ہے"۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کہ اللہ جس کو عطا کرتا ہے یہ بندے کی فضیلت و شرف کی وجہ سے عطا کرتا ہے اور جس کو محروم کرتا ہے یہ اس کی حقارت کی وجہ سے ہوتا ہے؟ بلکہ اللہ کا مال انسانوں کے پاس امانت ہے۔ اس نے ان کے لئے جائز قرار دیا کہ وہ کھانے' پینے نکاح کرنے' سواری کرنے وغیرہ میں میانہ روی اختیار کریں اور جو اس سے بچ جائے وہ فقراء مومنین کو دے دیں۔ اس کے ذریعہ وہ جمع کریں اپنے پراگندہ کو پس جس نے ایسا کیا اس نے حلال کھایا۔ حلال پیا۔ جائز سواری کی۔ اور جائز طریقے پر نکاح کیا۔ اور جس نے اس کے خلاف کیا اس نے حرام کیا۔ پھر فرمایا۔

ولا تسرفوا ان اللّٰه لا یحب المسرفین اسراف نہ کرو اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ میانہ روی کو اللہ پسند اور اسراف و فضول خرچی کو ناپسند کرتا ہے۔

گٹھلی اگر کسی کام آسکتی ہو تو اس کا پھینکنا اور بچے جانے والے پانی کا پھینکنا یہ بھی اسراف ہے۔

(۲۳) واجبات میں سے کسی واجب کو ترک کرنا جیسے نماز روزہ

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کرے اس کا خدا اور رسول سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص واجبات میں سے کسی واجب کو ترک کر دے یا گناہان کبیرہ میں سے کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے تو نہ تو اللہ اسے پاک کرے گا اور نہ ہی اس کی طرف نظر رحمت کرے گا۔ حضرت امام علیہ السلام نے مزید فرمایا۔ بے شک اللہ نے اپنے بندے کو حکم دیا اور اللہ کے مقابلے میں شیطان نے بھی

اس کو حکم دیا۔ پس اس بندے نے اللہ کے حکم کو چھوڑ کر شیطان کے حکم کو مانا۔ لہٰذا ایسا شخص جہنم کے ساتویں طبقے میں ہوگا۔

منکرات ان کے علاوہ بھی ہیں ۔ اگر آپ معلوم کرنا چاہیں تو فقہ اور حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اس کے بعد بڑی تاکید کے ساتھ میرے والد محترم نے فرمایا۔ جبکہ ان کی آواز سے پختگی اور رعب کے آثار نمودار تھے میں امر بالمعروف اور نہی از منکر کی گفتگو کو بعض عظیم مراجع کرام کی گفتگو کے ساتھ اختتام تک پہنچاتا ہوں۔ ان کا فرمان ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے افراد میں سے سب سے باعظمت' بلند' مستحکم امر خصوصاً" دینی راہنماؤں کے لئے یہ ہے کہ وہ خود بھی معروف چاہے واجب ہو یا مستحب کی رداء کو زیب تن کریں اور منکر چاہے حرام ہو یا مکروہ کی رداء اپنے بدن سے اتار پھینکیں ۔ اور اخلاق حسنہ کے ذریعہ اپنے نفس کو آراستہ کریں۔ اخلاق رذیلہ سے اپنے نفس کو پاک رکھیں اس لئے کہ یہ لوگوں کے معروف کو بجا لانے اور منکر کو ترک کرنے کا مستقل سبب بن سکتا ہے۔ اور خصوصاً" جب اس عملی فریضہ کو مواعظ حسنہ کے ذریعے مکمل کرے کہ جس میں جنت اور اس کی نعمتوں کی ترغیب بھی ہو جہنم اور اس کی سختیوں سے ڈرانا بھی ہو۔ تو اس کا اثر زیادہ ہوگا اس لئے کہ ہر مقام اور جگہ کی مناسبت سے خاص گفتگو کی جاتی ہے اور ہر بیماری کا خاص علاج ہوا کرتا ہے اور یہ جان لیں کہ روح اور عقل کا علاج بدنوں اور جسموں کے علاج سے زیادہ مشکل ہے۔

جو شخص اس روشن طریقہ کو اپنائے گا وہ امر بالمعروف اور نہی از منکر کے اعلیٰ ترین افراد کو بجا لائے گا۔ یعنی یہ امر بالمعروف اور نہی از منکر کے فریضہ کے بجالانے کا بہترین انداز ہوگا۔ اور امر بالمعروف اور نہی از منکر کی گفتگو کے ساتھ ہی ہم اپنی گفتگو کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔

میرے والد گرامی نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ

وہ ہماری اس کوشش کو اور گفتگو کو خالص آپ اور آپ کے دوسرے مومن بھائیوں کے لئے فائدہ مند قرار دے۔

میں کل کی گفتگو کو عام لوگوں کے سوالات کے جوابات کے ساتھ مختص کروں گا کہ جن سوالوں کا انتخاب آپ کریں گے اور وہ سوالات شاید ایسے ہوں جو ہماری گذشتہ گفتگو میں زیر بحث نہیں آئے۔ یا مختصر طور پر ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بعض سوالات ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو ہماری سابقہ بحثوں سے خارج ہوں۔

میں نے عرض کیا کہ یہ بہت عمدہ فکر ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ یہ بہت فائدہ مند ثابت ہوگی۔ اس کے بعد والد محترم نے فرمایا کل کی نشست تک خدا حافظ و ناصر۔

متفرق مسائل

والد گرامی کے رخصت ہو جانے کے بعد میں نے امربالمعروف اور نھی ازمنکر کی گفتگو کے اوراق کو سمیٹنا شروع کیا تاکہ ایک مستقل موضوع پر ہونے والی گفتگو پایہ تکمیل تک پہنچ سکے۔ اور اس کے بعد آنے والی گفتگو کے لئے میں ایک خاص فائل کھول سکوں اور کل کے لئے سوالات اور گفتگو کا رخ بھی متعین کر سکوں۔

میں نے چند لمحات ہی میں بنیادی سوالات کا ڈھانچہ تیار کر لیا۔

گفتگو کا وقت قریب آیا -والد محترم تشریف لائے۔ انہوں نے سلام کیا۔ اپنی مسند پر رونق افروز ہوئے۔ حمد خدا بجا لائے۔ حسب وعدہ سوالات و جوابات کی صورت میں عام گفتگو شروع کی۔ میں نے سوالات کرنا شروع کئے تو وہ ان کے جوابات دیتے رہے۔

سوال :- بیٹا۔ ایک شخص نے ایسی گھڑی پہنی ہوئی ہے جس کا پٹہ اس چمڑے کا بنا ہوا ہے جو یورپ یا دیگر غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا گیا ہے اور اس شخص کو علم نہیں کہ چمڑا کسی ایسے حیوان کا ہے جسے شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا تھا۔ یا کسی اور حیوان کا ہے جسے شرعی طریقہ پر ذبح نہیں کیا گیا۔ اور وہ شخص گھڑی باندھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہو گا؟

جواب :- باپ۔ اس کی نماز باطل ہے ہاں اس صورت میں نماز صحیح ہے کہ جب اسے یقین ہو کہ گھڑی کا پٹہ اس حیوان کے چمڑے سے بنا ہوا ہے جس کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا تھا۔

سوال :- اگر پینٹ کا بیلٹ اور بٹوا اسی قسم کے چمڑے سے بنا ہوا جس کا ذکر سابقہ سوال میں ہو چکا ہے نماز میں بیلٹ باندھا ہوا ہو اور بٹوا جیب میں ہو تو نماز کا کیا حکم ہو گا؟

جواب :۔ ان میں بھی نماز نہیں ہو سکتی مگر یہ کہ یقین ہو کہ یہ دونوں اس حیوان کے چمڑے سے بنی ہوئی ہیں جس کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا تھا۔

سوال :۔ فرض کریں اگر وہ بھول کر ان میں نماز پڑھنا شروع کر دے۔ دوران نماز یاد آجائے اور اس صورت میں ان کو اتار دے تو ؟

جواب :۔ تو بھی نماز باطل ہو گی۔

سوال :۔ واشنگ مشین جس کا کر پانی سے کنکشن منقطع ہونے کے بعد مشین کے اندر کپڑے کو گھما کر خشک کیا جاتا ہے تو کیا بغیر نچوڑنے کے وہ کپڑا پاک ہو جائے گا؟

جواب :۔ ہاں وہ کپڑا پاک ہے۔ بشرطیکہ پاک کرنے کے دیگر تمام شرائط اس میں موجود ہوں۔

سوال :۔ بسا اوقات گیلے ہاتھوں سے بعض ایسے لوگوں سے مصافحہ کرتا ہوں کہ جن کے متعلق مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ یہ شخص کافر ہے یا مسلمان ؟ تو میرے لئے کیا حکم ہے کہ میں پہلے تسلی کروں کہ یہ شخص مسلمان ہے یا کافر ؟ یا تسلی کرنا واجب نہیں ؟

جواب :۔ ان سے پوچھنا واجب نہیں ہے۔ آپ اپنے ہاتھ کو پاک سمجھیں۔

سوال :۔ یونیورسٹیوں کے طلبہ ' تاجر' سیاح وغیرہ جو یورپ یا دیگر غیراسلامی ممالک میں سفر کرتے ہیں۔ اور ان کی روزمرہ کی زندگی میں وہاں کے کسی نہ کسی باشندے کے گیلے ہاتھوں سے مصافحہ یا ہوٹلوں' حجام کی دکان' ڈاکٹر یا ڈرائکلینرز کی دکان پر ان سے ہاتھ کسی نے کسی طریقے سے مس ہو جاتے ہیں تو ایسے موقعوں پر ان افراد کی کیا ذمہ داری ہے ؟

جواب :۔ اگر یہ لوگ عیسائی یا یہودی یا مجوسی ہوں تو وہ ان کو پاک سمجھیں مگر یہ کہ وہ کسی بیرونی نجاست کے ساتھ نجس نہ ہو۔

سوال :۔ اگر میں کسی ایسے گھر میں داخل ہوں جس میں مجھ سے پہلے کوئی غیر مسلم رہ چکا ہو تو کیا میں اس گھر کو پاک سمجھوں ؟

جواب :۔ ہاں۔ آپ ہر چیز کو پاک سمجھیں جب تک آپ کو اب یا اس سے پہلے اس چیز کے ساتھ نجاست لگنے کا یقین نہ ہو۔

سوال :۔ ایک شخص کو یقین ہے کہ اس کے گزشتہ غسلوں میں سے بعض غسل یقیناً باطل ہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ کتنے ہیں؟ تو فرمائیں اس کی سابقہ نمازوں اور روزہ کا کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ اس کے روزے صحیح ہیں اگرچہ اس کا غسل باطل ہی تھا البتہ ہر اس نماز کو دوبارہ پڑھے گا جو اس نے باطل غسل کے بعد پڑھی ہے۔

سوال :۔ کیا کرنسی نوٹوں پر سجدہ کیا جا سکتا ہے ؟

جواب :۔ اگر وہ ایسی چیز سے بنے ہوئے ہوں جن پر سجدہ جائز ہے تو ان پر سجدہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال :۔ سیمنٹ اور پتھر وغیرہ کے فرش پر سجدہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ اگر یہ پاک ہوں تو سجدہ ہو سکتا ہے۔

سوال :۔ اگر قاری قرآن کیسٹ' ریڈیو' ٹیلی ویژن پر آیت سجدہ کی تلاوت کرے تو کیا سننے والوں پر سجدہ واجب ہو گا؟

جواب :۔ سجدہ واجب ہے۔

سوال :۔ ایک خاتون نماز پڑھ رہی ہے کہ جس کے کچھ بال چادر سے باہر ہیں۔ وہ خود اس کو نہیں جانتی تو کیا میرے اوپر واجب ہے کہ اثناء نماز یا نماز کے بعد اسے بتاؤں ؟

جواب :۔ ہرگز نہیں ! آپ کے اوپر بتانا واجب نہیں۔ اور جب تک وہ خود اس کی طرف متوجہ نہ ہو اس کی نماز صحیح ہے۔

سوال :- ایک شخص اذان صبح سے چند منٹ پہلے بیدار ہوتا ہے اور اسے یقین یا احتمال قوی ہے کہ اگر دوبارہ سو گیا تو طلوع شمس سے پہلے بیدار نہیں ہو سکے گا تو ایسے شخص کے لئے دوبارہ سونے کا کیا حکم ہے ؟

جواب :- اس کے لئے دوبارہ سونا حرام ہے۔

سوال :- ایک طالب علم، مزدور، ملازم، ٹیچر وغیرہ کو ہر روز اپنے شہر سے ۳۶ کلومیٹر دور کی مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔ جو روزانہ جاتے ہیں اور پھر واپس گھر آجاتے ہیں اور یہ سلسلہ ایک سال یا زائد عرصہ تک جاری رہتا ہے تو ان کی نماز اور روزے کا کیا حکم ہو گا ؟

جواب :- نماز پوری اور روزہ بھی رکھیں گے۔

سوال :- اگر کوئی شخص ہفتہ میں دو یا تین مرتبہ مسلسل سفر پر جاتا ہے اس طرح اس کا اکثر وقت یا نصف وقت سفر میں گذرتا ہے تو اس کی نماز روزے کا کیا حکم ہو گا؟

جواب :- نماز پوری پڑھے اور روزہ بھی رکھے۔

سوال :- اگر کوئی ماہ رمضان میں زوال کے بعد سفر کرے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے ؟

جواب :- وہ اپنے روزے کو مکمل کرے۔ اور روزہ توڑ نہیں سکتا۔

سوال :- اگر ایک شخص زوال سے پہلے سفر کرے جبکہ رات سے ہی سفر کی نیت تھی تو اس کا کیا حکم ہے ؟

جواب :- حد ترخص کے بعد روزہ توڑ سکتا ہے اور ماہ رمضان کے بعد اس کی قضا بجا لائے۔

سوال :- اگر کوئی شخص زوال سے پہلے سفر کرے اور رات سے سفر کی نیت نہ ہو تو ؟

جواب :- وہ روزے کو مکمل کرے گا۔

سوال :- اگر کوئی شخص زوال سے پہلے گھر پہنچے اور سفر میں روزہ توڑ چکا ہو تو ؟

جواب :- دن کے باقی حصے میں روزہ رکھنا واجب نہیں ہے۔

سوال :- اگر کوئی شخص زوال سے پہلے اپنے گھر۔ وطن یا ایسی جگہ جہاں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو پہنچ جائے اور اس نے سفر میں روزہ نہ توڑا ہو تو ؟

جواب :- اس پر واجب ہے کہ وہ روزے کی نیت کرے اور روزہ کو مکمل کرے اور اس پر قضاء بھی نہیں ہے۔

سوال :- ایک ایسا شخص جسے غسل جنابت کے واجب ہونے کا علم نہ تھا وہ بغیر غسل کے کئی سال تک روزے رکھتا رہا تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے ؟

جواب :- اس کا روزہ صحیح ہے

سوال :- کیا دمہ کے مریض روزہ کی حالت میں ایسا آلہ (پمپ) استعمال کر سکتے ہیں جس کو دبانے سے منہ میں خاص قسم کی گیس جاتی ہے جس سے سانس لینے میں سہولت ہوتی ہے ؟

جواب :- کوئی حرج نہیں !

سوال :- جو لوگ ماہ رمضان میں روزہ نہیں رکھ سکتے تو کیا انہیں ہوٹل یا گھر میں کھانا کھلایا جا سکتا ہے جبکہ اس سے ماہ مبارک کی توہین بھی نہ ہوتی ہو تو ؟

جواب :- صرف مریض اور ان لوگوں کو کھانا کھلایا جا سکتا ہے جن پر روزہ واجب نہیں ہے

سوال :- کیا مریض آدمی کو روزے کی حالت میں گلوکوز کی ڈرپ لگائی جا سکتی ہے یا نہیں ؟ یا بیماری کے علاوہ بھی روزے دار گلوکوز کی ڈرپ لگا سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب :- بہتر ہے اس سے پرہیز کیا جائے لیکن واجب نہیں۔ اگر کوئی مریض اس کے ساتھ روزہ رکھ سکتا ہو تو روزہ رکھنا واجب ہے۔

سوال :- اگر کوئی شخص مالی اعتبار سے مستطیع تھا لیکن ویزا نہ ملنے کی وجہ سے حج پر نہ جا سکا اس نے وہ پیسے اپنی بعض ضروریات زندگی پر خرچ کر دیئے۔ اس کے بعد اسے استطاعت نہیں حاصل ہوئی کہ وہ حج پر جا سکے۔ کیا پوری زندگی اس پر حج واجب رہے گا؟

جواب :- ایسی صورت میں اس پر حج واجب نہیں ہے ہاں اگر دوبارہ مستطیع ہو جائے تو واجب ہو گا۔

سوال :- جمرۃ عقبیٰ (بڑے شیطان) کو کنکریاں کس سمت سے ماری جائیں؟

جواب :- جس طرف سے چاہیں کنکریاں مار سکتے ہیں۔

سوال :- اگر ایک شخص ہوائی جہاز کے ذریعہ جدہ پہنچتا ہے اور جحفہ کی بجائے جدہ سے ہی احرام باندھ لیتا ہے تو اس کے حج اور عمرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اس پر واجب ہے کہ وہ میقات یا اس کے مقابل سے گذرتے وقت احرام کی تجدید کرے اور اگر تجدید احرام کئے بغیر جدہ سے احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو جائے تو واپس کسی ایک میقات پر لوٹے اور وہاں سے احرام باندھ کر جائے۔

سوال :- کیا ـــ طواف اور سعی کرنے کے بعد اور تقصیر سے پہلے کسی دوسرے شخص کی تقصیر کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب :- جب تک انسان اپنی تقصیر نہ کر لے دوسرے کی تقصیر نہیں کر سکتا۔

سوال :- سرکاری بنکوں میں نفع کی نیت سے رقم جمع کرائی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب :- یہ جائز ہے اور نفع لینا بھی جائز ہے لیکن اصل مال اور نفع لیتے وقت یوں قبض کرے جیسے مال مجہول المالک کو قبض کیا جاتا ہے اور حاکم شرعی سے

اجازت بھی لے۔

سوال :۔ اگر یہ نہ جانتے ہوئے کہ اس بینک میں مال مجہول المالک ہے تو اس بینک میں نفع کے قصد سے مال جمع کرایا جا سکتا ہے؟

جواب :۔ یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں سود کا قصد ہے۔

(نوٹ واضح رہے کہ اہلی (پرائیویٹ) بنک کے ساتھ کسی بھی قسم کا معاملہ فوائد کے ساتھ حرام اور سودی معاملہ ہے البتہ غیر اہلی (سرکاری بنک) کی رقم مال مجہول المالک کے حکم میں ہے۔ بنک سے متعلقہ سوال میں گذشتہ و پیوستہ کے جوابات سرکاری بنک کے پیش نظر ہیں۔ اور یہ کہ سرکاری بنک سے کسی بھی عنوان سے حاصل کردہ رقم خواہ اپنی رقم جو کرنٹ اکاؤنٹ سے نکلوائی جائے یا کسی عمل کے عوض اجرت کے عنوان سے حاصل کی جائے۔ سب مجہول المالک کے حکم میں ہے اور ایسی رقم کا حاصل کرنا اور اس میں تصرف کرنا حاکم شرع یا ان کے وکیل کی اجازت کے بغیر ہرگز جائز نہیں۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ تمام بنک کوئی بھی معاملہ بغیر پیشگی تحریری معاہدہ کے انجام نہیں دیتے۔ مثلاً اگر آپ نفع حاصل نہیں کرنا چاہتے تو کرنٹ اکاؤنٹ کے معاہدہ پر دستخط کریں اور اگر نفع چاہتے ہیں تو اس کے لئے الگ تحریری معاہدہ کے فارم ہوتے ہیں فکس ڈیپازٹ' پی ایل ایس اور سیونگ اکاؤنٹ وغیرہ' ان معاہدوں کے تحت رکھی گئی رقوم پر بنک آپ کو قانونی طور پر معین فوائد دینے کا پابند ہے اگر آپ نہ لینا چاہیں تب بھی وہ آپ کے اکاؤنٹ میں جمع کرانے کے پابند ہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں کسی بنک یا ادارہ میں اس نیت سے از خود بغیر کسی معاہدہ کے آپ کو رقم دے خارج از امکان ہے۔ (مترجم)

سوال :۔ بعض اشخاص سرکاری بنک سے معین نفع کی شرط پر قرض لیتے ہیں یا کوئی چیز گروی رکھ کر رقم حاصل کرتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہوگا؟

جواب :- سرکاری بنک سے مجہول المالک کے عنوان سے حاکم شرع یا ان کے وکیل کی اجازت سے رقم لینا جائز ہے حتیٰ کہ اگر اس بات کا علم بھی ہو کہ بنک مجھ سے جبراً نفع وصول کرے گا۔ پس بنک کے مطالبہ پر اضافی رقم ادا کرنا جائز ہے اور یہ سود کے حکم میں بھی نہیں۔

سوال :- اگر کسی شخص کے پاس رہائش کے لئے مکان نہ ہو تو تعمیر مکان کے لئے نفع کی شرط کے ساتھ قرض لینا جائز ہے؟

جواب :- نفع کی شرط پر قرض حاصل کرنا جائز نہیں۔ البتہ سرکاری بنک یا ادارہ سے نفع حاصل کرنے کے قصد کے بغیر مال مجہول المالک کی حیثیت سے رقم حاصل کرنا جائز ہے۔ اور مجبوری کی اس صورت کے پیش نظر اصل رقم یا اس پر فوائد کی واپسی ادائیگی بنک یا ادارہ کے مطالبہ پر جائز ہے۔

سوال :- سرکاری بنک میں اموال کی درآمد یا برآمد کی غرض سے ایل سی وغیرہ کھولنا جائز ہے؟

جواب :- جائز ہے اگرچہ اس کو انجام دینے کے لئے بنک کو بطور اجرت رقم بھی ادا کرنی پڑے۔

سوال :- کیا کسی شخص یا ادارے کو بنک گارنٹی دی جا سکتی ہے؟

جواب :- جائز ہے اگرچہ اس عمل کو انجام دینے پر بنک کو بطور اجرت رقم دینا پڑے۔

سوال :- کیا کمپنی شیئرز کی خرید و فروخت جائز ہے؟

جواب :- ان کمپنیوں کے شیئرز کی خرید و فروخت جائز ہے جن کا کاروبار سودی اور حرام نہ ہو۔

سوال :- بعض کمپنیاں شیئرز کی خرید و فروخت میں بنک گارنٹی کا مطالبہ کریں تو؟

جواب :۔ شیئرز کی خرید و فروخت میں بنک گارنٹی دینا جائز ہے۔

سوال :۔ بنک کے ذریعہ کسی کو حوالہ دینا یا ایک جگہ سے اپنی رقم کو بنک کے ذریعہ کسی دوسری جگہ منتقل کرنا (کسی بھی صورت میں چیک / ڈرافٹ / ٹی ٹی وغیرہ) جائز ہے؟

جواب :۔ جائز ہے اور بنک کو اس کام کی اجرت بھی دینا جائز ہے۔

سوال :۔ کیا قرآن پاک کا غیر مسلم کو ہدیہ دینا یا فروخت کرنا جائز ہے۔ جبکہ بعض غیر مسلم قرآن مجید کے حقائق سے آگاہی چاہنے کے لئے قرآن مجید لیتے ہیں؟

جواب :۔ اگر قرآن کریم کی توہین نہ ہو تو جائز ہے۔

سوال :۔ کسی انسان یا حیوان کا مجسمہ بنانا جائز ہے؟

جواب :۔ جائز نہیں ہے۔

سوال :۔ کیا انسانی یا حیوانی مجسموں (مورتیوں) کا نمائش کی غرض سے رکھنا جائز ہے؟

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال :۔ بعض دکاندار نرم و نازک کپڑوں کو جدید (ریشمی) کپڑا کہہ کر فروخت کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ان کا ریشمی ہونا یقینی نہیں ہوتا تو کیا ایسے کپڑوں کا بغیر تحقیق کے مردوں کے لئے پہننا جائز ہے۔

جواب :۔ ایسے کپڑوں کا مردوں کے لئے پہننا حرام نہیں جن کا اصلی ریشم ہونا یقینی نہیں ہے۔ اور نہ ہی تحقیق کرنی ضروری ہے۔

سوال :۔ کیا لہو و لعب اور گانے بجانے والے آلات جیسے پیانو' سرنگی' ہارمونیم' ڈھول' طبل وغیرہ کی خرید و فروخت اور استعمال حرام ہے اور کیا ان کی مثل و مشابہہ بچوں کو بہلانے کے لئے کھلونوں کی خرید و فروخت بھی حرام ہے؟

جواب :- بچوں کو بہلانے کے لئے ایسے کھلونوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ بشرطیکہ ان کو گانے بجانے اور لہو و لعب کے آلات نہ کہا جا سکے۔

سوال :- اگر کوئی شخص اپنے پلاٹ پر کسی ٹھیکیدار کو عمارت تعمیر کرنے کا ایک معین رقم کے عوض ایک معین مدت کے دوران ٹھیکہ دے اور معاہدہ کے درمیان یہ شرط کرے کہ اگر ٹھیکیدار نے اس معین مدت میں عمارت کو مکمل نہ کیا تو روزانہ ' ماہانہ یا تاخیر کے عوض ایک رقم پلاٹ کے مالک کو حرجانہ کے طور پر ادا کرے گا تو کیا ان رقوم کا پلاٹ کا مالک یا ٹھیکیدار کو دینا یا لینا جائز ہے؟

جواب :- جائز ہے۔

سوال :- بنک مختلف ممالک کی کرنسیوں کی خرید و فروخت اور لین دین کرتے ہیں اور ان پر منافع یا کام کی اجرت کا مطالبہ بھی کرتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :- جائز ہے۔

سوال :- اگر کسی شخص کے ذمہ قرض کی ادائیگی ہو اور وہ اس کے عوض سند قرض دے تو اس سند کو قرض کی رقم سے کم پر کیش کرایا جا سکتا ہے؟

جواب :- جائز ہے۔

سوال :- اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ کو بنک کی طرف سے حوالہ دے یا بنک کسی شخص کو اپنی دوسری برانچ کے لئے حوالہ دے تو؟

جواب :- جائز ہے بلکہ اس حوالہ کے عمل کو انجام دینے پر بنک اجرت بھی لے سکتا ہے۔

سوال :- زندگی ' مال ' گاڑی وغیرہ کی انشورنس کرانا جائز ہے۔

جواب :- سرکاری انشورنس کمپنیوں سے ہر قسم کی انشورنس کرانا جائز ہے۔ اس

لئے کہ ان کا مال مجہول المالک کا حکم رکھتا ہے۔

سوال :- کیا سونے کے تیار شدہ زیورات مثلاً ایک تولہ وزن کو غیر تیار شدہ سونے کے ایک تولہ کے عوض زائد رقم کے ساتھ (اگرچہ اجرت کے عنوان سے ہو) تبادلہ کرنا جائز ہے؟

جواب :- یہ معاملہ سودی اور حرام ہے۔ اگرچہ آج کل زرگر اس قسم کے معاملات عام طور پر کرتے ہیں۔

سوال :- کیا منگنی' شادی پر سونے کی انگوٹھی مردوں کے لئے پہنانا جائز ہے؟

جواب :- ہر قسم کا سونا خواہ سفید ہو یا کسی دوسرے رنگ کا مردوں کو پہننا حرام ہے۔ لیکن اگر سونا نہ ہو بلکہ کوئی دوسری معدن مثلاً پلاٹین ہو تو اس کے پہننے میں کوئی ہرج نہیں -

سوال :- اگر کوئی شخص اپنے پلاٹ پر کسی ٹھیکیدار کو عمارت تعمیر کرنے کے لئے ایک معین رقم کے عوض ایک مقرر مدت کے دوران ٹھیکہ دے اور معاہدہ کے دوران یہ شرط کرے کہ اگر ٹھیکیدار نے اس معین مدت میں عمارت کو مکمل نہ کیا تو روزانہ' ماہانہ تاخیر کے عوض ایک معین رقم پلاٹ کے مالک کو بطور ہرجانہ دے گا۔ یہ کہ ٹھیکیدار معاہدہ میں یہ شرط کرے کہ پلاٹ کا مالک تعمیر کے دوران میٹریل مہیا کرنے میں تاخیر کی صورت میں کچھ زائد رقم بطور ہرجانہ ٹھیکیدار کو ادا کرے گا۔ تو کیا ان رقوم کا پلاٹ کے مالک یا ٹھیکیدار کے لئے لینا یا دینا جائز ہے؟

جواب :- جائز ہے۔

سوال :- اخبار' مجلات' کمپنیوں اور کارخانوں وغیرہ کے لائسنس جو کہ حکومت کی طرف سے جاری ہوتے ہیں اور ان کی قدر و قیمت ہوتی ہے اور وہ خرید و فروخت کے قابل ہوتے ہیں وہ ایک شخص یا اشخاص سے دوسرے شخص یا

اشخاص کے نام قانوناً" اور عرفاً" منتقل ہوتے ہیں۔ اور ان کو اجارہ پر دیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ شرعاً" بھی جائز ہے؟

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال :۔ کیا حیوانات کی تحیط (خراب ہونے سے بچانے کے لئے حفاظتی عمل انجام دینا) کے بعد گھروں دفتروں اور ڈرائنگ رومز میں نمائش کے لئے سجانا جائز ہے؟

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال :۔ علاج کے لئے خون کی خرید و فروخت جائز ہے؟

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال :۔ کیا حرام گوشت حیوان کا ایسے افراد کے ہاتھ فروخت کرنا جن کے مذہب میں اس کا گوشت کھانا حلال اور جائز ہے؟

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال :۔ کن بری حیوانات کا گوشت کھانا حلال ہے؟

جواب :۔ صرف اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری (خواہ گھریلو ہوں یا جنگلی) زیبرا اور ہرن کا گوشت حلال ہے جبکہ گھوڑا گدھا خچر گھریلو ہوں یا جنگلی یقیناً مکروہ ہیں۔

سوال :۔ گذشتہ مسائل میں آپ نے فرمایا تھا کہ ایسے دستر خوان پر بیٹھنا حرام ہے جس پر شراب موجود ہو تو کیا ایسے شوروم (دوکان وغیرہ) میں حلال اشیاء کی فروخت کے لئے کام کرنا جائز ہے۔ جس کے اندر شراب، بیئر، مردار اور حرام گوشت حیوانات کا گوشت فروخت ہوتا ہے جبکہ میں صرف حلال چیزیں ہی فروخت کروں؟

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال :۔ کیا میں ایسے ہوٹل میں باورچی کا کام کرسکتا ہوں جہاں غیر شرعی گوشت پکایا جاتا ہو۔ جبکہ میرا کام صرف پکانا ہے لوگوں کے سامنے کھانا پیش کرنا نہیں ہوتا؟

جواب :۔ جائز نہیں۔

سوال :۔ کیا ایسے ذبح شدہ حلال گوشت حیوانات کی خرید و فروخت جائز ہے جو اسلامی ممالک سے درآمد کیے جاتے ہیں اور ان پر تحریر ہوتا ہے کہ یہ اسلام کے طریقے پر ذبح شدہ ہیں۔

جواب :۔ ان کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اگر غیر اسلامی ممالک سے درآمد شدہ ہوں اور ان پر تحریر شدہ ہو کہ یہ شرعی طریقہ سے ذبح شدہ ہیں تو ان کا کھانا اس وقت تک جائز نہیں جب تک یقینی طور پر ان کے شرعی طریقہ پر ذبح ہونے کا یقین نہ ہو۔

سوال :۔ غیر اسلامی ممالک سے درآمد شدہ پنیر جس کی تیاری کے متعلق حتمی طور پر معلوم نہ ہو کے کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ اس کا کھانا جائز ہے۔

سوال :۔ جس مچھلی کے پورے جسم پر چھلکا نہ ہو کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ ہر اس مچھلی کا کھانا جائز ہے جس کے جسم پر چھلکا ہو۔ اگرچہ چھلکا صرف ایک ہی ہو۔

سوال :۔ باہر سے درآمد شدہ ڈبوں میں پیک مچھلی جس پر یہ تحریر ہو کہ یہ مچھلی چھلکے والی ہے تو کیا اس کا کھانا جائز ہے؟

جواب :۔ اس پر اعتماد کی وجہ سے جائز ہے۔ لیکن اگر لکھنے والا شخص یا کمپنی یا ادارے متہم (ناقابل اعتماد) ہوں تو اس صورت میں جائز نہیں۔

سوال :۔ مسلمانوں کے بازاروں میں بے شمار ہوٹل ہیں جن میں گوشت فروخت

کیا جاتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ ان ہوٹلوں وغیرہ میں گوشت کھانا جائز ہے۔ نیز ہوٹل کے مالک سے گوشت یا کام کرنے والوں کے متعلق تحقیق کرنا بھی ضروری نہیں۔

سوال :۔ کیا ادویات کھانے سے قبل یہ تحقیق کرنا ضروری ہے کہ اس کے اجزائے ترکیبی میں کوئی حرام مواد ہے یا نہیں۔

جواب :۔ تحقیق کرنا قطعاً" لازم نہیں۔

سوال :۔ کچھ ادویات کے اندر نشہ آور چیز ملی ہوئی ہوتی ہے.تو کیا ان ادویات کا کھانا حرام اور وہ نجس ہیں؟

جواب :۔ ان ادویات کا اضطراری صورت میں اس وقت کھانا جائز ہے جب زندگی بچانا اس پر موقوف ہو اور اس سے فائدے کا یقین بھی ہو اور اگر ان ادویات میں شامل اجزاء میں سے کوئی نشہ آور (اصالتہ") لیکوئیڈ چیز ہو تو نجس ہوگی۔

سوال :۔ کیا کوئی زندہ شخص اپنی آنکھ یا گردہ کسی دوسرے زندہ انسان کے لئے پیش کر سکتا ہے۔

جواب :۔ اگر پیش کرنے والے شخص کے لئے یہ عمل ' خطرے کا باعث نہ ہو تو مومن کی جان بچانے کے لئے پیش کر سکتا ہے۔

سوال :۔ بعض اوقات عورت کی صحت کے پیش نظر حمل سے خالی رکھنے کے لئے اپریشن کے ذریعہ اس کی بچہ دانی (نس بندی) نکلوا دی جاتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ اگر نس بندی وقتی طور پر ہو کہ جو دوبارہ اپریشن کے ذریعہ حمل کے لئے صحیح کی جا سکے تو جائز ہے لیکن بالکل اس کو ناکارہ کرنا جائز نہیں۔

سوال :۔ کچھ کمپنیاں اپنی ادویات کا بعض افراد پر ان کی غفلت اور عدم توجہ کی

حالت میں تجزیہ کرتی ہیں کہ کیا وہ مفید اور کارگر ہیں یا مضر؟

جواب :۔ ایسا کرنا جائز نہیں۔

سوال :۔ کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کا پوسٹ مارٹم کرنا اگرچہ جرم معلوم کرنے یا طبی امور کی تعلیم کے پیش نظر ہو تو کیا جائز ہے؟

جواب :۔ غیر مسلم افراد اور غیر اسلامی ممالک میں ان افراد کا پوسٹ مارٹم کرنا جن کا اسلام مشکوک ہے جائز ہے۔

سوال :۔ بعض اوقات بچے کی ولادت کے وقت لوگ تحائف پیش کرتے ہیں تو کیا یہ تحائف بچے کے لئے مخصوص ہیں یا والدین کے لئے؟

جواب :۔ تحائف مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں جن کی کیفیت خود واضح ہوتی ہے کہ بچوں کے لئے ہیں۔ جیسے بچوں کے لئے سونے کے زیورات یا ان کے کپڑے وغیرہ یا والدین کے لئے ہوتے ہیں جیسے پھل فروٹ وغیرہ۔ البتہ نقد رقوم کا تعلق عرف عام اور علاقائی رسم و رواج سے ہے۔ یا تحفہ پیش کرنے والے کے حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا تعلق بچہ سے ہے یا والدین سے۔

سوال :۔ کیا والدین اولاد کے مال میں تصرف کر سکتے ہیں ؟

جواب :۔ والد اپنے بچوں کی مصلحت کے لئے ان کے اموال میں تصرف کر سکتا ہے۔ البتہ بچوں کے مال میں ایسا تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہے جو ان کے لئے نقصان کا باعث بنے۔ بلکہ بچوں کے بالغ ہونے تک ان کے مال کی حفاظت واجب ہے لیکن ماں اگر بچوں کے مال میں تصرف کرنا چاہے تو بچوں کے باپ سے اجازت ضروری ہے کیونکہ باپ ہی ان نابالغ بچوں کا ولی ہے۔

سوال :۔ کیا سفید جادو جو کہ اچھے کاموں کے لئے کیا جاتا ہے جائز ہے۔ برعکس کالے جادو کے جو برے کاموں کے لئے شریر لوگ کرتے ہیں۔

جواب :۔ جادو کی تمام قسمیں اور شکلیں حرام ہیں۔ البتہ کسی جادو کو توڑنے کے لئے دفاعی صورت میں (☆ مجبوراً" جائز ہے ☆)۔

سوال :۔ ارواح کا ظاہر کرنا ان کے حالات یا برزخ وغیرہ جیسے امور پر مطلع ہونے کے لئے کیا یہ جائز ہے؟

جواب :۔ روح کے ظاہر کرنے سے جب کسی مومن کو اذیت ہوتی ہو یا جادو کے طریقے پر ظاہر کیا جاتا ہو تو یہ حرام ہے اور وہ جو خبریں دے اس پر اعتماد کرنا بھی حرام ہے۔

سوال :۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ اطہارؑ کی تصاویر کا گھر میں لگانا جائز ہے؟

جواب :۔ ان تصاویر کا گھر میں لگانا جائز ہے۔

سوال :۔ بعض لوگ اخبارات و مجلات اور کتابیں کوڑے کرکٹ میں پھینک دیتے ہیں حالانکہ ان میں قرآن کی بعض آیات یا اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ ہوتے ہیں؟

جواب :۔ ایسا کرنا جائز نہیں اور اس قسم کے مواد کو اس حالت سے اٹھانا واجب ہے۔

سوال :۔ بعض لوگ بحث و تکرار کے دوران اللہ تعالیٰ یا معصومین علیہم السلام کو توہین آمیز غلط الفاظ سے یاد کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ ایسے افراد کا حکم قتل ہے۔

سوال :۔ کیا عورتوں کے لئے موٹر ڈرائیونگ کی تعلیم کسی اجنبی شخص سے حاصل کرنا جائز ہے؟ جبکہ اس دوران ان کو اکیلے ایسی جگہوں پر جانا ہوتا ہے۔ جو ڈرائیونگ کے لئے موزوں لیکن ان مقامات پر اکثر اوقات میں لوگوں کی آمد و رفت نہیں ہوتی۔

جواب :۔ اگر یہ کام حرام میں مبتلا ہونے کا سبب نہ ہو تو جائز ہے۔

سوال :۔ کیا عورت بغیر حجاب کے پاسپورٹ وغیرہ کے لئے اپنی تصویر بنوا سکتی ہے

جواب :۔ اگر فوٹو گرافر عورت یا محرم ہو تو جائز ہے۔

سوال :۔ کیا حیوان کو پشت گردن سے ذبح کرنا جائز ہے؟

جواب :۔ ہرگز نہیں یہ عمل ناجائز ہے۔

سوال :۔ کیا میت کی قبر کھودنا جائز ہے جب میت کی ہتک حرمت نہ ہو تو؟

جواب :۔ اگر قبر کھودنے میں میت کے لئے مصلحت ہو تو جائز ہے اور میت کو مشاہد مقدسہ کی طرف لے جانے کے لئے بھی قبر کا کھودنا اور میت کا منتقل کرنا جائز ہے۔

سوال :۔ ایسی فلم جس میں خواتین کی بغیر حجاب کے تصاویر ہوں کسی اجنبی شخص کو صاف اور پرنٹ کے لئے دینا جائز ہے؟

جواب :۔ جائز ہے لیکن اس کے لئے ان تصاویر کو شہوت کی نظر سے دیکھنا جائز نہیں۔

سوال :۔ اگر کسی عمومی جگہ شارع عام' بازار ' اڈا یا پارک وغیرہ سے کوئی چیز مل جائے اور اس کے مالک کا پالینا ممکن نہ ہو تو کیا کیا جائے ؟

جواب :۔ اگر اس کی قیمت ۲.۷۵ گرام چاندی کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور مالک کے مل جانے کا احتمال بھی ہو اگرچہ اچانک ہی صحیح تو واجب ہے اس کا انتظار کیا جائے اور ایک سال تک اعلان کرایا جائے۔

سوال :۔ کیا رزق' اولاد' حفاظت' شفاء وغیرہ معصومینؑ سے براہ راست طلب کئے جا سکتے ہیں؟

جواب :۔ اولاً تو یہ کہ کیا ان حضرات معصومینؑ سے مذکورہ امور کا طلب اس

حیثیت سے کہ وہ رازق، خالق، محافظ اور شافی ہیں۔ ہرگز جائز نہیں۔ بلکہ وہ تو ہمارے اور اللہ تعالٰی کے درمیان وسیلہ اور شفاعت کرنے والے ہیں اور یہ کہ وہ ہستیاں تو اللہ تعالٰی کی اجازت کے بغیر کوئی کام کرتی ہی نہیں۔

ثانیاً" - یہ کہ مذکورہ امور کا ان ہستیوں سے طلب کرنا اس حیثیت سے ہو کہ وہ اللہ تعالٰی سے ہمارے لئے ان امور کا سوال کرتی ہیں اور ان کی وساطت اور صدقہ میں اللہ تعالٰی ہمیں رزق، اولاد، حفاظت اور شفا وغیرہ عطا فرماتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی بارگاہ میں ان کی قدر و منزلت اور ہم پر ان کی ولایت کے باعث رد نہیں کرتا۔

اگر یہ قصد ہو تو جائز ہے اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے وابتغوا الیہ الوسیلہ یہ ہستیاں ہی اس کی طرف وسیلہ ہیں۔

سوال :- میرا مقصد یہی ہے؟

جواب :- ہاں یہ جائز ہے۔

گزشتہ گفتگو کے دوران بہت سے ایسے سوالات میرے ذہن میں آ رہے تھے کہ جن سے عام لوگ خصوصاً" نوجوان طبقہ کو واسطہ پڑتا ہے لیکن اس وقت میں نے ان سے چشم پوشی کی تاکہ آئندہ ان مسائل کے لئے ایک مخصوص نشست رکھی جائے۔ اب بحمد اللہ میری وہ حسرت پوری ہو رہی ہے اور ہماری سابقہ گفتگو بھی اتنی طولانی ہو گئی تھی کہ اس کے بعد گفتگو کے لئے ایک الگ نشست کا اہتمام ضروری تھا۔ اب میں نوجوانوں کو عام پیش آنے والے سوالات کا سلسلہ شروع کر رہا ہوں کہ کہ جن کے جوابات میرے والد گرامی دیں گے۔ میں نے سوچا کہ اپنی گفتگو کا آغاز بعض طالب علموں کے ان مسائل سے کروں جو انہیں کلاسوں میں پیش آتے ہیں۔

سوال :۔ میڈیکل کے طالب علم کے لئے غیر محرم کا معائنہ کرنا لازمی ہوتا ہے۔ بسا اوقات زنانہ یا مردانہ شرم گاہ تک معائنہ کرنا پڑتا ہے۔ کیا طالب علم' طالبہ ڈاکٹر اس کا معائنہ کر سکتے ہیں جبکہ انسانی جان کا بچانا اسی پر موقوف ہوتا ہے اگرچہ یہ علاج مستقبل میں کرنا ہوتا ہے اور اگر وہ اس طرح معائنہ نہ کرے تو امتحان میں فیل ہو جائے گا؟

جواب :۔ اگر مستقبل میں انسانی جان کا بچانا اسی پر موقوف ہو اس تجرباتی عمل سے ہیجان جنسی کا خطرہ بھی نہ ہو تو جائز ہے۔

سوال :۔ ہسپتالوں میں نرسز' مرد مریضوں کی نبض' ٹمپریچر چیک کرتی اور زخموں کی مرہم پٹی کرتی ہیں؟

(۱) تو کیا مرد مریض کا فرض بنتا ہے کہ وہ نرس کو اپنے بدن کے ساتھ ہاتھ نہ لگانے دیں؟

(۲) اگر مرد تیمار دار میسر نہ آسکیں تو ایسی صورت میں مریض کا شرعی فریضہ کیا ہے؟

(۳) اگر مرد کی شرمگاہ کی مرہم پٹی کرنا ہو اور مرد میسر نہ ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

(۴) اگر معاملہ اس کے برعکس ہو اور مذکورہ صورتوں میں خاتون میسر نہ ہو تو خاتون مریض کا شرعی وظیفہ کیا ہے؟

جواب :- ایسی تمام صورتوں میں تمار دار مرد یا عورت کو دستانے وغیرہ استعمال کرنے چاہئیں تاکہ اجنبی شخص اور مریض میں حائل ہو سکے۔

سوال :- بسا اوقات یہ بھی ممکن نہیں ہوتا بلکہ غیر محرم کو دوسری جنس کے مریض کے بدن کو مس کرنا ضروری ہوتا ہے؟

جواب :- اگر اس کے بغیر علاج ممکن نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

سوال :- گذشتہ صورتوں میں ہاتھ لگانے کی بجائے مخصوص مقامات دیکھنا پڑیں تو کیا حکم ہوگا؟

جواب :- دیکھنے کا حکم بھی وہی ہے جو ہاتھ لگانے کا ہے۔ اگر اس کے بغیر علاج ممکن نہ ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔

سوال :- اگر شوہر بیوی کو نماز نہ پڑھنے' پردہ نہ کرنے' مہمانوں کو شراب پیش کرنے ' جوا کھیلنے' مہمانوں کے ساتھ ہاتھ ملانے کا حکم دے اور انکار کی صورت میں عورت سے ہم بستری نہ کرے تو عورت کے لئے کیا شرعی فریضہ ہے؟

جواب :- عورت کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام محرمات کو ترک کرے۔ اگر شوہر ہمبستری ترک کر دے تو بھی عورت نان و نفقہ کا حق رکھتی ہے۔

سوال :- ایک خاتون جو شرعی پردے کی پابند ہے لیکن اس کا شوہر اسے اس عمل سے روکتا ہے اور اسے اختیار دیتا ہے کہ یا شرعی حجاب اتار دے یا طلاق لے لے تو ایسی صورت میں عورت کیا کرے؟

جواب :- ایسی صورت میں عورت طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

سوال :- آج کل خاندانی منصوبہ بندی کے ذرائع کا استعمال عام ہے۔ اگر

دوائیوں کے استعمال سے حرج اور نقصان پہنچتا ہو اور منصوبہ بندی کے دیگر ذرائع کے استعمال کے لئے ڈاکٹر کے سامنے جائے مخصوص کو ظاہر کرنا ناگزیر ہو جبکہ یہ بھی یقین ہو کہ حمل سے نقصان پہنچے گا تو کیا کرے؟

جواب :۔ ایسی صورت میں یہ کام جائز ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ عورت لیڈی ڈاکٹر کی طرف رجوع کرے۔

سوال :۔ کیا عورت عورت کی شرمگاہ کے علاوہ ناف اور گھٹنے کے درمیان والی جگہ کو دیکھ سکتی ہے؟

جواب :۔ ہاں جائز ہے۔

سوال :۔ بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر منصوبہ بندی پر عمل کرنا جائز ہے۔

جواب :۔ (☆ شوہر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ☆) ہاں اگر عورت کو حمل سے نقصان کا اندیشہ ہو تو پھر شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

سوال :۔ اگر معاملہ برعکس ہو۔ مرد منصوبہ بندی کرانا چاہے اور عورت راضی نہ ہو تو؟

جواب :۔ جائز نہیں۔

سوال :۔ ایسی دوائی استعمال کرنا جس سے ماہواری بند ہو جائے تو کیا یہ جائز ہے

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال :۔ کیا حمل کے ابتدائی ایام میں اسقاط حمل جائز ہے؟

جواب :۔ یہ کسی صورت میں جائز نہیں۔

سوال :۔ ہوائی اڈوں' عام شاہراہوں اور بازاروں میں خواتین ایک دوسرے سے گلے ملتی اور ایک دوسری کو بوسے دیتی ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب :۔ جائز ہے۔ بشرطیکہ اس ضمن میں کوئی اور حرام کام انجام نہ پائے۔

سوال :۔ آج کل عام طور پر عورتیں بازاروں وغیرہ میں پردہ نہیں کرتیں۔ تو

کیا بغیر لذت و شہوت کی نگاہ سے دیکھنا جائز ہے؟

جواب :- جائز ہے۔

سوال :- کیا عورتوں کے لئے لباس زینت پہن کر لوگوں کے سامنے عام بازاروں اور شاہراہوں پر نکلنا جائز ہے؟

جواب :- نہیں یہ جائز نہیں۔

سوال :- کیا خاتون اپنے پاؤں کا ظاہری حصہ اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے۔

جواب :- (☆ جائز نہیں ☆)۔

سوال :- کیا حالت نماز میں پاؤں کا ظاہری حصہ ظاہر کر سکتی ہے۔

جواب :- جائز ہے۔

سوال :- بسا اوقات عورت کو ٹیکسی میں ڈرائیور کے ساتھ تنہا سفر کرنا پڑتا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب :- اگر اس سے فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو جائز ہے۔

سوال :- کیا زنانہ اجتماع کی فلم کی صفائی غیر محرم سے کرائی جا سکتی ہے؟

جواب :- اگر جنسی ہیجان کا خطرہ نہ ہو تو جائز ہے۔

سوال :- مشت زنی کا کیا حکم ہے؟

جواب :- کسی صورت میں جائز نہیں۔

سوال :- کیا یہ کام عورتوں کے لئے جائز ہے؟

جواب :- ان کے لئے بھی جائز نہیں۔

سوال :- بعض بیماریوں میں ڈاکٹر مریض سے مادہ منویہ ٹیسٹ کرانے کے لئے کہتے ہیں۔ جبکہ منی کا اخراج کسی جائز طریقے سے ممکن نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں مریض کیا کرے؟

جواب :۔ اگر بیوی کے ذریعہ منی کا اخراج ممکن نہ ہو اور مریض اس کام پر مجبور ہو اور اس کا کوئی اور حل بھی نہ ہو تو جائز ہے۔

سوال :۔ معنوی ذریعہ تولید یا کسی اور ذریعہ سے کسی اجنبی مرد کی منی کا بانجھ مرد کی بیوی کے رحم میں ڈالنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب :۔ یہ حرام ہے۔

سوال :۔ اگر اس عمل سے بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو یہ کس کا ہوگا؟

جواب :۔ یہ بچہ اس کا ہوگا جس کی منی تھی۔

سوال :۔ کیا سکول کے طالب علم کو جسمانی سزا دی جا سکتی ہے۔

جواب :۔ جائز نہیں۔ ہاں اگر ولی نے معلم کو اس کی اجازت دی ہو تو جائز ہے۔ لیکن ضرورت سے زائد دشمنی، بغض اور اس کو کمزور سمجھنے کی وجہ سے سزا دینا جائز نہیں اگر ولی تربیت اور ادب سکھانے کے لئے واضح طور پر اجازت دے تو بھی تین ضربوں سے تجاوز نہ کرے۔

سوال :۔ جس عورت سے شادی کا ارادہ ہو اس کو دیکھا جا سکتا ہے؟

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال :۔ کیا شرط کے بغیر والی بال وغیرہ سے کھیلنا جائز ہے؟ جس میں انعام دیا جائے۔

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال :۔ کشتی اور باکسنگ کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ اگر اس سے قابل ذکر جسمانی نقصان نہ پہنچے تو جائز ہے۔

سوال :۔ ٹھوڑی کے علاوہ باقی چہرے پر داڑھی کے بال منڈانا کیسے ہیں۔

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال :۔ بیٹے پر باپ کے کن کن احکامات کی پابندی کرنا واجب ہے؟

جواب :۔ بیٹے پر واجب ہے کہ باپ سے حسن سلوک کرے۔

سوال :۔ کیا ہر بات میں والدین کی اطاعت واجب ہے مثلاً والدین کہیں فلاں پھل کھاؤ فلاں نہ کھاؤ۔ دس بجے سو جاؤ وغیرہ۔

جواب :۔ واجب تو نہیں لیکن بہتر ہے ان باتوں میں بھی ان کی اطاعت کی جائے۔

سوال :۔ اگر والدین اس وجہ سے بیٹے کو کسی کام سے روکتے ہیں کہ اسے نقصان ہو گا جبکہ ہمیں یقین ہے کہ والدین کا یہ خیال درست نہیں تو کیا اس صورت میں بھی اطاعت واجب ہے؟

جواب :۔ اگر عام لوگوں کے نزدیک اس قسم کے کاموں میں باپ کی مخالفت شمار اور سوء ادب نہیں سمجھی جاتی تو ان کی مخالفت جائز ہے۔

سوال :۔ کیا شرط لگائے بغیر شطرنج کھیلنا جائز ہے؟

جواب :۔ جائز نہیں۔

سوال :۔ شرط کے بغیر ان پتوں اور آلات سے کھیلنا جو جوئے کے لئے بنائے گئے ہیں کیا حکم ہے؟

جواب :۔ جوئے کے آلات جو جوئے سے ہی مختص ہیں سے بغیر شرط کے بھی کھیلنا جائز نہیں ہے۔

سوال :۔ ویڈیو گیم کھیلنے کا کیا حکم ہے؟

جواب :۔ اگر یہ جوئے کے آلات میں سے شمار نہ ہو تو جائز ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مكتب
سماحة آية الله العظمى
السيد محمد سعيد الطباطبائي الحكيم مد ظله

1 Ayatullah AL-Uzma Seyed M. S. Tabatabai Hakim
Ayatullah AL-Hakim Library, Najaf Ashraf, IRAQ
Tel. (+964-33) 370046 & 364541

2 Office of Ayatullah AL-Uzma Seyed M. S. Tabatabai Hakim
P.O.Box 486/ 37185. Tel. (+98-251) 740230 & 615109
Fax: (+98-251) 742146

3 Seyed H. Hakim P.O.Box (203/25) Beirut, LEBANON,
Tel. (+961-3)355336.

4 Dr. S.K. Tabatabai, P.O.Box 2253, DUBAI, U.A.E
Tel. Fax: (+971-4) 440983

5 Seyed Zawar Hussain Hamadani
Maktab Al-Hamadani Talagang (Chakwal), Pakistan.
Tel. (+92-5776) 411570, Cable: Hamadani.